تذکرہ

حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

شاھد فاروق ناگی

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

تذکرہ

حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تذکرہ

حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ

شاہد فاروق ناگی

مکتبہ قدوسیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوبصورت اور معیاری مطبوعات

کتاب وسنت
کی
نشرواشاعت
کے لیے
کوشاں

اس کتاب کے
جملہ حقوق اشاعت محفوظ ہیں

اہتمام طباعت
ابوبکر قدوسی

اشاعت ـــــ ۲۰۱۲ء

مکتبہ قدوسیہ
قدوسیہ اسلامک پریس
رحمان مارکیٹ ⊙ غزنی سٹریٹ ⊙ اردو بازار ⊙ لاہور پاکستان
Tel: +92-42-37351124,37230585
maktaba_quddusia@yahoo.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

اپنے نانا جان

مستری عبدالغفور مرحوم

کے نام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۱۷	اپنی سرگزشت	۱۔
۲۷	حرفے چند از مولانا اسحاق بھٹی	۲۔
۳۱	تقریظ از حافظ محمد الیاس اثری	۳۔
۳۵	**پہلا باب: ابتدائی خاندانی حالات و پیدائش**	☆
۳۶	گوندلاں والا میں مسلک اہل حدیث کی بنیاد	۱۔
۳۷	والد مکرم میاں فضل دین	۲۔
۳۸	والدہ ماجدہ	۳۔
۳۸	پیدائش	۴۔
	دوسرا باب: تعلیمی زندگی	☆
۳۹	ابتدائی تعلیم	۱۔
۴۰	مدرسہ غزنویہ امرتسر	۲۔
۴۲	آیرویدک اینڈ یونانی طبی کالج، دہلی	۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان، وزیر آبادی ۴۳

☆ تیسرا باب: تدریسی زندگی

۱۔ مدرسہ نصرۃ الاسلام گوندلاں والا ۴۵

۲۔ دارالحدیث رحمانیہ، دہلی ۴۷

۳۔ جامعہ عربیہ دارالسلام (عمر آباد) مدارس ۵۰

۴۔ مدرسہ محمدیہ (چوک نیائیں) گوجراں والا ۵۳

(حضرت حافظ محمد گوندلوی صاحبؒ کا درود) ۵۵

۵۔ ایک ناخوشگوار واقعہ ۵۶

۶۔ تعلیم الاسلام، اوڈاں والا ۵۷

۷۔ اوڈاں والا میں حافظ صاحب کی آمد ۵۸

۸۔ جامع مسجد مستری علم دین المعروف ٹاہلی والی مسجد گوجراں والا ۶۱

۹۔ حافظ صاحب کی تشریف آوری ۶۲

۱۰۔ جامعہ اسلامیہ (گوجراں والا) ۶۴

۱۱۔ جامعہ میں آفتاب علم (حافظ محمد گوندلویؒ) ۶۵

۱۲۔ جامعہ سلفیہ (لائل پور) فیصل آباد ۶۶

۱۳۔ حافظ صاحب کی تشریف آوری ۶۹

۱۴۔ جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم دال بازار گوجراں والا ۷۴

۱۵۔ جامعہ شرعیہ کی وجہ بنیاد ۷۴

۱۶۔ حضرت حافظ صاحب کی آمد ۷۵

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷۔ الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ ۷۶

۱۸۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ روانگی ۷۹

۱۹۔ جامعہ اسلامیہ گوجراں والا ۸۰

۲۰۔ جامعہ محمدیہ گوجراں والا ۸۱

۲۱۔ حافظ صاحب کی تشریف آوری ۸۴

☆ چوتھا باب

حضرت حافظ صاحب کا حلیہ، سیرت وکردار ۸۵

☆ پانچواں باب

حضرت حافظ صاحب کی ازدواجی زندگی ۹۱

☆ چھٹا باب

حضرت حافظ صاحب کی بیماری، وفات اور تعزیتی پیغامات ۹۷

☆ ساتواں باب

حضرت محدث گوندلویؒ کا انداز تدریس ۱۱۳

☆ آٹھواں باب

علمی جلالت وثقالت اور قوتِ حافظہ ۱۱۷

☆ نواں باب

حضرت حافظ محمد گوندلویؒ کی تصانیف ۱۲۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ دسواں باب: اساتذہ کرام

۱۔ مولانا علاؤالدین ۱۴۵
۲۔ حضرت الامام عبدالجبار غزنویؒ ۱۴۶
۳۔ سید عبدالاوّل غزنویؒ ۱۴۸
۴۔ سید عبدالغفور غزنویؒ ۱۴۹
۵۔ مولانا محمد حسین ہزارویؒ ۱۵۱
۶۔ استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ ۱۵۱
۷۔ حکیم محمد اجمل خاں دہلویؒ ۱۵۳
۸۔ مولانا احمد اللہ دہلوی پرتاب گڑھیؒ ۱۵۴
۹۔ مولانا عبدالرحمان پنجابیؒ ۱۵۵
۱۰۔ مولانا محمد اسحاق رامپوریؒ ۱۵۵
۱۱۔ مولانا عبدالرحمٰن ولایتی دہلویؒ ۱۵۶
۱۲۔ مولانا عبدالرزاق پشاوریؒ ۱۵۶

☆ گیارہواں باب

حضرت حافظ محمد محدث گوندلویؒ کے چند تلامذہ ۱۵۷

۱۔ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ ۱۵۸
۲۔ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ ۱۵۹
۳۔ مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوریؒ ۱۶۱
۴۔ شیخ ابوالبرکات احمد مدراسی ۱۶۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ مولانا محمد عبداللہ ۱۶۳

۶۔ حافظ محمد عبداللہ بڑھیمالویؒ ۱۶۴

۷۔ سید ابو بکر غزنوی ۱۶۵

۸۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر ۱۶۶

۹۔ حافظ محمد اسحاق حسینویؒ ۱۶۷

۱۰۔ مولانا محمد اعظم ۱۶۹

۱۱۔ مدرسہ نصرۃ الاسلام گوندلاں والا ۱۷۱

۱۲۔ دارالحدیث رحمانیہ دہلی ۱۷۲

۱۳۔ جامعہ عربیہ دارالاسلام (عمر آباد) مدراس ۱۷۲

۱۴۔ جامعہ تعلیم الاسلام اوڈاں والا ۱۷۳

۱۵۔ جامع مسجد مستری علم دین (ٹاہلی والی) گوجراں والا ۱۷۴

۱۶۔ جامعہ اسلامیہ گوجراں والا ۱۷۵

۱۷۔ جامعہ سلفیہ فیصل آباد ۱۸۲

۱۸۔ جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم دال بازار گوجراں والا ۱۸۶

۱۹۔ جامعہ اسلامیہ (مدینہ یونیورسٹی) مدینہ منورہ ۱۸۷

۲۰۔ مدرسہ و جامعہ محمدیہ گوجراں والا ۱۸۸

☆ بارہواں باب

حافظ محمد گوندلویؒ صاحب کی ملی جماعتی خدمات ۱۹۳

۱۔ ملی خدمات ۱۹۳

۲۔ جماعتی خدمات ۱۹۷

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ تیرھواں باب:

	معاصرین علمائے کرام	۲۰۳
۱۔	مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ	۲۰۳
۲۔	مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ	۲۰۵
۳۔	مولانا ابوسعید شرف الدین دہلویؒ	۲۰۶
۴۔	مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ	۲۰۸
۵۔	حافظ محمد عبداللہ روپڑیؒ	۲۰۹
۶۔	مولانا محمد داؤد غزنویؒ	۲۱۰
۷۔	قاضی عبدالرحیمؒ	۲۱۲
۸۔	مولانا محمد حنیف ندویؒ	۲۱۳
۹۔	حافظ محمد یوسف گکھڑویؒ	۲۱۴
۱۰۔	مولانا محمد چراغؒ	۲۱۶
☆	حضرت گوندلویؒ معاصرین کی نظر میں	۲۱۹

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حرفِ آغاز''

پاک وہند کے علمائے حدیث کا تذکرہ اگر مرتب کیا جائے تو اس میں حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کا اسم گرامی نمایاں حروف میں درج ہوگا۔ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تلامذہ کا ایک وسیع حلقہ میسر آیا تھا اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ اور حضرت مولانا عبداللہ غازی پوری رحمہ اللہ کے بعد اتنا وسیع حلقہ شاید ہی کسی اور بزرگ کے حصے آیا ہو۔ علماء اہل حدیث کی خدمات حدیث ایک وسیع باب ہے۔ اس باب کا ایک عنوان ''حضرت حافظ گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ'' ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ستر برس صحیح بخاری کا درس دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر خاص کرم تھا۔ ورنہ بہت سے لوگ تو زندگی کے ان ادوار میں ''ارذل العمر'' کی آزمائش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ میں ایسے نامور افراد بھی شامل تھے جو اپنے اپنے وقت کے اساطین علم وفضل شمار ہوئے۔ اس کی تفصیل اس کتاب میں آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

راقم الحروف کے والد گرامی حضرت مولانا عبدالخالق قدوسی رحمہ اللہ بھی حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ مجھے رمضان المبارک کا وہ دن اچھی طرح یاد ہے کہ جب والد محترم افطاری سے کچھ پہلے گھر تشریف لائے۔ افسردگی آپ کے چہرے پر نمایاں تھی۔ آپ نے دھیمے سے لہجے میں کہا ''وڈے حافظ صاحب فوت ہوگئے نیں۔'' یعنی بڑے حافظ صاحب وفات پاگئے ہیں اور صبح ان کی نماز جنازہ ہے۔ چنانچہ اگلے روز میں اور میرے بڑے بھائی ابوبکر اپنے والد کی معیت میں حضرت کے جنازے میں شرکت کی سعادت کے لیے عازم گوجرانوالہ ہوئے۔

جب والد صاحب اپنے استاذ گرامی کا تذکرہ کر رہے تھے تو میں نے عرض کی کہ یہ تہی دامن حضرت حافظ صاحب کی زیارت کی سعادت سے محروم ہے۔ تو والد محترم نے بے حد تاسف کا اظہار فرمایا۔ کہنے لگے تم نے حافظ صاحب کو دیکھا ہی نہیں؟ ان کے چہرے پر بے یقینی کی کیفیت تھی۔ وجہ یہ تھی کہ ہم دونوں بھائی اپنی کم سنی کے باوجود جماعتی وتحریکی معاملات میں متحرک تھے۔ علماء کرام سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روابط اور جلسے جلوسوں میں شرکت پر کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ مسلکی اور جماعتی سرگرمیوں کی کافی حد تک آزادی تھی۔ اس لیے حضرت حافظ صاحب کی زیارت سے محرومی ان کے لیے ایک حیرت کی بات تھی۔ سچی بات ہے کہ ان کی حیرت سے مجھے کچھ کچھ اندازہ ہوا کہ یہ محرومی کس درجے کی تھی۔ بہر حال اگلے روز گوجرانوالہ پہنچے اور حضرت کی نماز جنازہ میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ انسانوں کا ایک جم غفیر تھا، جو نماز جنازہ میں شریک تھا۔ آج ۲۸ برس بعد یہ تحریر لکھ رہا ہوں۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان شرکا میں سے کتنے افراد راہی عدم ہو چکے ہیں اور کتنے منتظر ہیں۔ دو کا تو مجھے علم ہے..... اور خوب علم ہے ایک میرے والد محترم اور دوسرے حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید جو کہ حضرت حافظ صاحب کے داماد بھی تھے۔

آج حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان سطور کا پس منظر حضرت حافظ صاحب کا وہ سوانحی خاکہ ہے جو جناب شاہد فاروق ناگی نے تحریر کیا ہے۔ اس کا حرف آغاز لکھنے کی سعادت میرے حصے میں آئی ہے۔ حضرت حافظ صاحب کے تلامذہ کی تعداد بلاشبہ ہزاروں سے متجاوز تھی اور ان میں کتنے ہی اصحاب علم و فضل قلم و قرطاس سے منسلک تھے۔ آج ایک جہان جن کی تحریر کا منتظر رہتا ہے۔ ان کے قلم سے نکلے ہوئے الفاظ قارئین کے ہاں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ لیکن بصد افسوس یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ حضرت کا کوئی ایک شاگرد بھی اپنے استاذ ذی وقار کی سوانح مرتب کرنے کی سعادت سے محروم رہا۔ حضرت رحمہ اللہ کی وفات کے بعد جذبات میں آ کر اگر کسی نے اعلان بھی کیا تو اس بحر کی موجوں میں کوئی اضطراب پیدا نہ ہوا۔ وہ اعلان ہی رہا۔ آج حضرت حافظ صاحب کی وفات کو ۲۸ برس کا عرصہ بیت چکا ہے۔ ابھی ان کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ انھیں چاہیے کہ وہ اپنے عظیم المرتب استاد کا قرض احسن انداز میں ادا کریں اور شیخ العرب والعجم کی حیات سعید کے اوراق ترتیب دیں۔ ایسی ہر کوشش لائق تحسین ہوگی۔

ان سطور کے آخر میں محترم المقام جناب مولانا عارف جاوید محمدی حفظہ اللہ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں، جن کی محبت اور پیہم اصرار اس کتاب کی اشاعت کا سبب بنا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلاف اہل حدیث سے انھیں خصوصی محبت والفت ودیعت فرمائی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ان کے جذبہ صادقہ میں برکت فرمائے اور بزرگان اہل حدیث کے آثار وتراث ان کی توجہ سے شائع ہوتے رہیں۔

عمر فاروق قدوسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنی سرگزشت

میرا نام شاہد فاروق ناگی، والد کا نام حاجی عبدالوحید اور دادا کا اسم گرامی حاجی عبدالرحمٰن امرتسری ہے۔

۲۲ / اکتوبر ۱۹۸۰ء کو گوجراں والا میں پیدا ہوا۔ میرے آباؤ اجداد امرتسر کے قدیم باشندے تھے، تقسیم کے بعد دادا جان اپنے خاندان کے ہمراہ پاکستان آ گئے اور گوجراں والا میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

خاندانی پس منظر

میرے والد کے دادا کا نام نبی بخش تھا، وہ مسلکاً حنفی بریلوی تھے اور یہ وہ دور تھا جب امرتسر میں شہر میں امام عبدالجبار غزنوی کے درس قرآن کا بہت چرچا تھا، ہر مذہب اور مسلک کے افراد قرب و جوار سے اس درس میں شرکت کے لئے آتے۔

حاجی نبی بخش بھی کبھی کبھار ان کے درس میں شامل ہوتے، امام صاحب کی صحبت فیض کا نتیجہ یہ ہوا کہ حاجی صاحب نے مسلک حق (اہل حدیث) قبول کیا اور امام صاحب نے آپ کا نام نبی بخش سے تبدیل کر کے اللہ بخش رکھ دیا۔ ان کے تین بیٹے تھے

(۱) حاجی عباد اللہ (۲) حاجی عبدالرحمٰن (۳) حاجی عبدالرحیم

اس طرح اس خاندان کا تعلق علمائے غزنویہ سے استوار ہو گیا اور ان کے گھر علمائے کرام کی آمد و رفت رہتی۔ حاجی عباد اللہ کے علمائے غزنویہ کے ساتھ ساتھ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا ابراہیم میر سیالکوٹیؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے بھی دوستانہ مراسم تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امرتسر شہر کے ہال بازار میں ان کا لوہے کا کاروبار تھا۔

تقسیم کے بعد تینوں بھائی پاکستان آکر گوجراں والا میں رہائش پذیر ہوئے اور علمائے کرام سے روابط اور مجالس کا سلسلہ بدستور جاری رکھا، خصوصاً روپڑی خاندان سے بہت قریبی اور دوستانہ مراسم تھے۔

حاجی عبدالرحمٰن صاحب کے متعلق مولانا محمد اسحٰق بھٹی لکھتے ہیں:

"محترم حاجی عبدالرحمٰن امرتسری کا شمار امرتسر کے معروف تجارت پیشہ لوگوں میں ہوتا تھا۔ مولانا حافظ عبداللہ روپڑی اور علمائے غزنویہ سے ان کے گہرے مراسم تھے۔ انہوں نے سترہ مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ ۱۹۴۷ء میں حاجی عبدالرحمٰن امرتسر سے گوجراں والا آئے تو مولانا محمد اسماعیل (سلفی) نے ان کو بڑے احترام کا مقام دیا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری سے بھی ان کے تعلقات قائم تھے۔" (گلستان حدیث ص ۵۰۹)

حاجی عبدالرحمان (داداجان مرحوم) نے پاکستان آکر گوجراں والا کے لوہا بازار میں ہارڈویئر کی دکان شروع کی ان کے سات بیٹے تھے۔

حاجی عبدالواحد، حاجی عبدالحق، حاجی عبدالحمید، حاجی عبدالرشید، عبدالقدوس، حاجی عبداللہ کوثر، حاجی عبدالوحید (میرے والد) حاجی عبدالرحمٰن صاحب کاروباری ہونے کے ساتھ ساتھ علماء کے قدردان اور مقامی جماعتی کاموں میں بڑے متحرک تھے۔

جامع القدس (چوک دالگراں) لاہور کی تعمیر انہوں نے اپنی نگرانی میں کروائی۔ ۱۹۶۳ء میں مولانا محمد عبداللہ صاحب نے جامعہ شرعیہ (دال بازار) کا اجراء کیا تو دادا مرحوم اس کے خزانچی مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۵ء میں جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ (کنگنی والا) کی تعمیر شروع ہوئی تو دادا مرحوم اس کے بھی خزانچی تھے۔ اس کے علاوہ دادا مرحوم نے اپنے محلّہ کے سرکردہ افراد کی معیت میں جامع مسجد نور رحمانیہ کی بنیاد بھی ڈالی۔ اس کے انتظام وانصرام کی ذمہ داری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے خاندان کے پاس ہے اور اس کے خزانچی کی ذمہ داری اس فقیر کے پاس ہے۔ دادا مرحوم نے ۱۹۷۱ء کو وفات پائی۔

دادا مرحوم کی وفات بعد ان کے صاحبزادے حاجی عبدالحق ناگی کو جامعہ محمدیہ کی انتظامیہ کا رکن بنایا گیا۔ انہوں نے یہ ذمہ داری تازندگی انتہائی ایمان داری سے ادا کی۔

اسی خاندانی پس منظر میں اس فقیر کو علمائے اہل حدیث اور تاریخ اہل حدیث پڑھنے اور جاننے کا شوق پیدا ہوا۔

ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم میں نے جامع مسجد نور رحمانیہ ہی میں قاری محمد اسلم، قاری محمد رفیق سلفی، قاری محمد فاروق اور قاری محمد عمران بٹ صاحبان سے حاصل کی۔ جون ۱۹۹۹ء کو جامع مسجد نور رحمانیہ کی ترجمہ قرآن کلاس نے ایک اکیڈمی کی بنیاد ڈالی۔ جس نے ایک علمی و تحقیقی رسالے کے اجراء کا فیصلہ کیا۔ یہ رسالہ ''اذان'' کے نام سے ستمبر ۱۹۹۹ء کو منصۂ شہود پر آیا۔ مجھے اس کا مدیر معاون مقرر کیا گیا۔ ایک ماہ بعد مجھے مدیر کی ذمہ داری سونپ دی گئی۔ جو ایک سال تک میں نے پوری ذمہ داری سے نبھانے کی کوشش کی اسی دوران تراجم علمائے اہل حدیث پڑھنے اور سننے کا خوب موقع ملا انہیں تراجم کو پڑھنے کے دوران خیال آیا کہ ہماری جماعت اپنے اسلاف کی تاریخ سے بے خبر ہے اپنے اکابرین جماعت کی سوانح کے متعلق ہمیں کچھ علم نہیں چناں چہ ہمیں اپنی تاریخ پر کام کی ضرورت ہے تا کہ آئندہ نسلیں اپنے اسلاف کی خدمات کو پڑھتے ہوئے اپنے جماعتی مستقبل کو بہتر بنائیں۔ مدیر آذان کی حیثیت سے میں نے مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اور امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ کے حوالے سے دو خاص شمارے مرتب کیے۔ اس کے علاوہ مولانا فقیر اللہ مدراسی، مولانا علاء الدین اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کی جماعتی اور تبلیغی خدمات پر میرے مضامین ہفت روزہ ''اہلحدیث'' اور ''الاعتصام'' لاہور میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔

۱۹۹۵ء سے میں اپنی دکان پر کاروبار میں مشغول ہوں اس دوران جو بھی تھوڑا بہت مطالعہ یا علمائے کرام کی صحبت میسر آجائے بس اس میں سے کچھ نہ کچھ اخذ کرنے کی سعی کرتا ہوں۔ نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں عالم دین ہوں، نہ میں خطیب ہوں، نہ میں مقرر ہوں، نہ میں کوئی مصنف ہوں اور نہ ہی میں کسی مدرسہ میں ایک دن کے لئے بھی پڑھا ہوں میں بس تاریخ کا طالب علم اور علما کا خادم ہوں۔ یہ جو بھی کاوش ہے سب میرے استاذ مکرم اور میرے محسن مولانا محمد اسحٰق بھٹی کی رہنمائی اور تربیت کا نتیجہ ہے۔

اللہ ان کے جان و مال، علم و عمل میں خیر و برکت فرمائے۔ (آمین)

''اذان'' کی ادارت کے دوران ہی مجلس ادارت نے اپنے طور پر یہ فیصلہ کیا کہ اکابرین جماعت کی سوانح مرتب کرنے کے لئے ہمیں خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ اس کام کے لئے ہم نے مولانا محمد اسحٰق بھٹی سے رابطہ کیا اور ان کی سرپرستی میں کام شروع کرنے کی گذارش کی۔ پھر اس فقیر کو حضرۃ العلام حافظ محمد گوندلوی ؒ کی سوانح مرتب کرنے پر راغب کیا۔

یکم اکتوبر ۲۰۰۳ء کو میں نے حضرۃ العلام حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کی سوانح پر کام کا آغاز کیا اور سب سے پہلے استاذ مکرم حافظ محمد الیاس اثری کی معیت میں حافظ محمد گوندلوی ؒ کے صاحبزادے جناب مسعود اعظم صاحب سے ان کے گھر ملاقات کے لئے گیا، اور آنے کا مقصد بیان کیا۔ تو انہوں نے خوش دلی سے معاونت کی یقین دہانی کرائی اور بتایا کہ حضرت حافظ صاحب کی زندگی میں ہی علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب نے ابا جان سے متعلق مضامین علمائے کرام کو لکھنے کی دعوت ہفت روزہ ''الاسلام'' کے ذریعے دی تھی اور کافی مضامین اکٹھے بھی ہوئے جو کہ جناب بشیر انصاری صاحب کے پاس تھے اور بتایا کہ جب میں سعودیہ سے واپس آیا تو جماعتی احباب سے گذارش کی کہ ان مضامین کو یک جا مرتب کر کے شائع کر دیں تو انہوں نے کوئی خاطر خواہ جواب نہ دیا۔ پھر وہ مضامین مجھ سے حافظ ابتسام صاحب لے گئے کہ میں نانا جان کی سوانح شائع کروں گا۔ انہوں نے ان میں سے کچھ مضامین مئی ۱۹۹۱ء میں ماہنامہ ''ترجمان السنہ'' کی اشاعت خاص محدث گوندلوی میں شائع کر دیئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد ازاں میں نے حافظ ابتسام صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے ان بقیہ مضامین سے لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا کہ عمر فاروق قدوسی صاحب سے معلوم کریں۔ان سے استفسار کیا لیکن وہ بھی ان مضامین کے بارے میں کچھ بتانے پر آمادہ نہ ہوئے۔اس صورت حال نے مجھے سخت بددل اور مایوس کردیا اور کوئی قابل ذکر پیش رفت کرنے سے قاصر رہا۔میں پریشان تھا کہ مجھ جیسا کوتاہ علم اس قدر بڑی علمی شخصیت کی سوانح حیات پر قلم کیوں کر اٹھا سکے گا۔

بہر حال جب میں نے چند علمائے کرام سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تو انہوں نے حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ہر قسم کے تعاون کا یقین دلایا۔

جن میں مولانا محمد اسحٰق بھٹی اور مولانا عبدالرشید عراقی صاحب شامل ہیں۔لہٰذا میں نے ترتیب کا ارادہ کیا اور علمائے کرام سے رابطے کیے اس دوران کئی علمائے کرام سے ملنے کا شرف حاصل ہوا۔جن میں مولانا محمد اسحٰق بھٹی، مولانا عبدالرشید عراقی۔مولانا صلاح الدین یوسف، مولانا محمد علی جانباز، مولانا عطاء الرحمٰن اشرف، مولانا فاروق اصغر صارم، مولانا محمد اعظم، حافظ عبدالمنان نورپوری اور سید جنید غزنوی شامل ہیں۔ان کے علاوہ اور بھی بہت سی شخصیات سے ملاقاتیں ہوئیں اور فون پر بھی بات چیت چلتی رہی۔اس دوران میں فیصل آباد کے ایک صاحب جناب بشیر انصاری صاحب کی معیت میں میرے ہاں تشریف لائے اور حضرت حافظ صاحب کی سوانح کے متعلق پوچھنے لگے کہ تم نے کیا اور کیسے لکھا ہے؟

ان کے استفسار پر میں نے مسودہ انہیں دکھایا تو مسودہ دیکھنے کے بعد کہنے لگے یہ کیا طریقہ ہے لکھنے کا اس طرح بھی کوئی لکھتا ہے؟ یہ تو صحافت کے اصولوں کے ہی خلاف ہے کیونکہ نہ تم نے حافظ صاحب کو دیکھا ہے، نہ ان سے ملے ہو، تو یہ تم کیسے لکھ سکتے ہو؟ ان کی ان باتوں سے میں اس قدر دل برداشتہ ہوا کہ اس کام کو جاری رکھنے کا ادارہ ترک کردیا، اور پورے دو سال تک اس مسودے کو ہاتھ نہ لگایا۔

بعد ازاں مولانا محمد اسحٰق بھٹی صاحب کی کتاب ''صوفی محمد عبداللہ'' شائع ہوئی مطالعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا تو پھر دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ اس کام کو مکمل کرنا چاہیے۔غالباً ۱۷ ردسمبر ۲۰۰۹ء کو محترم مولانا عارف جاوید محمدی صاحب (کویت) میرے گھر تشریف لائے تو فرمایا میں نے سنا ہے کہ آپ حضرت حافظ محمد گوندلوی صاحب کی سوانح ترتیب دے رہے ہیں، تو میں نے ان سے سارے حالات بیان کیے۔انہوں نے فرمایا کہ ایسے کاموں کو ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر ترک نہیں کرتے اور تاکید فرمائی کہ آپ اسے مکمل کریں۔پھر مولانا محمد اسحٰق بھٹی نے بھی خصوصی تاکید فرمائی کہ آپ اس کام کو پورا کریں۔

ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں نے ازسرنو کام شروع کر دیا۔اس سلسلے میں پہلے جناب حافظ افتخار الٰہی تنویر (خطیب جامع مسجد اختر گوجراں والا) سے ملاقات کی تو انہوں نے بتایا کہ میرے پاس حضرت حافظ صاحب کا ایک انٹرویو کیسٹ کی شکل میں موجود ہے میرے طلب کرنے پر انہوں نے مجھے وہ کیسٹ عنایت کر دی۔کتاب میں کئی مقامات پر اس انٹرویو کے حوالے موجود ہیں۔اس کے بعد میں نے مواد جمع کرنا شروع کیا۔جسے مرتب کرنے کے بعد اب کتابی صورت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں میں نے صرف اپنے اسلاف کے تراجم میں اس عظیم شخصیت کی سوانح عمری کی کمی شدت سے محسوس کی تو یہ خدمت سرانجام دینے کی کوشش کی اس لیے کہ جس عظیم شخصیت نے اپنی ساری زندگی قال اللہ وقال الرسول کی تدریس میں گزار دی ہم لوگ اس کی علمی وتحقیقی، جماعتی وملی خدمات سے نا آشنا ہیں۔ان سے شرف تلمذ حاصل کرنے والے پاکستان، ہندوستان ،عرب، بنگال ،تبت ،ایران، آزاد کشمیر کے علاوہ دنیا بھر میں اور بہت سے علاقوں میں اپنی اپنی استطاعت کے مطابق دینی وجماعتی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ کاوش حضرت حافظ صاحب کی شان سے بہت کم ہے مگر اس کے ساتھ ہی قارئین کرام سے توقع رکھتا ہوں کہ اس فقیر کی اس حقیر کاوش کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

سب سے پہلے میں حضرت حافظ صاحب کے اساتذہ کے باب میں جو معلومات میسر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئیں اس پر میں جناب ضیاء اللہ کھوکھر صاحب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری ہر موقع پر بھرپور معاونت اور رہنمائی فرمائی اور جب بھی مجھے کسی حوالے یا مواد کی ضرورت پڑی انہوں نے مہیا کیا۔

تلامذہ کے باب میں سب سے زیادہ مدد تذکرہ علمائے اہلحدیث جلد دوم سوم کے علاوہ مولانا محمد اسحٰق بھٹی صاحب کی کتب سے لی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ میں مولانا فاروق احمد راشدی (شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجراں والا) کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے اس فقیر پر اعتماد کرتے ہوئے جامعہ کا ساٹھ سالہ ریکارڈ میرے سپرد کرتے ہوئے کہا جو بیٹا جو چاہے اس میں سے لے لو۔ مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ جن جامعات (جامعہ سلفیہ، جامعہ محمدیہ) میں حضرت حافظ صاحب نے ۱۹ سال تک مسند تدریس بچھائے رکھی۔ وہاں کسی قسم کا ایسا کوئی ریکارڈ موجود نہیں جس سے معلوم ہو سکے کہ حضرت حافظ صاحب سے کتنے طلباء نے شرف تلمذ حاصل کیا۔ اپنے اسلاف کی تاریخ کو محفوظ رکھنا اور اس کا تذکرہ کرنا شاید ہمارے جماعتی مزاج کے خلاف ہو چکا ہے۔ یہ ہمارا بہت بڑا جماعتی خسارہ ہے جیسا کہ مولانا اسحٰق بھٹی لکھتے ہیں:

> ''زندہ اور با اصول اور منظم و با قاعدہ جماعتیں اپنی ابتدائی تاریخ اور اولین ریکارڈ ہر قیمت پر محفوظ رکھتی ہیں اور اس کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی ضائع نہیں ہونے دیتیں۔'' (ہفت اقلیم، صفحہ ۳۵)

اس کے بعد میں ٹاہلی والی مسجد کی تاریخی معلومات کے حوالے سے ان ارکان کا بہت مشکور ہوں جنہوں نے میری بھرپور معاونت کی، جن میں خاص طور پر چوہدری عبدالواحد گوندل اور صوفی نذیر احمد شاکر بھلروی شامل ہیں۔

یہاں حضرت حافظ صاحب کی تصانیف کے باب کے بارے میں بتاتا چلوں جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ میں کسی مدرسے میں کبھی زیر تعلیم نہیں رہا۔ حافظ صاحب کی تصانیف خالص علمی اور تحقیقی انداز لئے ہوئے ہیں۔ میرے لئے انہیں پڑھنا، سمجھنا اور ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر تبصرہ کرنا ناممکن سی بات ہے۔اس ضمن میں میں نے حافظ شاہد محمود(فاضل مدینہ یونیورسٹی) سے تبادلہ خیال کیا تو انہوں نے میری رہنمائی کی یقین دہانی کرائی۔لہٰذا میں نے ان کی مرتب کردہ حافظ صاحب کی جو کتب شائع ہو کر آئیں ان سے استفادہ کیا اور اپنے مرتب کردہ باب کو اصلاح کے لئے حافظ شاہد صاحب کی خدمت میں پیش کیا تاکہ وہ نظر ثانی فرما کر اس کی اصلاح فرمادیں۔میں ان کا بے حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر اس باب کی اصلاح فرمائی۔

جنوری ۲۰۰۹ء کو میں کتاب مکمل کمپوز کر کے مولانا محمد اسحٰق بھٹی کی خدمت میں پیش کی جو انہوں نے پروف ریڈنگ اور اصلاحی نکات کے ساتھ دو ماہ بعد مجھے واپس لے جانے کے لئے کہا۔میں کتاب لینے گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس میں معاصرین علماء کا باب بھی شامل کرو حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں نے معاصرین کے تراجم اکٹھے کرنے شروع کئے جن میں اہل حدیث علماء کے علاوہ دیوبندی بریلوی اور شیعہ علماء بھی شامل تھے چناں چہ میں ان کے تراجم مکمل کرنے کے بعد کتاب لے کر دوبارہ مولانا محمد اسحٰق بھٹی کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مطالعہ کے بعد مزید اہل حدیث علماء کے تراجم شامل کرنے کو کہا اور فرمایا کہ معاصر وہ ہوتے ہیں۔

"جو لوگ ایک زمانے اور ایک عہد میں رہ رہے ہوں وہ لغوی اعتبار سے معاصرین کہلاتے ہیں لیکن اصطلاحی اعتبار سے ان میں کسی نہ کسی صورت صورت میں برابری یا مماثلت کی صفت کا پایا جانا ضروری ہے"۔بعد ازاں جولائی ۲۰۱۱ء کو مولانا محمد اسحٰق بھٹی کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے اس کتاب کے متعلق حرفے چند لکھنے کی گزارش کی جو انہوں نے قبول فرمائی میں جناب محمد رمضان یوسف سلفی صاحب کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے مولانا عبدالخالق قدوسی کا مقالہ"امام محمد گوندلوی اور جامعہ سلفیہ" مجھے فراہم کیا،جس سے جامعہ سلفیہ میں حافظ صاحب کے قیام کے بارے میں اہم معلومات حاصل ہوئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے علاوہ میں ان سب احباب کا شکر گزار ہوں جنہوں نے کسی بھی ذریعے سے اس کتاب کی تیاری میں میری معاونت کی ہے۔خصوصاً اپنی رفیقہ حیات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے لیل ونہار کی بندشوں کی پرواہ کیے بغیر میرا بھرپور ساتھ دیا۔

خاص طور پر میں اپنے دوست عمر فاروق کا ممنون ہوں جس نے ہر موڑ پر میرا ساتھ دیا۔

دعاؤں کا طالب خادم العلماء

شاہد فاروق ناگی
۲۴۔گلشن آباد گوجراں والا
۱۳۔ستمبر ۲۰۱۱ء
فون ۰۳۲۱۔۶۴۱۴۸۶۳

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفے چند

علم وعمل کی رو سے گوجراں والا ہمیشہ پرثروت رہا۔اس شہر میں بھی بے شمار اصحاب علم پیدا ہوئے اور ضلع کے مختلف مقامات میں بھی لا تعداد علمائے کرام نے جنم لیا،جن کی خدماتِ گوناگوں کے دائروں نے نہایت وسعت اختیار کی۔درس وتدریس ،تصنیف وتالیف ،وعظ وخطابت ،عمل وکرداراور تقویٰ وصالحیت میں ان حضرات نے بے شمار شہرت پائی اوران گنت لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔انہی عالی بخت بزرگوں میں ایک بزرگ حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

حضرت حافظ صاحب کے آباواجداد کا تعلق (سابق) ریاست کشمیر سے تھااور وہ غیر مسلم تھے۔پھرایک وقت آیا کہ وہ اسلام کی نعمت سے بہرہ مند ہوئے اور کشمیر کی سکونت ترک کر کے ضلع گوجراں والا کے ایک گاؤں مرالی والا میں آبسے۔بعدازاں حالات نے کروٹ لی اوراس خاندان کے بعض افراد ''گوندلاں والا'' چلے گئے جو ضلع گوجراں والا کا مشہور قصبہ ہے،وہیں جنوری ۱۸۹۸ء (رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ) میں حضرت حافظ صاحب کی پیدائش ہوئی۔والد مکرم کا اسم گرامی مولوی فضل الدین تھا جو بہ درجہ غایت صالح بزرگ تھے۔وہ اپنے بیٹے کو عالم وفاضل بنانے کے خواہاں تھے،لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور وہ اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔ان کی وفات کے بعد حافظ صاحب کی والدہ نے بیٹے کی بہترین انداز سے تربیت کی اوروہ تمام علوم متداولہ میں درجۂ کمال کو پہنچے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حافظ صاحب نے متعدد جلیل القدر اساتذہ سے استفادہ کیا۔ وہ انتہائی ذہین تھے اور علوم عقلیہ ونقلیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ انہوں نے برصغیر کے کئی مشہور مدارس میں فریضۂ تدریس سرانجام دیا۔ مدینہ یونیورسٹی کے لئے بھی ان کی خدمات حاصل کی گئیں اور وہاں پاکستان اور ہندوستان کے شائقین علوم کے علاوہ متعدد اسلامی و افریقی وغیرہ ممالک کے طلبا نے ان کے سامنے زانوئے شاگردی تہ کیے۔

قرآن وحدیث، فقہ واصول، معانی وبیان، صرف ونحو، منطق وفلسفہ اور عربی ادبیات وغیرہ علوم کی تمام کتابوں پر ان کی گہری نظر تھی اور کثرت مطالعہ اور تدریس کی وجہ سے ان کی ذات گرامی دائرۃ المعارف کی حیثیت اختیار کر گئی تھی۔

اس عالم اجل سے متعلق مختلف حضرات نے مضامین تو بے شک لکھے جو بعض رسائل و جرائد میں چھپے۔ خود میں نے بھی اپنی ایک کتاب ''نقوش عظمت رفتہ'' میں ان پر مضمون لکھا، لیکن کسی صاحب نے ان کے حالات میں مستقل کتاب نہیں لکھی، حالاں کہ ان کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے اور ان میں بعض شاگرد ماشاءاللہ تحریر و نگارش میں بھی شہرت رکھتے ہیں۔ ان سے متعلق مستقل کتاب لکھنے کا فریضہ ہمارے عزیز دوست شاہد فاروق ناگی نے ادا کیا جو کبھی ان کے حلقۂ شاگردی میں نہیں رہے بلکہ انہوں نے انھیں دیکھا بھی نہیں۔

شاہد فاروق ناگی گوجراں والا کے رہنے والے ہیں اور اہل علم سے میل جول ان کا خاص وصف ہے۔ وہ کاروباری نوجوان ہیں اور قلم و قرطاس سے بھی ان کا رابطہ رہتا ہے۔ ان کی ہمت کی داد دینی چاہیے کہ انھوں نے اپنے کاروباری مشاغل سے وقت نکال کر حضرت حافظ صاحب کے واقعاتِ حیات خاصی تفصیل سے بیان کر دیے۔ ان واقعات میں حضرت کے خاندان کا تذکرہ بھی آ گیا، ان کے اساتذہ کے اسمائے گرامی بھی ضبط تحریر میں آ گئے، ان کے بعض شاگردوں کی علمی سرگرمیوں کی نشان دہی بھی کر دی گئی اور ان کی تصانیف کی تفصیل بھی آ گئی۔

یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کے مطالعہ سے حضرت حافظ صاحب کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

عزیزم جناب شاہد فاروق ناگی نے ایک بہت بڑی شخصیت پر قلم اٹھایا ہے۔ یقیناً ان کی ٹکر کا کوئی آدمی برصغیر پاک وہند نے نہیں دیکھا ان کا نام حافظ محمد محدث گوندلوی مرحوم ہے، اور بڑے حافظ صاحب ان کی پہچان تھی۔

شاہد فاروق ناگی حفظہ اللہ کا یہ فن نہیں تھا۔ مگر اللہ ذوالجلال جس سے جو کام پسند کریں لے لیتے ہیں آپ یوں سمجھیں کہ جس شخصیت پر انہوں نے قلم اٹھایا ہے۔ جتنی وہ بڑی شخصیت ہیں یہ اتنے ہی چھوٹے ہیں۔ مگر کام انہوں نے وہ کیا ہے جو بڑے بڑے مشائخ و اکابر اب تک نہ کر سکے۔

شاہد فاروق ناگی ایک خالص کاروباری باپ کے بیٹے ہیں اور خود بھی کاروباری ہیں۔ خوش بختی سے ان کا تعلق مؤرخ اہل حدیث جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ سے ہو گیا جناب بھٹی صاحب کی صحبت خیر نے ان کو یہ ذوق عطا کر دیا اور وہ اس شعر کے مصداق بن گئے۔

جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ھما خاکم کہ ہستم

یاد رہے کہ اتنی بڑی شخصیت پر قلم اٹھانے سے شاہد فاروق ناگی صاحب کے قد کاٹھ میں اضافہ ہوا ہے۔

نکتہ:۔ اس قسم کے اساطین علم اور ماہرین فن کے حالات و واقعات تاریخ کا حصہ ہوتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ان کو پڑھنا آدمی کو جرأت منداور دلیر بنا دیتا ہے۔تاریخ حوصلے اور ہمتیں بلند کرتی ہے اس کا مطالعہ نیکیوں کی طرف رغبت پیدا کرتا اور برائیاں دور کرتا ہے۔تاریخ کی ورق گردانی سے دانائی وبصیرت میں اضافہ ہوتا ہے دوراندیشی بڑھتی ہے حزم واحتیاط اور بردباری وحلیمی پیدا ہوتی ہے۔دلوں میں خوشی ومسرت کی لہر دوڑتی ہے۔پھر مزید یہ کہ جو آدمی تاریخ وحقائق سے واقف ہوتا ہے اس میں اثبات حق اور ابطال باطل کی قوت صرف پیدا ہی نہیں ہوتی بلکہ بڑھتی رہتی ہے۔اور قوت فیصلہ بھی اس میں آجاتی ہے،تاریخی مطالعہ سے صبر وتحمل اور ہمت واستقلال کی صفت پیدا ہوتی ہے۔دل ودماغ میں ہر وقت تازگی اور اشتیاق مطالعہ کی لگن پیدا ہوجاتی ہے اس کے مطالعہ سے تاریخ کا طالب علم اپنے آپ کو بڑے بڑے فاتحین اور باکمال لوگوں کی مجلس میں محسوس کرتا ہے۔پھر اس فن کے رجال سے جو سہو ونسیان یا غلطیوں کا صدور ہوتا ہے ان سے وہ محفوظ رہ سکتا ہے اور حکماء،علماء،فقھاء،زھاد وعباد کی عبرت انگیز کہانیاں سن کر اس کی شخصیت میں متانت وسنجیدگی آجاتی ہے اور صاحب ذوق احباب میں بیٹھے ہوئے وہ خفت محسوس نہیں کرتا پھر اس کے سامنے سارا ماضی روشن ہوتا ہے اور اسکی روشنی میں مستقبل کی تعمیر آسان ہوجاتی ہے۔

ہمارا المیہ:۔ یہ بات المیہ سے کم نہیں کہ ہمارے ہاں ذوق مطالعہ بہت کم ہو گیا ہے الا یہ کہ چند مدرس قسم کے لوگ اپنا تعلق کتب علم سے قائم رکھے ہوئے ہیں اور وہ بھی ایک محدود دائرے کے اندر ہے۔عام علماء کے پاس تو وقت ہی نہیں ہوتا،کیونکہ آج کہیں تو کل کہیں۔ دن کہیں تو رات کہیں پھر آرام وسکون کا مسئلہ ہے اور پھر سفر کرنا ہے

فَیَوماً بِحزوی وَیوماً بِالعقیق ۔ وبِالعُذَیبِ یوماً وَ یوماً بِالخلیصا

ان حالات میں مطالعہ کرنا بہت مشکل ہے۔اِلّا یہ کہ تھوڑا بہت کہیں موقع مل جائے ویسے تو عموماً خطبات مطبوعہ پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ میں ان خطبات سے فائدہ حاصل کرنے کے خلاف نہیں بلکہ ان سے یوں فائدہ اٹھائیں کہ اصل کتاب نکال کر محولہ بالا حوالہ کی تصدیق کریں اور پھر وہ عربی عبارت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوخوب صحیح اعراب کے ساتھ زبانی یاد کریں۔آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے اپنی گفتگو کو خوب مزین کریں تو پھر دیکھیں کہ تقریر و گفتگو کا رنگ ہی اور ہوگا۔

آمدم بر سر مطلب:۔ میری ساری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ کسی آدمی کی کاوش سے خوب فائدہ اٹھایا جائے اور اس کی پیش کردہ معلومات سے اپنے آپ کو خوب صورت بنائیں، عموماً دیکھا گیا ہے کہ ایسی کتب کوئی خریدنے کو تیار ہی نہیں ہوتا پھر مزید یہ کہ کوئی شائع بھی نہیں کرتا کہ یہ کتاب تو عام اور چلنے والی نہیں ہے پھر لکھنے والا مجبور ہوتا ہے تو وہ خود ہی محنت کر کے کتاب کو شائع کرتا اور پھر مفت تقسیم کرتا ہے مگر المیہ یہ کہ پھر بھی اس کا مطالعہ نہیں کیا جاتا بلکہ وہ کتاب صرف الماری کی زینت بن کر رہ جاتی ہے۔

آخر میں میں اس نوجوان ہونہار عزیزم شاہد نا گی کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ پاک ان کی یہ کاوش قبول فرمائیں اور اسے ان کے لئے آخرت کا ذخیرہ بنائیں۔

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

الراقم

حافظ محمد الیاس اثری

خادم الحدیث مرکز الاصلاح

گلبرگ کالونی نوشہرہ روڈ گوجراں والا

۲۳ ذوالقعدہ ۱۴۳۲ھ (۲۲۔اکتوبر ۲۰۱۱ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا باب

ابتدائی خاندانی حالات و پیدائش

تقریباً تین صدیاں پہلے ریاست جموں کشمیر میں راجپوت منہاس سورج بنسی خاندان سے تعلق رکھنے والے دو بھائی میاں بدھی چند اور میاں اودھے چند جو حضرت حافظ محمد گوندلویؒ کے پہلے اجداد تھے، اللہ کے فضل و کرم اور اپنی استعداد سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ان کے اسلامی نام میاں عبدالکریم اور میاں فضل کریم رکھے گئے۔ لفظ میاں ان کا لقب تھا جو انہوں نے اپنی خاندانی وجاہت و شرافت کے طور اپنے اسلامی ناموں کے ساتھ برقرار رکھا۔

قبولِ اسلام کے بعد خاندان کے لوگوں نے دونوں بھائیوں کی سخت مخالفت کی اور نت نئے مصائب و آلام میں مبتلا کرنے لگے۔ بحمداللہ دونوں بھائی ثابت قدم رہے، تاہم انہوں نے اپنی قوم کے جور و جفا سے تنگ آ کر حفاظت ایمان کی خاطر ترک وطن کا فیصلہ کیا اور صوبہ پنجاب کی طرف ہجرت کی اور پنجاب کے شہر گوجراں والا کے مضافات میں شیخوپورہ روڈ پر ایک قدیم گاؤں مرالی والا میں قیام پذیر ہوئے۔ میاں عبدالکریم کے گھر ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام میاں مستقیم رکھا گیا۔

میاں مستقیم کے تین بیٹے تھے۔

(۱) میاں امیر بخش (۲) رحیم بخش (۳) کریم بخش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریم بخش کے دو بیٹے تھے جن کے نام میاں بہاؤ الدین اور میاں چراغ دین تھے۔ میاں بہاؤ الدین اپنے والد کے ہمراہ موضع کو ہلو والا (ضلع گوجراں والا) منتقل ہو گئے اور بہاؤ الدین کی شادی موضع رکن پور ضلع گوجراں والا کے ایک خاندان میں ہوئی۔ ان کے ہاں میاں فضل دین پیدا ہوئے جو بعد ازاں کو ہلو والا سے گوندلاں والا منتقل ہو گئے۔

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ گوندلاں والا کی مختصر تاریخ اور اس دور کے حالات بھی بیان کر دیئے جائیں۔

اس قصبے کی بنیاد قوم گوندل نے رکھی اور انہی کی مناسبت سے یہ گوندلاں والا کہلایا۔ آباد ہونے کے اولین دور سے لے کر آج تک یہ قصبہ ویران نہیں ہوا۔ سکھوں کی غارت گری کے دور میں گوجر سنگھ کی بیوی راجکو راں فوج لے کر اس گاؤں پر حملہ آور ہوئی مگر وڑائچ قوم کے زمینداروں نے زبردست مقابلہ کیا اور اسے اس قصبے میں داخل نہ ہونے دیا۔ دو ماہ تک کشمکش جاری رہی بالآخر رانی راجکو راں ناکام ہو کر واپس چلی گئی۔ ایک دور میں یہ قصبہ وڑائچ زمینداروں کے قبضے میں تھا۔ وڑائچوں کے دور میں ظروف سازی زوروں پر تھی۔ اس دور میں قصبے کی بیشتر عمارات کچی تھیں۔ ۵۵۰ گھر اور ۵۰ دکانیں تھیں۔ ۱۸۷۰ء میں ایک تالاب اور ایک شوالا پختہ موجود تھا۔ اس کی تعمیر مصر دیوان چند نے کرائی تھی۔ یہ شخص راجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں اعلیٰ افسر تھا اور اسی قصبے کا رہنے والا تھا۔ اس کے دور میں یہ قصبہ بڑا پر رونق تھا۔ آخر وہ لاولد مر گیا۔ ۱۸۷۰ء میں اس قصبے کی آبادی ۲۲۳۶ افراد پر مشتمل تھی اور یہاں کے زمیندار آسودہ حال تھے۔

گوندلاں والا میں مسلک اہل حدیث کی بنیاد

اس گاؤں میں جہالت و گمراہی کا دور دورہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت اور اس گاؤں کی کایا پلٹنے کے لئے اپنے فضل و کرم سے ایک نیک سیرت شخصیت کو پیدا فرمایا جن کا اسم گرامی میاں عبداللہ ٹھیکیدار تھا۔ جس وقت میاں صاحب موصوف نے ہوش سنبھالا تو آپ نے غزنوی خاندان والوں سے تعلقات وابستہ کر لئے۔ وہاں سے علمی و روحانی فیض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کر کے اپنے گاؤں میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ اس وقت کے نوجوان لڑکوں اور چھوٹے بچوں کو نیکی کی ترغیب دیتے اور فرماتے کہ ہر لڑکے کو ہفتہ میں چار پیسے ملیں گے۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ نماز پنجگانہ با جماعت ادا کرو۔ جو لڑکا نماز میں کوتاہی کرتا اس کو پیسوں سے محروم کیا جاتا اور اس پر سختی بھی کی جاتی۔

میاں صاحب موصوف جب اپنے خاندان میں سے کسی فرد کا عقیقہ یا شادی کرتے تو اس موقع پر علمائے دین کو بھی مدعو کیا جاتا۔ مندرجہ ذیل علمائے کرام کی شرکت کو موصوف اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے۔

۱۔ حضرت مولانا عبدالجبار غزنویؒ

۲۔ حضرت مولانا عبدالواحد غزنویؒ

۳۔ محدث پنجاب حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ

۴۔ مولانا محمد حسینؒ (بمباں والا)

گوجراں والا شہر اور اس کے گرد و نواح کی بستیوں میں منادی کروادی جاتی کہ تمام دوستوں کو عقیقہ و شادی کی دعوت دی جاتی ہے جس کا دل چاہے آئے، کسی کو کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ جو حضرات باہر سے تشریف لاتے، ان کے قیام وطعام کا بہترین انتظام کیا جاتا۔ جو حضرات کھانے سے فارغ ہو جاتے وہ مندرجہ بالا علمائے کرام کے مواعظ حسنہ سے اپنے خالی دامنوں کو بھر کر واپس گھر کو لوٹتے۔ میاں صاحب مرحوم کا محلّہ حاجی پورہ (گوجراں والا) میں کافی آنا جانا تھا جس کی بدولت محلے والے بھی اہل حدیث جماعت (گوندلاں والا) کے ساتھ منسلک ہو گئے۔ میاں صاحب موصوف مولانا فضل دین صاحب مرحوم والد محدث اعظم حضرت العلام حافظ محمد صاحب گوندلویؒ کے کفیل تھے۔

(تاریخ اہل حدیث شہر گوجراں والا ص ۶۵۔۶۶)

والد مکرم میاں فضل دین

میاں فضل دین غالباً ۱۸۷۱ء کو پیدا ہوئے جو کہ حضرت حافظ صاحب کے والد مکرم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔میاں فضل دین کے دو بیٹے تھے۔حافظ محمد اعظم اور محمد شفیع۔میاں فضل دین نہایت متقی، دیندار اور زاہد وعابد انسان تھے۔بدعات و رسومات کے خلاف وہ ہمیشہ جہاد کرتے تھے۔میاں فضل دین نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا مولوی چراغ دین (تلمیذ مولانا غلام رسول قلعوی) اور گوجراں والا میں مولانا علاؤالدین سے حاصل کی۔بعدازاں مزید تعلیم کے لئے کچھ عرصہ استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان وزیرآبادیؒ کی خدمت میں حاضری دی۔اس کے علاوہ آپ حضرت الامام عبدالجبار غزنویؒ کے بہت مداح اور عقیدت مند تھے۔

میاں فضل دین بہت خوش لحان اور اچھے واعظ بھی تھے۔آپ گوندلاں والا میں مسجد ٹھیکیداراں والی میں مدرس اور خطیب تھے۔اور طبابت ان کا پیشہ تھا۔ٹھیکیدار محمد عبداللہ کشمیری آپ کے کفیل اور عقیدت مند تھے۔میاں فضل دین صاحب نے عین عالم جوانی میں تقریباً ۱۹۰۶ء کو طاعون کی بیماری میں مبتلا ہو کر وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

والدہ ماجدہ

میاں فضل دین مرحوم کی دو بیویاں تھیں۔چھوٹی بیوی کا نام زینب بی بی تھا، جو حضرت حافظ صاحب کی والدہ تھیں۔یہ خاتون انتہائی نیک،صوم وصلوٰۃ کی پابند اور شب بیدار تھیں۔انہوں نے اپنے اس بیٹے کی دینی تربیت نہایت اہتمام سے کی۔پھر آگے چل کر اس تربیت کے جو نتائج نکلے وہ عدیم المثال تھے جن کی تفصیل آئندہ صفحات میں بیان کی گئی ہے۔آپ کی والدہ محترمہ نے ۹ دسمبر ۱۹۷۸ء کو وفات پائی۔اللھم اغفرلھا وارحمھا

پیدائش

حضرت حافظ محمد محدث گوندلویؒ ۴ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ، ۲۷ جنوری ۱۸۹۸ء بروز جمعرات گوندلاں والا میں پیدا ہوئے۔والد نے نام محمد اعظم رکھا اور والدہ نے محمد۔کنیت ابوعبداللہ تھی۔مدرسین اور علماء میں بڑے حافظ صاحبؒ کے نام سے جانے جاتے ہیں۔والد کی وفات کے بعد اپنی والدہ کے رکھے ہوئے نام محمد سے معروف ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

تعلیمی زندگی

ابتدائی تعلیم

میاں فضل دین کو اپنے بیٹے کو حافظ قرآن بنانے کا شوق تھا۔ اسی لئے جب حضرت حافظ صاحب پانچ سال کے ہوئے تو آپ کے والد نے اپنے گاؤں میں ہی کسی حافظ صاحب کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ آپ جتنا قرآن روزانہ حفظ کرتے تھے والد صاحب بلاناغہ اسے سنتے۔ جب آپ نے چند پارے حفظ کر لئے اور زیادہ حفظ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوگئی تو والد نے حکم دیا کہ روزانہ ربع پارہ یاد کیا کرو۔ اس سے کچھ عرصہ بعد والد صاحب وفات پا گئے۔

والد کی وفات تک آپ کو پندرہ پارے حفظ تھے، بقیہ پارے آپ نے قلیل مدت میں حفظ کر لئے۔ اس کے بعد آپ کی تعلیم و تربیت کی تمام تر ذمہ داری آپ کی والدہ پر آن پڑی۔ چنانچہ اس نیک دل خاتون نے ابتدائی دینی تعلیم دلوانے کیلئے آپ کو گوجراں والا بھیج دیا۔

مولانا علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

اس دور میں گوجراں والا کے مولانا علاؤالدینؒ تقویٰ وللّٰہیت اور وعظ و نصیحت کے سلسلے میں بہت مشہور تھے اور بعض درسی کتب بھی پڑھاتے تھے۔ حضرت حافظ صاحب گوجراں والا میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے جو کہ جامع مسجد اہل حدیث (چوک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیائیں) میں خطیب و مدرس تھے۔ حافظ صاحب نے مولانا علاؤالدینؒ سے عربی ادب اور صرف ونحو کی چند ابتدائی کتب پڑھیں۔ اس کے علاوہ آپ نے مولانا سے کچھ روحانی فیض بھی حاصل کیا۔

حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں:

"جب میں مدرسہ غزنویہ میں پڑھتا تھا، جب بھی جمعہ کے روز گوجراں والا آتا مولانا علاؤالدین صاحب اصرار سے مجھے جمعہ پڑھانے کے لیے کہا کرتے"

مدرسہ غزنویہ امرتسر

۱۹۱۰ء میں جناب عبداللہ کشمیری ٹھیکیدار حضرت حافظ صاحب کو ان کی والدہ کی خواہش پر مدرسہ غزنویہ (امرتسر) لے گئے اور مدرسے میں داخل کروادیا جو کہ حضرت سید عبداللہ غزنویؒ (م ۱۲۹۸ھ) نے قائم کیا تھا۔ اس مدرسے کے متعلق امام خان نوشہرویؒ لکھتے ہیں کہ

"عبداللہ غزنوی صاحب سے اہل پنجاب کو بے حد دینی فائدہ پہنچا۔ ان کے عہد میں مشہور اور پہلا درس لکھو کے (فیروز پور) تھا مگر امرتسر کا یہ درس علمی، روحانی دونوں برکتوں کا حامل تھا۔"

(اہل حدیث کی علمی خدمات ص: ۱۷۳۔۱۷۴)

مدرسہ غزنویہ میں حضرت حافظ صاحب نے علمی اور روحانی دونوں طرح سے خوب استفادہ کیا اور آپ نے مختلف اساتذہ سے ایک ایک دن میں اٹھارہ، اٹھارہ، بیس بیس اسباق پڑھے۔

سید عبدالاوّل غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حافظ صاحب نے مولانا عبدالاول غزنوی سے بلوغ المرام اور مشکوٰۃ المصابیح کتاب الجہاد تک اور ترمذی شریف کا کچھ حصہ پڑھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت سید عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت الامام سید عبدالجبار غزنویؒ ان اولیائے کرام میں سے تھے جن کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ حضرت حافظ صاحب نے مولانا عبدالاول غزنویؒ کی وفات کے بعد ترمذی کا نصف ثانی امام عبدالجبار غزنوی صاحب سے پڑھا۔ دورانِ تعلیم میں آپ نے امام عبدالجبار غزنویؒ کے درس قرآن سے بھی خوب استفادہ کیا اور تفسیر قرآن کے بعض نکات بھی سمجھے۔

سید عبدالجبار غزنویؒ سے آپ کو خصوصی اُنس اور لگاؤ تھا۔ اسی لئے آپ نے ان کی ایک ایک ادا کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا اور ان کی محبت سے آخر دم تک سرشار رہے۔

حافظ صاحب فرمایا کرتے تھے کہ جو بھی آپ کی مجلس میں بیٹھ جاتا اس پر روحانیت اور توجہ الی اللہ کا خاص رنگ چڑھ جاتا اور اس کے دل ودماغ کی دنیا بدل جاتی اور اس کی عملی زندگی میں انقلاب آجاتا تھا۔ حافظ صاحب نے خود اپنا ایک واقعہ درس بخاری کے دوران بیان کیا کہ میں جب اکتساب فیض کے لئے حضرت امام عبدالجبار غزنویؒ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا تو چند ہی دنوں میں مجھ پر امام صاحب کی روحانیت کے اثرات مرتب ہوئے۔ میں حیران ہوا کہ یہ لوگ جو دیر سے یہاں موجود ہیں شدت تاثر سے تڑپ تڑپ کر ختم کیوں نہیں ہو گئے۔

سید عبدالغفور غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

یہاں پر ایک عجیب لطیفہ ہوا کہ حضرت حافظ صاحب کے متعلق مشہور ہو گیا تھا کہ آپ جس سے بھی پڑھتے ہیں وہ فوت ہو جاتا ہے کیونکہ مولانا عبدالاول غزنویؒ سے ترمذی شروع کیے چند ماہ گزرے تھے کہ وہ انتقال فرما گئے اور پھر امام صاحب سے ترمذی پڑھتے تین یا چار ماہ گزرے تھے کہ وہ بھی انتقال فرما گئے۔ اس کے بعد آپ نے سید عبدالغفور غزنویؒ (برادر سید عبدالاول غزنویؒ) سے ترمذی کا آخر، سنن ابن ماجہ کا نصف اوّل اور مشکوٰۃ المصابیح نصف آخر تک پڑھیں۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد اور نسائی اول سے آخر تک سنائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد گوندلویؒ صاحب نے اپنے انٹرویو میں فرمایا:

”سید عبدالاولؒ اور امام عبدالجبار غزنویؒ صاحب کی وفات کے بعد مجھے بہت محنت کرنا پڑی جس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ میں نے ایک ماہ میں ابوداؤد اور دو ماہ میں صحیح بخاری سنائی تھیں“

مولانا محمد حسین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا موصوف نے مدرسہ غزنویہ کے دور ثانی میں یہیں سے حصول علم کیا۔ پھر دور ثالث میں یہاں استاذ مقرر ہوئے تھے اور آخر وقت تک یہاں پڑھاتے رہے۔

حضرت حافظ محمد گوندلویؒ فرماتے ہیں:

”میں نے مولانا محمد حسین ہزارویؒ سے صرف، نحو، الفیہ، کافیہ، شرح جامی، کچھ مختصرات منطق، ابتدائی اصول فقہ، اصول الشاشی، حسامی، نورالانوار اور متوسط کتب درسیہ پڑھیں“۔

اس طرح حضرت حافظ صاحب نے قریباً پانچ سال کا عرصہ مدرسہ غزنویہ میں مختلف

علوم اسلامیہ پڑھے۔

آیرویدک اینڈ یونانی طبی کالج دہلی

امرتسر کے مرکز علم سے فیض یاب ہونے کے بعد آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں کے طبیہ کالج میں داخلہ لیا۔ علم طب میں آپ کے استاذ مسیح الملک حکیم محمد اجملؒ خان تھے۔ جو اس علم میں شہرۂ آفاق شخصیت کے مالک تھے۔ طبی مضامین میں آپ نے حکیم اجمل صاحب کے لیکچروں سے بہت استفادہ کیا۔ حکیم اجمل خان فرمایا کرتے تھے کہ جب مجھے اس شاگرد (حافظ محمد گوندلوی صاحبؒ) کے سامنے لیکچر دینا ہوتا ہے تو بہت زیادہ تیاری کرنا پڑتی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ طب کے امام بھی آپ کی صلاحیتوں سے کس قدر متاثر تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس دور میں حضرت حافظ صاحبؒ طبیہ کالج سے فارغ ہوئے وہ متحدہ ہندوستان کی تحریک آزادی کے سلسلے میں کانگرس کا زمانہ تھا۔ حکیم اجمل خان بھی کانگرسی تھے۔ تقسیم اسناد کے لئے اس سال کانگرس کے لیڈر مہاتما گاندھی کو دعوت دی گئی۔ حضرت حافظ صاحب کو بھی سند گاندھی جی نے دی تھی اور آپ نے گولڈ میڈل بھی حاصل کیا۔

دہلی میں قیام کے دوران میں آپ نے مولوی فاضل کا امتحان بھی نمایاں پوزیشن میں پاس کیا اور میاں سید نذیر حسین دہلویؒ کی مسجد واقع پھاٹک حبش خان میں قیام فرمایا اور درسی کتب میں تفسیر، قرأت، ادب، اصول، کلام، منطق، فلسفہ وہئیات، ریاضی وغیرہ علوم کی آخری درجے کی کتب پڑھیں۔

وہیں آپ نے تفسیر بیضاوی وفی الفقہ، شرح الوقایہ والھدایہ وفی اصول الفقہ، التوضیح والتلویح، السراجی، شرح عقائد نسفیہ (اور اس کا حاشیہ امام خیالی کا)، معانی وبیان، دیوان حماسہ، دیوان متنبّی، مقامات حریری، کے ابتدائی چار مقامات اور سلّم کی شروحات ملاحسن، حمد اللہ، قاضی مبارک اور شرح المطالع وامام طوسی کی شرح الاشارات التصریح، شرح، سبع شداد اور اس کے علاوہ مختلف علوم کی کتابیں ان علوم کے ماہر اساتذہ مولانا احمد اللہ دہلوی، مولانا عبدالرحمٰن پنجابی، مولانا محمد اسحاق منطقی (رامپوری) مولانا عبدالرحمٰن ولائتی دہلوی اور مولانا عبدالرزاق پشاوری سے پڑھیں۔ مولانا عبدالرزاق پشاوری نے اس دوران حضرت حافظ صاحب سے تجوید کی کتاب کا درس لیا۔ یہاں ہم حضرت حافظ صاحب کی اس سند کا عکس پیش کرتے ہیں جو آپ کو آیورویدک کالج دہلی سے ملی اس کو حضرت حافظ صاحب کی زندگی میں ہی دیمک لگ گئی تھی تو اس کی پشت پر حافظ صاحب نے اپنے ہاتھوں سے دوبارہ تحریر فرمائی وہ بھی ذیل میں پیش کی جارہی ہے۔

استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان وزیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حافظ صاحبؒ انٹرویو میں فرماتے ہیں:

"مدرسہ غزنویہ میں میرے ساتھ ایک مولوی عبداللہ پڑھتا تھا جو کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استاذ پنجاب سے حدیث پڑھ کر گیا تھا۔ وہ مجھے ان کے پاس سند لینے کے لیے لے آیا۔ ان کی خدمت میں وزیر آباد حاضر ہوا کہ سماعت کے بعد سند حاصل کر لوں کیونکہ وہ مجاز و تلمیذ تھے حضرت میاں نذیر حسینؒ صاحب دہلوی کے، مگر استاذ پنجاب نے طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے فرمایا کہ اگلے سال آنا۔ لہٰذا میں اگلے سال حاضر ہوا تو سماعت کی گزارش کی۔ انہوں نے ازراہِ کرم بغیر سماعت کے ہی سند عطا فرمادی کیونکہ وہ بیمار تھے۔ اس سے کچھ عرصہ بعد وفات پاگئے۔"

اس طرح حضرت حافظ گوندلویؒ دو طریق سے سید میاں نذیر حسینؒ محدث دہلوی کے شاگرد تھے۔

حضرت امام عبدالجبار غزنویؒ کے اور حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ کے طریق سے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

تدریسی خدمات

مدرسہ نصرۃ الاسلام گوندلاں والا

تحصیل وتکمیل علم کے بعد یہ آفتاب علوم وفنون اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اپنے آبائی مسکن میں واپس لوٹا اور اپنے ہم وطنوں کو علم دین کے نور سے روشن کرنے لگا۔ اسی دوران میں حضرت حافظ محمد صاحب گوندلوی نے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ، امام جوزی، ابراہیم شاطبی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ اسماعیل شہید وغیرھم جیسے محقق علمائے کرام کی تصانیف کا ازخود مطالعہ کیا۔

اس دور کے متعلق عبداللہ اہل حدیث تاریخ اہلحدیث گوجراں والا ص:٦٦ پر رقم طراز ہیں۔

> ''نصرت الاسلام کے نام پر گاؤں میں ایک عظیم الشان مثالی
> درس گاہ کا قیام عمل میں لایا گیا جس میں عرب، بنگال، تبت،
> ایران، آزاد کشمیر سے طلباء تحصیل علم کے لئے آپ کے ہاں
> آتے تھے۔ آپ نے گوندلاں والا میں تقریباً پچیس سال
> تک درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا''

یہ پچیس سال کا عرصہ جناب عبداللہ کشمیری ٹھیکیدار کے حوالے سے لکھا گیا کہ انہوں نے نصرت الاسلام کی پچیس سال نگرانی فرمائی۔ لیکن حافظ صاحب نے تقریباً دس سال گوندلاں والا میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے ہیں۔ حضرت حافظ صاحب نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گوندلاں والا میں دو ادوار میں پڑھایا۔ ۱۹۲۱ء تا ۱۹۲۶ء اور ۱۹۲۹ء تا ۱۹۳۲ء تاہم ۱۹۲۷ء تا ۱۹۲۸ء دارالحدیث رحمانیہ دہلی چلے گئے۔ افسوس کہ پہلے دور کے طلباء کا کچھ علم نہ ہوسکا البتہ دوسرے دور کے طلبا کا ذکر تلامذہ کے باب میں کر دیا گیا ہے۔

گوندلاں والا میں آپ نے درسِ اعظم قائم کیا اور یہاں چند سال آپ نے حدیث کی کتابوں صحاح ستہ اور دیگر علوم کی تعلیم دی۔ اس دور ۱۹۲۹ء تا ۱۹۳۲ء کے متعلق مولانا عطاء اللہؒ حنیف کی زبانی سنئے۔ حضرت حافظ صاحب کون کون سی کتب مزید پڑھاتے تھے۔ مولانا لکھتے ہیں:

''حضرت حافظ محمد گوندلویؒ کی خدمت میں حاضری دی اور مسلم شریف، ملا حسن، حمد اللہ، رسالہ قطبیہ مع غلام یحییٰ، میبذی، شرح اشارات آلوسی، مسلم الثبوت اور شرح العقائد وغیرہ کتب کا عبور کیا''

(''الاعتصام'' جمیعت حدیث نمبر ص ۵۵)

اس دور کے طلباء کی رہائش اور کھانے کے متعلق حافظ محمد اسحاق حسینویؒ لکھتے ہیں کہ

''مولانا عطاء اللہ صاحب، حافظ عبداللہ بڈھیمالوی کے ساتھ دو سال سے وہاں رہ رہے تھے۔ گوندلاں والا پہنچنے کے بعد انہوں نے میرے اسباق، کھانا دانہ اور رہائش کا انتظام کیا۔ طالب علم زیادہ ہوتے تھے۔ ایک مسجد میں رہنا سب کیلئے مشکل تھا۔ اس لئے چار چار، پانچ پانچ طالب علموں کا ایک ایک مسجد میں رہائش کا انتظام کیا۔ جو طالب علم جس مسجد میں رہتے تھے ان کے کھانے کا انتظام بھی اس مسجد کے آس پاس رہنے والے لوگوں کے گھروں میں کیا گیا تھا۔ اس گاؤں میں اہل حدیث کی کافی مساجد تھیں۔ اس لئے طلبہ کے رہنے اور کھانے کے انتظام میں کوئی دشواری نہیں پیش آئی تھی۔ میری رہائش بھی کسی دوسری مسجد میں تھی۔''

(''الاعتصام'' مولانا عطاء اللہ حنیف نمبر ص: ۳۴۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح حضرت حافظ صاحب کا چرچا گردونواح کے علاوہ برصغیر کے مختلف شہروں میں بھی ہوگیا یہی وجہ ہے کہ دہلی سمیت مختلف دینی مدارس کے طلبہ فراغت کے بعد حضرت حافظ صاحب کے پاس گوندلاں والا میں مزید علمی پختگی حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔

حج بیت اللہ

گوندلاں والا کے پہلے تدریسی دور کے کسی قریبی وقت ۱۹۲۴ء کو حضرت حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے زیارت حرمین شریفین سے مشرف فرمایا اس طرح آپ نے پہلا حج ۱۹۲۴ء میں ادا کیا۔ حجاز میں مختلف علماء، شیوخ اور مفتیان کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ انہوں نے آپ کی علمی قابلیت کی بے حد تحسین کی۔

حج بیت اللہ سے واپسی کے بعد پھر تدریس شروع کردی۔ اب آپ کی علمی فیاضیاں دور دور تک پھیل چکی تھیں اور آپ کو برصغیر کے مختلف دینی مدارس کی طرف سے تدریس کیلئے دعوتی خطوط آرہے تھے۔ ان میں ایک دعوت نامہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی کے لیے شیخ عطاء الرحمٰن کا تھا شیخ صاحب چونکہ حضرت حافظ صاحب کی غیر معمولی صلاحیتوں سے واقف تھے اور یقین رکھتے تھے کہ دارالحدیث رحمانیہ کے لیے جس ممتاز مدرس اور یگانہ محدث کی ضرورت ہے آپ اس پر پورا اُترتے ہیں۔ اس لئے آپ نے ان کی دعوت کو قبول کیا اور دہلی تشریف لے گئے۔

دارالحدیث رحمانیہ دہلی

دارالحدیث رحمانیہ جماعت اہل حدیث کی واحد مثالی اور معیاری درسگاہ تھی۔ جہاں باقاعدہ تعلیم وتربیت کا نظام تھا اور آنے والی نسل کو اسلاف کی نیابت اور عامۃ المسلمین کی قیادت کے لئے تیار کیا جاتا تھا۔ دارالحدیث رحمانیہ کے بانی شیخ عبدالرحمٰنؒ و شیخ عطاء الرحمٰنؒ تھے۔ انہیں اس مقصد کے لئے ترغیب دینے کے اصل محرک حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ تھے کیونکہ اس دور میں بعض اہم جماعتی شخصیات اس بات کی خواہاں تھیں کہ ہمارا ایک مرکزی دارالعلوم ہونا چاہیے۔ اس بارے میں مختلف اوقات میں کوششیں ہوتی رہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن بارآور نہ ہوئیں۔

بہرکیف ستمبر ۱۹۱۹ء کو اس دارالعلوم کی جگہ خریدی گئی اور تعمیر کا آغاز ہوگیا۔ ۱۸۔ جولائی ۱۹۲۱ء کو تقریباً ایک لاکھ روپے کی لاگت سے اس کی عمارت تیار ہوگئی۔ آخر کار وہ خوشگوار دن آ گیا جب جماعت کے اکابر کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ بھی ان دنوں دارالحدیث نام کا ایک مدرسہ سیالکوٹ میں چلا رہے تھے۔ انہوں نے جب یہ بشارت سنی تو ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا اور پھر انہوں نے یہاں کا مدرسہ ''دارالحدیث'' اس کا نام مع کتب خانہ، اساتذہ وطلبا، دہلی کی اس نئی عمارت میں منتقل کر دیا۔ چونکہ دونوں بھائیوں کے اسماء کا آخری لفظ ''رحمان'' تھا۔ اسی مناسبت سے اس ''دارالحدیث'' کا نام ''دارالحدیث رحمانیہ'' رکھا گیا۔ اس مدرسہ کی شہرت عالمی سطح پر تھی یہ دہلی کے مقام باڑہ ہندوراؤ میں قائم تھا۔ آج کے جدید دور میں جسے ہم اہل حدیث کی یونیورسٹی کہہ سکتے ہیں دارالحدیث کا مقام اس سے کم نہ تھا۔

مولانا ابراہیم میرؒ سیالکوٹی اس کے اولین مدرس تھے۔ شیخ الحدیث مولانا احمداللہ پڑتاب گڑھیؒ، مولانا غلام یحیی پنجابی کانپوریؒ، حافظ محمد گوندلویؒ، مولانا عبدالسلام مبارکپوریؒ، مولانا محمد عبدہٗ الفلاحؒ، مولانا نذیراحمد املویؒ، مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوریؒ جیسے اساطین علم وفن نے مختلف اوقات میں یہاں تدریسی خدمات انجام دیں۔ سالانہ امتحان ہر سال حافظ عبداللہ روپڑیؒ لیتے تھے۔ شیخ صاحب اپنی نگرانی میں امتحان کا انتظام کرواتے، دوران امتحان طلبہ کی نگرانی کے لئے حافظ اسماعیل روپڑی اور حافظ عبدالقادر روپڑی موجود رہتے۔

مدرسہ کا تعارف کرواتے ہوئے مولانا محمد جوناگڑھیؒ اپنے پندرہ روزہ رسالہ ''اخبار محمدی'' میں لکھتے ہیں:

> ''مدرسہ کا رقبہ آٹھ نو سو گز ہے۔ ایک وسیع اور شاندار بلڈنگ ہے جس میں طلبہ کی رہائش کے لئے ۳۵ کشادہ اور ہوادار کمرے ہیں۔ درس و تدریس کے لئے ان سے وسیع تر آٹھ کمرے اور ہیں جن میں برقی روشنی اور بجلی کے پنکھوں کا انتظام ہے۔ مدرسہ کے جنوبی حصہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک بڑا ہال (دارالتذکیر) ہے جس میں سالانہ امتحان اور دیگر خاص جلسے منعقد کیے جاتے ہیں۔ایک باورچی خانہ بھی علیحدہ ہے۔ عمارت کے بالائی حصہ میں ایک شاندار کتب خانہ کی عمارت ہے جس میں عربی اردو کی ہزاروں کتابیں موجود ہیں، مدرسہ کے مغربی جانب ایک کشادہ، شاندار مسجد ہے۔مدرسہ اور مسجد کے درمیان طلباء کی ورزش کے لئے ایک سبزہ زار بنا ہوا ہے جس کے چاروں طرف پختہ دیوار ہے۔مدرسہ کا صحن مختلف قسم کے مفید پھول و پھل کے درختوں اور پودوں سے آراستہ و پیراستہ ہے جو ایک دلفریب باغیچہ سے کم نہیں۔مدرسہ کا فوٹو بھی ''محدث'' کے سالنامہ میں چھپ چکا ہے۔اس کی تعمیر پر ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہوگا۔ایک ہزار روپیہ کے لگ بھگ ماہانہ خرچ ہے۔(''محمدی'' ۱۵رجولائی ۱۹۳۸ء ص ۱۰)

''دینی تعلیم کے ساتھ فن سپہ گری کی بھی مستقل تعلیم دی جاتی تھی۔مدرسہ کے مہتمم جناب شیخ عطاء الرحمٰن (م ۱۹۳۸ء) نے کشتی اور بنوٹ سکھانے کے لئے باقاعدہ ایک استاذ کا انتظام کر رکھا تھا، جو بعد نماز عصر دارالحدیث کے وسیع وعریض ہال میں عملی تعلیم دیتا تھا۔صحت وصفائی اور تربیت کا یہ عالم تھا کہ مدرسہ کی طرف سے ایک نائی (حجام) مقرر تھا جو ہر جمعرات کو آکر طلبہ کے خط بنا جاتا تھا۔اگر کوئی طالب علم خط بنانے میں شریعت کی خلاف ورزی کرتا تو دونوں پر جرمانہ عائد کیا جاتا تھا۔'' (اخبار محمدی ۱۵ ستمبر ۱۹۳۸ء)

طلبہ کو عمدہ سے عمدہ کھانا دیا جاتا تھا۔مہتمم مدرسہ روزانہ باورچی خانہ کا معائنہ کر کے برابر ہدایت کرتے رہتے تھے۔اساتذہ کے مشاہرے نہایت معقول تھے۔صدرالمدرسین کا مشاہرہ ۱۰۰ روپے ماہانہ تھا، جو طالب علم مدرسہ میں ممتاز ہوتا یا نماز باجماعت کی پابندی میں سبقت لے جاتا اسے انعام واکرام سے نوازا جاتا۔اس کے علاوہ بھی دیگر انعامات دیے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے تھے۔مدرسہ کی طرف سے ایک ماہنامہ مجلّہ ''محدث'' شائع ہوتا تھا یہ مجلّہ مفت بھیجا جاتا تھا۔صرف ڈاک خرچ لیا جاتا تھا۔

مہتمم مدرسہ شیخ عطاء الرحمٰن (م ۱۹۳۸ء) کی وفات کے بعد ان کے بڑے صاحب زادے حاجی عبدالوہاب نے بھی اپنی ذمہ داری کو بخوبی نبھایا۔لیکن دارالحدیث رحمانیہ نے اپنی عمر کا ستائیسواں سال ہی مکمل کیا تھا کہ ۱۹۴۷ء کے مسلم کش فسادات اور ملک کے بٹوارے میں مہتمم مدرسہ شیخ عبدالوہاب مع اہل خانہ کراچی پاکستان ہجرت کر گئے اور مدرسہ کی عمارت اور لائبریری جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے حوالے کر گئے۔مدرسہ کی عالی شان عمارت اور مسجد آج بھی باڑا ہندوراو میں پہلے ہی کی طرح پوری آن بان شان کے ساتھ موجود ہے جس میں دہلی اسٹیٹ کے اس زمانہ کے وزیر تعلیم جناب شفیق الرحمٰن قدوائی کے نام سے شفیق میموریل انٹر کالج چل رہا ہے۔اور حالات کے مطابق اس میں تعلیمی سلسلہ جاری ہے۔

حضرت حافظ گوندلویؒ کا انتخاب بھی اس دارالحدیث کے عالی مرتبت ہونے کا ثبوت تھا۔حضرت حافظ محمد گوندلویؒ نے تقریباً ایک سال دارالحدیث میں پڑھایا۔اس دوران وہاں کے اساتذہ کرام مولانا عبید اللہ اور مولانا نذیر احمد رحمانی نے بھی آپ سے خوب استفادہ کیا جو کہ آپ کے علوم وکمالات میں یکتائے روزگار ہونے کی روشن دلیل ہے۔ بعدازاں آپ گوندلاں والا واپس تشریف لے آئے۔

جامعہ عربیہ دارالسلام (عمر آباد) مدراس (۱۹۳۳ء تا ۱۹۳۴ء)

۱۹۲۴ء کو مدراس کے رئیس تاجر حاجی محمد عمرؒ نے اپنے ''عمر ہاؤس'' کے ایک گوشے میں جامعہ عربیہ دارالسلام قائم کیا۔حاجی محمد عمر اس مدرسے کے بانی اور پہلے منتظم تھے۔اس جامعہ میں غیر منقسم ہندوستان کے جنوب وشمال کے اہل علم اور ارباب کمال تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ان میں مولانا فضل اللہ، مولانا محمد اسماعیل مدراسی، مولانا عطاء اللہ سلفی عمری اور بعض دیگر حضرات شامل تھے۔یہی وجہ تھی کہ جامعہ کا شمار برصغیر کے ان تین اہل حدیث مدارس میں ہوتا تھا جو کہ ایک کالج اور یونیورسٹی کی حیثیت رکھتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ دارالحدیث رحمانیہ   دہلی

۲۔ مدرسہ احمدیہ   سرائے دربھنگہ

۳۔ جامعہ عربیہ دارالسلام   عمرآباد (مدراس)

اس کا نصاب درس نظامی اور انگلش میٹرک تھا۔ مدت تعلیم آٹھ سال تھی۔ ایک ناخواندہ طالب علم مدرسہ میں آٹھ سال پڑھنے کے بعد پورا عالم بن کر نکلتا تھا۔ ساتھ ہی ہر جماعت میں انگریزی بھی پڑھائی جاتی تھی۔ اگست ۱۹۳۵ء کو جامعہ سے اردو ماہنامہ ''مصحف'' کا اجراء ہوا۔ اس کے ایڈیٹر مولانا شاکر نائطی تھے۔

اس جامعہ کے دوسرے مہتمم کاکا محمد اسماعیل تھے جو حاجی محمد عمر کے صاحبزادے تھے۔ وہ عمرآباد میں چمڑا رنگنے کا کاروبار کرتے تھے۔ انہی کی مساعی جمیلہ سے جامعہ عربیہ ایک خوشنما اور حسین دارالعلوم کی وسیع اور کشادہ دومنزلہ عمارت میں تیار ہوا۔ ۱۹۵۹ء میں کاکا محمد اسماعیل کا انتقال ہوا تو ایم۔ محمد ابراہیم معتمد بنا دیے گئے۔ اس سے ملحق ایک وسیع اور نایاب لائبریری کی عمارت بھی ہے۔

حضرت حافظ صاحب کی روانگی و قیام مدراس جانے کے متعلق حضرت حافظ صاحبؒ نے جناب ٹھیکیدار عبداللہ کشمیری کو ایک خط کے ذریعے مطلع فرمایا تھا جو کہ ان دنوں ٹھیکیداری کے سلسلہ میں بمقام پھگواڑہ ضلع جالندھر میں اقامت گزیں تھے یہ خط ۸ فروری ۱۹۴۳ء کو بھیجا گیا۔

۱۹۴۳ء میں حضرت حافظ صاحب نے مدراس کے جامعہ عربیہ عمرآباد میں شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دیئے۔ اس کے متعلق مولانا محمد اسحاق حسینویؒ کی زبانی سنئے: (جو کہ اس وقت مدراس کے سفر سے پہلے اور بعد میں حضرت حافظ صاحب کے ساتھ تھے)

''حافظ صاحب کو مدراس لے جانے کے لئے دہلی کے حافظ ابراہیم نے مجبور کیا جو کہ زیادہ تر تبلیغی دوروں کے سلسلے میں باہر ہی رہتے تھے۔ اسی اثناء میں وہ مدراس کے ایک گاؤں عمرآباد میں مدرسہ عربیہ دارالسلام گئے۔ مدرسہ کے ناظم مولانا فضل اللہ اور مہتمم جناب کاکا محمد اسماعیل سے گفت و شنید کے دوران انہوں نے مدرسہ کے لئے ایک ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلحدیث عالم کا تقاضا کیا جو کہ معقولات اور منقولات میں کامل ہو اور اس مدرسہ میں شیخ الحدیث کا عہدہ سنبھال سکے۔حافظ ابراہیم نے انہیں حافظ محمد گوندلوی ؒ کی علمی قابلیت اور اعلیٰ استعداد سے آگاہ کیا اور کہا کہ وہ گوجراں والا کے قریب ایک گاؤں گوندلاں والا میں اپنا ذاتی مدرسہ چلارہے ہیں۔پنجاب بھر میں ان کے پائے کا کوئی عالم نہیں۔

یہ سن کر ناظم اور مہتمم صاحب دونوں ہی بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ان کو یہاں آنے کے لیے آپ ہی آمادہ کریں گے۔ہم ان کا شایان شان استقبال کریں گے اور پوری طرح ان کی خدمت کریں گے۔حافظ ابراہیم اس کام کے لیے آمادہ ہو گئے اور اس سلسلے میں انہوں نے گوجراں والا کے کئی چکر لگائے آخر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے اور حافظ صاحب کو عمر آباد صوبہ مدراس میں بطور شیخ الحدیث دارالعلوم عمر آباد جانے پر رضامند کر لیا تو حافظ صاحب نے فرمایا کہ مدراس یہاں سے تقریباً 2000 میل دور ہے۔ایک لحاظ سے وہ غیر ملک ہے۔میں یہاں سے اپنے ساتھ چار پنجابی طالب علم لاؤں گا تا کہ ملکی آدمیوں کو دیکھ کر زیادہ اداسی نہ ہو اور ان کا کرایہ دارالعلوم کے ذمہ ہوگا۔حافظ ابراہیم نے یہ بھی مان لیا لہذا حافظ صاحب کے ہمراہ حافظ محمد اسحاق ،مولانا علم الدین سوہدروی اور مولانا قادر بخش بھی تھے''۔ (اشاعت خاص مولانا عطاء اللہ حنیف ؒ ص:۳۴۲)

مزید لکھتے ہیں:

''تاریخ مقررہ پر ہمارا قافلہ عصر کے وقت گوجراں والا سے چلا۔شام سے پہلے لاہور پہنچ گیا۔رات کو تقریباً 9 بجے دہلی جانے والی گاڑی پر سوار ہوئے اور دن کو 9 بجے دہلی پہنچے۔وہ سارا دن حضرت حافظ صاحب نے دہلی میں گزارا،اپنے دوست احباب اور وہاں کے علمائے کرام سے ملاقاتیں کیں اور رات کو دس بجے مدراس جانے والی گاڑی پر سوار ہوئے اور تقریباً دو دن اور دو راتیں مسلسل گاڑی میں رہنے کے بعد ظہر کے وقت مدراس شہر پہنچے۔باقی دن اور اگلی رات وہیں ٹھہرے۔ایک رات مدراس میں کاکا اسماعیل صاحب کی کوٹھی میں ٹھہرنے کے بعد عمر آباد پہنچے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابراہیم صاحب حافظ محمد گوندلویؒ صاحب کو لے کر مسجد میں آئے۔ طلباء، اساتذہ کرام اور مہتمم صاحب اور دیگر حضرات نے جو وہاں موجود تھے حضرت حافظ صاحب کا نہایت گرم جوشی سے استقبال کیا اور وہاں کھانا کھانے اور عصر کی نماز پڑھنے کے بعد حضرت حافظ صاحب کو ان کے لئے مخصوص نہایت ہی دیدہ زیب کمرہ میں پہنچایا گیا، جہاں آپ کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ حضرت حافظ صاحب کے پہنچنے کے بعد جمعہ، جماعت اور صبح کے وقت مختصر درس کے فرائض احتراماً آپ ہی کے سپرد کئے گئے۔

جامعہ دارالسلام میں حضرت حافظ صاحب کی تدریسی مصروفیات کے حوالہ سے حافظ اسحاق صاحب لکھتے ہیں کہ

> ''آٹھویں جماعت کی صحیح بخاری شریف، حجۃ اللہ اور ایک آدھ سبق حضرت حافظ صاحب کو دیئے گئے باقی اسباق دوسرے آٹھ دس اساتذہ نے آپس میں تقسیم کر لئے''۔

(مولانا عطاء اللہ حنیف اشاعت خاص ص:۳۴۴)

پھر حافظ صاحب کا سن کر دور دراز سے طلبہ جامعہ عربیہ کا رخ کرنے لگے اور وہاں قال اللہ وقال الرسول کی رونق افروز بہاریں اپنے عروج کو پہنچ گئیں۔ ایک سال تک حضرت حافظ صاحب یہاں مسند شیخ الحدیث پر جلوۂ افروز رہے۔ یہاں کی آب وہوا چونکہ آپ کے موافق نہ آئی اس لئے خرابی صحت کی وجہ سے آپ نے اس چمنستان علم میں مزید ٹھہرنے کا ارادہ ترک کر دیا اور واپس تشریف لے آئے۔

یہاں ایک بات حضرت حافظ صاحب کے اکثر تلامذہ کہتے ہیں کہ اگر حافظ صاحب کو وہاں کی آب وہوا موافق آجاتی تو وہ کبھی پنجاب واپس نہ آتے۔

مدرسہ محمدیہ (چوک نیائیں) گوجرانوالا ۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۲ء

تقریباً ۱۸۷۰ء کو مولانا علاؤالدین گوجرانوالا تشریف لائے تو مسجد کمہاراں والی (جامع مسجد عائشہ) میں خطیب مقرر ہوئے چند نا مساعد حالات کے (جن کا تذکرہ اساتذہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باب میں کیا گیا ہے) پیش نظر ان کو مسجد سے نماز کی حالت میں نکال دیا گیا۔ پھر انہوں نے ایک کھلے میدان میں خطبہ جمعۃ المبارک دینا شروع کر دیا لیکن لوگوں نے وہابی کہہ کر ان کی مخالفت کی۔ چنانچہ ان کے عقیدت مندوں نے فیصلہ کیا کہ کہیں مسجد تعمیر کرنا چاہئے۔ یہ کام بظاہر بہت مشکل تھا کیونکہ ایک تو وہ تعداد میں کم اور پھر مالی اعتبار سے کمزور تھے۔

۱۸۷۲ء کو پیر میر حیدر شاہ خانپوری گوجراں والا تشریف لائے تو انہوں نے سائیں رنگ علی سے قبرستان کے دائرہ سے کچھ جگہ (جو کہ وقف تھی اور سائیں اس کا متولی تھا) لے کر مسجد کی بنیاد رکھی اور مولانا علاؤالدین کو وہاں خطیب مقرر کیا اور وہ مولوی علاؤالدین والی مسجد مشہور ہوگئی۔ اس کے لئے میر حیدر شاہ صاحب نے تقریباً ڈیڑھ سو روپے کی رقم جگہ جگہ پھر کر اکٹھی کی۔ اس کار خیر میں مزید جن افراد نے حصہ لیا ان میں ایک شیخ جھنڈو تھے جن کا شمار گوجراں والا کے رؤسا میں ہوتا تھا۔ انہوں نے گوجراں والا میں توحید و سنت کی اشاعت میں بنیادی کردار ادا کیا اور اس مسجد کی تعمیر میں بھرپور حصہ لیا۔ شیخ جھنڈو نے ۱۹۳۰ء میں وفات پائی۔

مسجد کی تعمیر کے بعد مخالفین خاموش نہیں رہے۔ انہوں نے اس پر مسجد ضرار کا فتویٰ صادر کیا اور لوگوں کو اسے منہدم کرنے پر اُکسایا لیکن بیرونی علماء نے اس فتوے کو غلط قرار دیا اور مسجد کی تعمیر کو مبنی برحق ٹھہرایا۔ مسجد کی تکمیل کے بعد ارباب انتظام نے متبعین کتاب و سنت کو ایک لڑی میں پرونے کے لئے جدوجہد شروع کی، لہذا امرتسر کے منشی قائم دین (جو کہ کتاب و سنت کی اشاعت میں بڑے مستعد تھے) اور غلام محمد ڈار (حاجی پورہ) نے کوشش کر کے ۱۹۱۲ء میں انجمن اہل حدیث گوجراں والا کی بنیاد رکھی لیکن ناتجربہ کاری اور بعض دیگر وجوہات کی بنا پر کام نہ چل سکا اور کچھ عرصہ کے لئے بند رہا۔

۱۵ اپریل ۱۹۱۵ء کو مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ گوجراں والا میں ایک مناظرے کے سلسلے میں تشریف لائے تو اصحاب جماعت کے ایماء پر آپ نے انجمن اہل حدیث کی ازسرنو تجدید کی اور درج ذیل اصحاب کو ذمہ داریاں سونپی۔

صدر: مستری اللہ رکھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیکرٹری: مولانا حکیم محمد عبداللہ

نائب سیکرٹری: غلام محمد ڈار

خزانچی: منشی قائم دین

سفیر: عبداللہ بٹ المعروف بابا اہلحدیث مقرر ہوئے۔ اور عاملہ کے دوسرے ممبران مولانا علاؤالدین، حافظ محمد عمر، مستری نظام دین اور بابا احمد دین بٹ تھے۔

۱۹۲۰ء میں انجمن نے ایک مدرسہ بنا کر درس وتدریس کا سلسلہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ مولانا ابراہیم میر سیالکوٹیؒ کو مدرس کے لیے کہا گیا۔ مولانا میر سیالکوٹیؒ نے مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کو بھیجا۔ مسجد میں درس وتدریس کا آغاز ہوا۔ بعدازاں ۱۹۳۰ء میں جماعت اہل حدیث پنجاب کا سربراہ سید محمد شریف گھڑیالویؒ کو منتخب کیا گیا تو اس جماعت کی طرف سے بھی گوجراں والا میں مدرسہ محمدیہ کے نام سے ایک ادارے کا قیام عمل میں آیا مدرسین مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی اور مولانا عبداللہ بھوجیانی مقرر کیے گئے۔ اس مدرسے میں طلباء کی تعداد بہت محدود تھی۔ شاید یہی وجہ تھی کہ یہ مدرسہ زیادہ عرصہ نہ چل سکا غالباً اس کی کل مدت حیات تین برس تھی۔ ۱۹۳۵ء میں مسجد کی توسیعی تعمیر کا آغاز ہوا جس کا سنگِ بنیاد مولانا عبدالعزیز بن مولانا علاؤالدین نے رکھا۔ اس تعمیر کے لیے مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے ساتھ مستری حاجی محمد عبداللہ، حاجی اللہ دتہ، حاجی محمد علی، غلام محمد ڈار اور ان کے رفقاء نے بھرپور کوشش کی۔

حضرت حافظ محمد گوندلوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ورود

تقریباً ۱۹۲۱ء میں حضرت حافظ محمد گوندلویؒ نے فراغت کے بعد گوندلاں والا میں آ کر تدریس شروع کی۔ اس کے بعد جامعہ رحمانیہ دہلی، دارالسلام عمر آباد مدراس میں بھی تدریس کے فرائض سرانجام دے چکے تھے۔ لہٰذا حافظ صاحب کی علمی قابلیت کی دور دور تک شہرت پھیل چکی تھی۔ اسی شہرت کے پیش نظر مدرسہ محمدیہ (چوک نیائیں) کے اربابِ انتظام نے حضرت حافظ صاحب کی خدمات مدرسہ کے لئے حاصل کرلیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حافظ صاحبؒ نے ۱۹۳۵ء تا ۱۹۴۲ء مدرسہ محمدیہ میں مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے معیت میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ اس دوران مولانا اسماعیل سلفیؒ نے بھی آپ سے مسلم الثبوت اور شرح العقائد وغیرہ کتب پڑھیں۔

چونکہ حافظ صاحب گوندلاں والا میں رہائش پذیر تھے اس لئے حافظ صاحب کو جامعہ کی طرف سے سائیکل دی گئی تھی جس پر آپ روزانہ گوجراں والا تشریف لاتے۔ حافظ صاحب چونکہ ماہر طبیب بھی تھے اس لئے انہوں نے مدرسہ محمدیہ کے سامنے اپنا مطب بھی کھول رکھا تھا۔ اس وقت حافظ صاحب جو کتب پڑھاتے تھے۔ ان کے متعلق مولانا محمد اسحاق بھٹی رقم طراز ہیں:

> ”میں نے گوجراں والا جا کر ان سے صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطا امام مالک، تفسیر بیضاوی اور تفسیر جلالین شروع کی تھیں۔ اصول حدیث، لغت و معانی، فلسفے اور منطق کی بعض کتابیں بھی ان سے پڑھیں۔“

(نقوش عظمت رفتہ ص ۱۳۱)

ایک ناخوشگوار واقعہ

۱۹۴۲ء کی بات ہے کہ گوندلاں والا میں جناب عبداللہ کشمیری (ٹھیکیدار) کا بھتیجا عبدالعزیز سانپ کے ڈسنے سے انتقال کر گیا۔ حضرت حافظ صاحب کو اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیا کہ عبدالعزیز بے نماز تھا۔ حافظ صاحب اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ عبدالعزیز کا بھائی عبداللطیف بھی اس وقت وہاں موجود تھا۔ اس نے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر حافظ صاحب کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا، اس وقت حافظ صاحب کے بعض عقیدتمند برکت کشمیری، اسماعیل، عبدالواحد اور احمد دین وہاں موجود تھے۔ انہوں نے عبداللطیف کو روکنے کی کوشش کی لیکن وہ باز نہ آیا اور معاملہ بڑھ گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللطیف اور اس کا ایک دوست جو سید تھا قتل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد پولیس آ گئی۔ حافظ صاحب اور برکت کشمیری تو کہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چلے گئے لیکن دوسرے لوگ گرفتار ہو گئے ۔ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کو پتہ چلا تو انہوں نے حافظ صاحب کی ضمانت قبل از گرفتاری کرانے کی کوشش کی بہر حال حافظ صاحب ، عبدالواحد ، اسماعیل اور برکت کشمیری پر قتل کا مقدمہ قائم ہوا۔

حضرت حافظ صاحب کئی مہینے جیل میں رہے اور ان کے وکیل میاں عبدالعزیز مالواڈہ تھے ۔ جو کہ برصغیر کے مایہ ناز وکلاء میں شمار کئے جاتے تھے اور مولانا ابوالکلام آزادؒ کے قریبی رفقاء میں سے تھے ۔ یہ مقدمہ انہوں نے مولانا اسماعیل سلفیؒ کی درخواست پر اور بغیر کسی فیس کے لڑا ۔ آخر حافظ صاحب سیشن کورٹ سے بری ہو گئے ۔ عبدالواحد اور اسماعیل کو موت کی سزا ہوئی اور انہیں پھانسی چڑھا دیا گیا ۔ ملزموں نے عدالت میں بیان دیا کہ حافظ صاحب کا قتل سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ قتل کا ارتکاب خود انہوں نے کیا ہے ۔ برکت بھی قتل کا ملزم تھا ۔ عدالت نے اسے بھی پھانسی کی سزا سنائی تھی لیکن وہ مفرور تھا اس لئے بچ گیا ۔ مقدمہ قتل سے بری ہونے کے بعد حافظ صاحب گوندلاں والا کی سکونت ترک کر کے ہمیشہ کیلئے گوجرانوالا آگئے اور آبادی حاکمرائے (محلّہ گلشن آباد) گلی حسن شاہ والی میں رہائش اختیار کر لی اور اس کے بعد گوندلاں والا نہیں گئے ۔

تعلیم الاسلام ، اوڈاں والا ۱۹۴۳ء تا ۱۹۴۵ء

صوفی محمد عبداللہ جماعت اہل حدیث کے معروف بزرگ تھے ۔ انہوں نے ۱۹۳۲ء کے لگ بھگ ضلع لائلپور (فیصل آباد) کی تحصیل سمندری کے ایک گاؤں اوڈاں والا چک نمبر ۴۹۳ میں مدرسہ جاری کیا ۔ مدرسے کے اجراء (۱۹۳۲ء) سے لے کر ۱۹۳۷ء تک یہاں متعدد اساتذہ نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے جن میں مولوی محمد افضل (گجرات) حافظ محمد بھٹوی ، حافظ فضل الرحمٰن ، مولوی عبدالمجید ، مولانا عبداللہ ، صوفی محمد ابراہیم اور مولوی محمد (طوطے چکیا) قابل ذکر ہیں ۔ ۱۹۳۷ء تا ۱۹۴۶ء حافظ محمد اسحاقؒ (حسین خانوالہ) کی انتہائی محنت اور کوشش کی وجہ سے اس مدرسہ نے خوب ترقی کی ۔ اس دوران ۱۹۴۳ء تا ۱۹۴۵ء حضرت العلام حافظ محمد گوندلویؒ کی خدمات بھی حاصل کر لی گئی تھیں ۔ انھوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں تشنگانِ علم کی پیاس بجھائی۔

۱۹۴۶ء تا ۱۹۴۷ء مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ اس مدرسے کی مسند تدریس پر جلوہ افروز رہے۔ ۱۹۵۶ء کے بعد اسے تعلیم الاسلام سے دارالعلوم تعلیم الاسلام میں تبدیل کر دیا گیا۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۶۳ء بروز جمعۃ المبارک کو ماموں کانجن میں دارالعلوم کی نئی عمارت کا سنگِ بنیاد صوفی محمد عبداللہؒ صاحب نے رکھا۔ کچھ عمارت بن گئی تو اوڈاں والا سے مدرسے کی ایک جماعت یہاں بھیج دی گئی۔

۱۹۶۴ء میں چند مزید کمرے تعمیر ہو گئے تو دوسری اور چوتھی جماعتیں بھی ماموں کانجن منتقل ہو گئیں۔ ۱۹۶۹ء تک مکمل انتظام ماموں کانجن منتقل کر دیا گیا۔ ابتداء میں گاؤں کے مدرسے کا نام دارالعلوم تعلیم الاسلام ہی رہا، بعد میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔ یہ دارالعلوم اب بھی اوڈاں والا میں ہی ہے۔ مولانا محمد یعقوب ملہویؒ کی وفات کے بعد اس کا انتظام ان کے صاحبزادے مولانا محمد امین کے سپرد کر دیا گیا۔

۱۹۷۶ء میں یہ جامعہ تعلیم الاسلام کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اب ماموں کانجن میں یہ جامعہ وسیع و عریض رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ اس کا وسیع دارالاقامہ ہے اور بہت بڑا کتب خانہ ہے جو ہر موضوع کی کتابوں پر مشتمل ہے۔ صوفی صاحب کے انتقال کے بعد جامعہ کے جملہ انتظام مولانا عبدالقادر ندوی کے سپرد کر دیئے گئے جو صوفی صاحب کے خاص عقیدت مند تھے۔ انہوں نے اپریل ۲۰۱۱ء کو وفات پائی ان کی وفات کے بعد مولانا مقصود احمد کو جامعہ کا مہتمم مقرر کیا گیا ہے۔ متعدد اساتذہ کرام نے اس میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے اور بے شما علماء و طلباء نے اس میں اپنی علمی پیاس بجھائی اور ان شاء اللہ تا قیامت بجھاتے رہیں گے۔

(مدرسہ کے مزید حالات کیلئے دیکھئے کتاب ''صوفی محمد عبداللہؒ'' تصنیف محمد اسحاق بھٹی)

(نیز ملاحظہ ہو ہفت روزہ ''الاعتصام'' اشاعت خاص بیاد مولانا عطاء اللہ حنیفؒ ص: ۶۲، ۶۱، ۳۶۰)

اوڈاں والا میں حافظ صاحب کی آمد

۱۹۳۷ء سے حافظ محمد اسحاق حسینویؒ مدرسہ تعلیم الاسلام میں انتہائی محنت سے تدریس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔انہی کی محنت کا نتیجہ تھا کہ مدرسہ کی اعلیٰ تعلیم اور نظم وضبط کی وجہ سے مدرسہ بہت ترقی کر گیا اور جماعت کے چوٹی کے مدارس میں اس کا شمار ہونے لگا۔ حافظ صاحب کی اوڈاں والا آمد اور وہاں کے معمولات سے متعلق حافظ محمد اسحاق حسینوی صاحب لکھتے ہیں۔

''صوفی صاحب کے دل میں خیال آیا کہ اب یہاں مزید کوئی کہنہ مشق اور چوٹی کا استاذ لانا چاہئے جو آخری جماعتوں کو تعلیم دے، چنانچہ صوفی صاحب نے حافظ اسحاق صاحب سے مشورہ کیا کہ میرا خیال ہے کہ حضرت حافظ محمد گوندلوی کو لایا جائے۔ وہ جماعت کے چوٹی کے عالم اور ممتاز ترین استاذ ہیں۔ وہ دہلی کے رحمانیہ مدرسہ میں پڑھا چکے ہیں اور مدراس میں عمر آباد کے مدرسہ میں بطور شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دے چکے ہیں۔ ان کے آنے سے مدرسہ کو ہر لحاظ سے فائدہ ہوگا۔ مجھ سے کسی آدمی نے کہا ہے کہ ان کی رہائش اور تنخواہ کا انتظام کرلو، میں ان کو یہاں لے آؤں گا۔ اس سلسلے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا اگر حضرت حافظ صاحب یہاں تعلیم کیلئے آنا پسند کریں تو میں دل کی گہرائیوں سے خوش ہوں۔ وہ میرے استاذ ہیں۔ میں ان سے گوندلاں والا میں پڑھتا رہا ہوں اور ایک سال عمر آباد (مدراس) میں بھی ان کے ساتھ رہا ہوں اور ان سے بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ ان کی زیر نگرانی مجھے تعلیمی امور میں زیادہ تجربہ حاصل ہوگا۔ مگر ان کو بلانے کی بہترین صورت یہ ہے کہ اب تعلیمی سال ختم ہونے والا ہے رمضان المبارک قریب ہے، پہلے ان کو مدرسہ کا امتحان لینے کیلئے دعوت دی جائے۔ وہ امتحان بھی لیں گے اور یہاں کے لوگوں سے مل کر جائزہ لے لیں گے کہ ان کے لئے یہاں آنا کیسا رہے گا۔ صوفی صاحب نے اس رائے سے اتفاق کیا چنانچہ حضرت حافظ صاحب کو پہلے مدرسہ کا امتحان لینے کی دعوت دی گئی۔ آپ تاریخ مقررہ پر تشریف لائے۔ لڑکوں کی تعلیمی حالت پر اطمینان کا اظہار کیا۔ گاؤں کے معززین سے مل کر جائزہ لیا اور یہاں آنے کو انہوں نے پسند فرمایا۔ رمضان میں صوفی صاحب اور گاؤں والوں نے ان کی تنخواہ اور رہائش کا فیصلہ کرلیا اور جس آدمی نے ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو لانے کا ذمہ لیا تھا، اس کو کہا کہ ہم تیار ہیں۔ حضرت حافظ صاحب کو رمضان المبارک کے بعد مدرسے میں بطور شیخ الحدیث کے فرائض انجام دینے کیلئے لے آؤ۔ رمضان کے بعد مدرسہ کھلا تو دس بارہ تاریخ کو حضرت حافظ صاحب تشریف لے آئے۔ آپ کے تشریف لانے کے بعد مدرسے کی شہرت و ترقی میں بہت اضافہ ہوا۔ مدرسہ کے اساتذہ، طلباء اور اہل دیہہ کو بڑی خوشی ہوئی۔ میری خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ حضرت حافظ صاحب اپنے ایک ادنیٰ شاگرد کے چلائے ہوئے مدرسے میں بطور شیخ الحدیث تشریف لائے ہیں۔ مجھے ان کی سرپرستی میں بہترین رہنمائی ملے گی اور میں آئندہ پہلے سے زیادہ بہتر طریق سے کام کرسکوں گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مجھے ان کی زیر نگرانی بے شمار فوائد حاصل ہوئے جو ان کی تشریف نہ لانے کی صورت میں کبھی حاصل نہیں ہو سکتے تھے۔ آپ کے آنے کے ساتھ جامعہ محمدیہ گوجراں والا اور دوسری جگہ کے کئی طالب علم آپ سے استفادہ کرنے کیلئے آئے۔ ان کا آنا مبارک ہوا۔ طلباء میں زیادتی اور مدرسہ کی رونق میں اضافہ کا سبب بنا۔ حضرت حافظ صاحب نے بخاری شریف اور آخری جماعت کے کچھ اسباق اپنے ذمہ لئے جو آخر سال تک نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ جاری رہے۔ اعزازی طور پر صبح کا درس اور جمعہ کا خطبہ بھی آپ ہی کے سپرد تھا۔ یہ بھی سال کے اختتام تک بحسن و خوبی جاری رہا۔ امتحانات کے ختم ہونے کے ساتھ آپ کی تشریف آوری کا ایک سال بھی ختم ہوا۔ آپ چھٹیاں گزارنے کیلئے واپس اپنے گھر گوندلاں والا تشریف لے گئے۔ پہلے پہل آپ بال بچے کے بغیر اکیلے تشریف لائے تھے۔ دو مہینے کے بعد آپ کی پسند کے مطابق ایک بہترین مکان کا انتظام ہو گیا۔ عید الاضحیٰ کی چھٹیوں کے بعد آپ اپنے اہل و عیال کو بھی ساتھ لائے اور تجویز کردہ مکان میں نزولِ اجل فرمایا۔ تنہا ہونے کی صورت میں آپ کی رہائش کا انتظام ایک صاف ستھری، آرام دہ بیٹھک میں کیا گیا تھا۔ جہاں فراغت کے وقت گاؤں کے معزز لوگ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ سے دینی اور طبی فوائد بھی حاصل کرتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ محمد اسحاق حسینوی مزید لکھتے ہیں:

نئے سال میں بھی آپ نے پچھلے سال والے مکان میں رہائش اختیار کی۔نہایت خوشی اور اطمینان کے ساتھ وقت گزرنے لگا۔اب گاؤں کے آٹھ سات لڑکے جو دینی مدرسہ کی ترقی اور کامیابی دیکھ کر پانچ پانچ، چھ چھ جماعتیں پڑھنے کے باوجود سکول چھوڑ کر اس مذہبی مدرسہ میں داخل ہو گئے۔اس کا نصاب ختم کرنے کے بعد آخری جماعت میں تھے۔ان کے اور باہر سے آنے والے لڑکوں کو آخری جماعت بخاری شریف وغیرہ کے اسباق حضرت حافظ صاحب کے پاس تھے۔نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ وقت گزرا۔سال کے آخر میں امتحان ہوئے اور رمضان المبارک کی چھٹیاں ہو گئیں۔رمضان المبارک کے ختم ہونے پر معمول کے مطابق اساتذہ اور طلباء کی آمد کا انتظار ہونے لگا۔جب مدرسہ کھلنے میں چند دن باقی رہ گئے تو حضرت حافظ صاحب کا مکتوب گرامی آیا جس میں انہوں نے آئندہ مدرسہ میں آنے سے معذوری ظاہر کی۔ (اشاعت خاص مولانا عطاء اللہ حنیف،ص ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲)

جامع مسجد مستری علم دین المعروف ٹاہلی والی مسجد گوجراں والا

یہ مسجد قریباً ۱۹۴۰ء کو مستری علم دین مرحوم نے بنائی تھی۔اس مسجد کی تعمیر کے لئے اہل محلّہ میں سے جن افراد نے جدوجہد کی ان میں مستری فضل کریم (جو کہ اس مسجد کے پہلے منتظم تھے) چوہدری محمد دین گوندل (والد چوہدری عبدالواحد) مستری عبدالرحمٰن، چوہدری صدردین انصاری (والد چوہدری عنایت اللہ) چوہدری شمس دین، مستری اللہ دین، مستری ابراہیم، میاں میراں بخش، مستری غلام رسول، مستری غلام حیدر اور مولوی اللہ دتہ شامل تھے۔چوہدری محمد دین گوندل (والد چوہدری عبدالواحد) صدردین انصاری (والد چوہدری عنایت اللہ) (انہی دو افراد کی مساعی جمیلہ سے حضرت حافظ صاحب اس مسجد میں تشریف لائے) ان تمام افراد نے دن رات محنت کر کے اس مسجد کیلئے چندہ جمع کیا اور اس کا سنگِ بنیاد رکھا۔اس وقت یہ مسجد کسی خاص مسلک کی طرف منسوب نہ تھی بلکہ تمام مکاتب فکر کے لیے یکساں تھی۔چونکہ اس مسجد کی جگہ کے مالک کا نام مستری علم دین تھا اس وجہ سے یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستری علم دین والی مسجد کے نام سے موسوم ہوئی۔ مگر یہ ٹاہلی والی مسجد کے نام سے زیادہ مشہور ہے جس کی وجہ اس کے دروازے پر ٹاہلی کا ایک درخت تھا چونکہ ابتدا میں اس کا کوئی نام نہ رکھا گیا تھا اس لئے یہ درخت ہی اس کی پہچان بن گیا۔

حضرت حافظ صاحب کی تشریف آوری

۱۹۴۵ء میں جب حضرت حافظ صاحب اوڈاں والا سے تشریف لائے تو گوجراں والا میں آبادی حاکمرائے کے قریب محلّہ چاہ چوہاناں والا میں انہوں نے ایک قطعۂ اراضی اپنی گراں سے ۸۰۰ سو روپے میں خریدا۔ جس پر انہوں نے مسجد و مدرسہ بنانے کا ارادہ کیا۔ اس جگہ کی بنیادیں کھودی گئیں اور کام شروع کروانا چاہا۔

چونکہ اوڈاں والا جانے سے پہلے حضرت حافظ صاحب کو مدرسہ محمدیہ (چوک نیائیں) سے اس مقدمے کی وجہ سے (جس کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں کیا گیا ہے) فارغ کردیا گیا۔ اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہوئے کہ چوہدری محمد دین گوندل (والد چوہدری عبدالواحد) صدر دین انصاری (والد چوہدری عنایت اللہ) نے حضرت حافظ صاحب کو مشورہ دیا آپ ہماری مسجد میں تشریف لائیں اور یہاں آ کر طلبہ کو پڑھالیں۔ لہٰذا حافظ صاحب نے ان کا مشورہ قبول کیا اور اس مسجد میں تشریف لے گئے اور یہاں مدرسہ اعظمیہ قائم کیا۔ بعد ازاں اراکین ٹاہلی والی مسجد کو بے شمار دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا مگر انہوں نے ہر مشکل حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور حضرت حافظ صاحب کا بھرپور ساتھ دیا۔

اس کے بعد (جامعہ سلفیہ، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) کا دور نکال کر حضرت حافظ صاحب تا زندگی فجر، ظہر، عصر، مغرب کی نمازیں اسی مسجد میں پڑھاتے رہے اور عشاء کی نماز جامع مسجد مسلم اہل حدیث اور جامع مسجد ملک لعل خاں والی نوشہرہ روڈ (جو کہ آپ کی رہائش کے قریب تھیں) میں پڑھتے رہے۔ ۱۹۴۹ء تک خطبہ جمعۃ المبارک جامعہ رشیدیہ (نزد گھنٹہ گھر) میں ارشاد فرماتے رہے۔ بعد ازاں جامعہ اسلامیہ میں بھی خطبہ جمعہ کا سلسلہ جاری رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱رذوالحجہ۱۳۹۶ھ،۳؍دسمبر ۱۹۷۶ءکو بروز جمعۃ المبارک ٹاہلی والی مسجد کی توسیعی تعمیر کا سنگ بنیاد حضرت حافظ محمد گوندلویؒ نے رکھا اور اس میں پہلا جمعۃ المبارک کا خطبہ بھی آپ نے ارشاد فرمایا۔اب یہ مسجد بہت بڑے رقبہ پر مشتمل ہے اور اس میں تعلیم نسواں کے لیے مدرسہ بھی قائم ہے۔ایک عظیم الشان لائبریری بھی ہے۔جس کے انچارج صوفی نذیر احمد شاکر بھلروی تھے جو وہاں بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم بھی دیتے تھے۔حضرت حافظ صاحب کے خاص تلامذہ میں سے تھے اور بہت شریف النفس عالم دین تھے۔افسوس اکتوبر ۲۰۱۱ءکو وہ اچانک وفات پاگئے۔

اس کے علاوہ عرصہ ۲۵ سال تک چوہدری عبدالواحد گوندل ترجمۃ القرآن کلاس پڑھاتے رہے ہیں۔چوہدری صاحب عرصہ دراز سے جماعتی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور کافی متحرک شخصیت کے مالک ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت پیدا فرمائے (آمین)

چوہدری صاحب کے رفیق حاجی عنایت اللہ انصاری اور دیگر احباب مسجد کے نظم ونسق کا خیال رکھتے ہیں۔خطبہ جمعۃ المبارک مولانا فاروق اصغر صارم ارشاد فرماتے تھے (افسوس کہ ۱۲؍جولائی ۲۰۰۶ءکو وہ ایک ٹریفک حادثہ میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے)۔مرحوم بہت اچھے خطیب، مصنف اور مدرس تھے۔اللہ تعالیٰ ان کی اگلی منزلوں کو آسان فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں جگہ دے (آمین) ان کی وفات کے بعد جماعت کے نوجوان خطیب مولانا عثمان سلفی صاحب خطبہ جمعہ ارشاد فرمارہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ٹاہلی والی مسجد کے ارکان نے حضرت حافظ صاحب کی قدران کے مقام ومرتبہ کے مطابق کی اور انہیں وہ حیثیت دی جس کے وہ مستحق تھے۔انہی لوگوں کی محبت تھی کہ حضرت حافظ صاحب نے تادم زیست ان کا اور ان لوگوں نے حافظ صاحب کا ساتھ نہ چھوڑا۔اس کی بین دلیل یہ ہے کہ حضرت حافظ صاحب کے دور تدریس سے لے کر آج تک جامعہ اسلامیہ (گوجراں والا) کے چند طلباء طعام وضیافت کے لیے اس مسجد میں آتے ہیں اور یہ رابطہ بدستور قائم ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین ارکان مسجد کی کوششوں کو قبول فرمائے اور موجودین ارکان کے جان و مال میں برکت عطا فرمائے اور ان کو اسی طرح دین کی خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے جس طرح مرحومین کرتے رہے۔ (آمین)

اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت حافظ صاحب کن حالات میں اس مسجد میں تشریف لائے اب مسجد میں ان کی تدریسی نوعیت کیا تھی؟

اس کے متعلق حافظ صاحب کے شاگرد رشید مولانا ابوالبرکات احمد لکھتے ہیں:

"۱۹۴۸ء یا ۱۹۴۹ء کی بات ہے کہ اس چھوٹی سی مسجد میں درس الاعظم قائم تھا، جہاں بڑے بڑے مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ حضرت گوندلویؒ سے صحیح بخاری، موطا امام مالک، شرح العقائد، مسلم الثبوت اور سراجی پڑھا کرتے تھے۔ دوران درس بڑے بڑے علمی مسائل زیر بحث آتے۔ حضرت حافظ صاحب بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ رموز نکات بیان فرماتے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ علم کا ایک سمندر ہے جو تسلسل اور روانی کے ساتھ بہہ رہا ہے اور طلبہ علمی موتیوں سے اپنے دامن بھر رہے ہیں" (الاعتصام اشاعت خاص: ص ۴)

۱۹۴۹ء تک حضرت حافظ صاحب ٹاہلی والی مسجد میں تشنگان علم کی پیاس بجھاتے رہے۔ اس دوران بے شمار تلامذہ اور اہل علم نے آپ سے استفادہ کیا جس کا اثر آج تک اہل محلّہ میں پایا جاتا ہے۔ چونکہ حافظ صاحب کا لگاؤ اس مسجد سے بہت زیادہ تھا اسی لئے آخر وقت تک آپ اس مسجد کے امام بھی رہے۔

جامعہ اسلامیہ گوجراں والا ۱۹۴۹ء تا ۱۹۵۵ء

۱۹۴۹ء میں گوجراں والا کی ایک تاجر شخصیت حاجی محمد ابراہیم انصاری (مرحوم) اور ان کے برادران نے ایک مدرسہ کے اجراء کا منصوبہ بنایا۔ اس منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے انہوں نے بڑی تگ و دو کی۔ آخر یہ منصوبہ کامیاب بنانے کے لئے انہوں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کو زحمت دی۔ ۱۹۴۹ء میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ نے اس کا سنگ بنیاد رکھا اور عشاء کی نماز کے بعد مولانا میر سیالکوٹی کا خطاب ہوا۔ مسجد حاضرین سے بھری ہوئی تھی۔ آپ نے اپنے خطاب میں جامعہ اسلامیہ کے اجراء پر بڑی مسرت کا اظہار کیا اور منتظمین مدرسہ کو مبارک باد دی۔ حاجی ابراہیم انصاری اور ان کے رفقاء نے اس پودے کی آبیاری کے لئے حضرت حافظ صاحب کے بابِ علم پر دستک دی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت حافظ صاحب سے درخواست کی کہ آپ ہمارے مدرسے کی سرپرستی فرمائیں۔ چنانچہ حافظ صاحب نے وہاں شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دیئے۔

اس صورتحال پر حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے بڑی مسرت کا اظہار کیا اور حاضرین جلسہ سے فرمایا کہ آپ بڑے خوش قسمت لوگ ہیں کہ آپ کو حضرت حافظ صاحب جیسی علمی شخصیت اس مدرسہ کے لئے مل گئی اور اس دوران مولانا میر سیالکوٹی نے حضرت حافظ صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور حاضرین سے فرمایا کہ ہماری پوری جماعت میں علم وفضل میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

اس مدرسہ کے پہلے صدر منتظم حاجی محمد عبداللہ انصاری برادر کبیر حاجی ابراہیم انصاری تھے۔ دوسرے دور کے صدر حاجی ابراہیم انصاری تھے۔ تیسرے دور کے صدر منتظم حاجی محمد اسحاق انصاری (فرزند ارجمند حاجی ابراہیم) تھے اور موجود دور کے صدر منتظم جناب عثمان بن حاجی ابراہیم (سابق صوبائی وزیر تعلیم) ہیں۔ جامعہ کے ان ادوار میں جن شخصیات نے شیخ الحدیث کی مسند کو سنبھالا بالترتیب یہ ہیں:

حضرت حافظ محمد گوندلویؒ (متوفی ۱۹۸۵ء)

مولانا ابوالبرکات احمد مدراسیؒ (متوفی ۱۹۹۲ء)

مولانا فاروق احمد راشدی (تاحال)

جامعہ میں آفتاب علم (حافظ محمد گوندلویؒ)

حضرت حافظ صاحب کی علمی فیاضیوں کا دور دور تک چرچا تھا اور ملک بھر سے طلباء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استفادہ کرنے کے لئے ان کے آستانہ علم پر دستک دیتے تھے اور حضرت حافظ صاحب کو تمام علمائے کرام میں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، انہی خوبیوں کو دیکھتے ہوئے حاجی ابراہیم انصاری نے حضرت حافظ صاحب کو اپنے مدرسہ میں تدریس کے آغاز کے لئے دعوت دی۔ حضرت حافظ صاحب شروع دن سے ہی جامعہ اسلامیہ کے ساتھ منسلک ہوگئے تھے۔ حافظ صاحب کے جو علمی معمولات جامعہ میں رہے ان کے متعلق مولانا ابوالبرکات احمد رقم طراز ہیں۔

جامعہ میں پانچ سال تک صرف منتہی طلبہ کی تدریس کا انتظام تھا۔ موصوف (حضرت حافظ صاحب) فارغ التحصیل طلبہ کو مذکورہ بالا کتابیں پڑھایا کرتے تھے اور راقم الحروف (مولانا ابوالبرکات) طلبہ کو فاضل عربی کی تیاری کراتا تھا۔ دیگر کتابوں کے ساتھ ساتھ حجۃ اللہ البالغہ اور الشمس البازغہ وغیرہ کتابیں بھی شامل تھیں۔

پانچ سال کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ دیگر مدارس کے انتظار کی بجائے اپنے طلبہ تیار کرنے چاہئیں۔ چنانچہ آٹھ سالہ نصاب کے مطابق تعلیم وتدریس کا انتظام کیا گیا۔ حسب ضرورت اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئیں۔ حضرت گوندلوی ؒ کی سرپرستی کی وجہ سے جامعہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی۔ (الاعتصام حافظ محمد گوندلوی ؒ نمبر)

حضرت حافظ صاحب نے جامعہ اسلامیہ میں دوبار پڑھایا۔ ۱۹۴۸ء تا ۱۹۵۶ء۔ پہلے دور کا اختتام اس وقت ہوتا ہے جب ارکان جمعیت اہل حدیث حضرت حافظ صاحب کو بزور اصرار پر حاجی ابراہیم سے مانگ کر لے گئے۔ اور دوسرا دور ۱۹۶۶ء تا ۱۹۷۰ء کا ہے جو کہ مدینہ یونیورسٹی سے واپسی کے بعد کا دور ہے

جامعہ سلفیہ (لائل پور) فیصل آباد

مرکزی جمعیت کے قیام کے تھوڑا عرصہ بعد اکابر جمعیت کے ذہنوں میں یہ بات گردش کرنے لگی کہ ایک مرکزی دارالعلوم قائم کیا جائے جس میں دور حاضر کو سمجھنے اور اس کی روشنی میں فریضہ تبلیغ ادا کرنے والے مبلغ و مصنف اور مقرر و خطیب تیار کئے جاسکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ایک بنیادی منصوبہ تھا مگر حالات کی رفتار کچھ ایسی رہی کہ اس پر عمل نہ ہو سکا۔ اپریل ۱۹۵۴ء کو جمعیت کی کانفرنس جو ملتان میں منعقد ہوئی اس میں اس منصوبے کو حتمی شکل دینے کا فیصلہ کیا گیا اور طے پایا کہ لائل پور کانفرنس کے موقع پر آخری فیصلہ کر لیا جائے کہ دارالعلوم کہاں قائم کیا جائے۔ ارکان جمعیت نے مختلف شہروں میں اس قیام کے مشورے دیئے۔ مولانا داؤد غزنویؒ نے لاہور میں، میاں محمود علی قصوری نے قصور میں اور مولانا عبیداللہ احرار نے لائل پور (فیصل آباد) میں اس کے اجراء کا مشورہ دیا۔ آخرکار لائلپور میں دارالعلوم قائم کرنے کا حتمی اور آخری فیصلہ کر لیا گیا اور اس کا نام مولانا محمد حنیف ندویؒ نے جامعہ سلفیہ رکھا۔

۴/اپریل ۱۹۵۵ء کو جامعہ سلفیہ کی پہلی بنیادی اینٹ میر حکیم نورالدینؒ نے رکھی اس کے بعد صوفی محمد عبداللہ (ماموں کانجن والے) اور میاں محمد باقر (جھوک دادو) نے ایک ایک اینٹ رکھی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ نے اس موقع پر نہایت مؤثر اور پرسوز تقریر فرمائی۔ اور جمعیت کے صدر مولانا داؤد غزنوی نے بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھائے اور خشوع وخضوع کے ساتھ لمبی دعا فرمائی۔

یہ جگہ شیخوپورہ روڈ پر اس وقت فیصل آباد سے تین میل کے فاصلے پر تھی۔ اس کے بالمقابل کوٹ امین تھا۔ لیکن اب فیصل آباد شہر کے وسیع ہونے کی وجہ سے شہر کے اندر شامل ہے۔ ۲/اپریل ۱۹۵۵ء کو مولانا داؤد غزنویؒ کی صدارت میں ایک تعلیمی کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں ایک تعلیمی سب کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے معزز ارکان حسب ذیل ہیں:

حافظ محمد گوندلویؒ، مولانا عبدالجبار کھنڈیلویؒ، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ، حافظ محمد اسحاق حسینوی، مولانا معین الدین لکھوی، ملک عبدالعزیز (ملتان) اور ماسٹر محمد رفیق (کھڈیاں خاص)۔ جامعہ سلفیہ کی تعمیر تک دارالعلوم تقویۃ الاسلام کی بلڈنگ شیش محل لاہور میں رہا۔ ۲۲/جون ۱۹۵۶ء کو جامعہ سلفیہ کے ثانوی درجے کا افتتاح لائل پور کی جامع مسجد اہل حدیث (امین پور بازار) میں کیا گیا۔ اکتوبر ۱۹۵۶ء میں جامعہ سلفیہ کا تعمیری کام تیزی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شروع ہو گیا اور آہستہ آہستہ درس وتدریس کا بھی۔

۱۹۵۵ء سے ۱۹۶۱ء تک مولانا داؤد غزنویؒ جامعہ سلفیہ کمیٹی کے صدر رہے۔

۱۹۶۱ء میں میاں فضل حقؒ کو جامعہ سلفیہ کمیٹی کا صدر بنایا گیا۔ میاں صاحب کی وفات کے بعد ان کے بیٹے میاں نعیم الرحمٰن طاہر کو جامعہ سلفیہ ٹرسٹ کمیٹی کا صدر بنالیا گیا۔ میاں نعیم الرحمٰن طاہر نے طویل علالت کے بعد ۲۴؍اپریل ۲۰۱۱ء کو وفات پائی۔ ان کی وفات کے بعد حاجی محمد بشیر صاحب کو اس کا صدر بنایا گیا ہے۔ گزشتہ کئی سال سے جناب چوہدری محمد یسین ظفر جامعہ میں مہتمم کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ جامعہ سلفیہ میں پاکستان، آزاد کشمیر اور بیرون ممالک کے بہت سے طلباء تحصیل علم میں مشغول ہیں۔ ان کے قیام و طعام کی ذمہ داری جامعہ سلفیہ کے ذمہ ہے۔ جامعہ سلفیہ کا بہت اچھا کتب خانہ ہے، جو تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، سیاسیات، اقتصادیات اور درسیات وغیرہ کی ہزاروں کتابوں پر مشتمل ہے۔ کتابیں قرینے اور سلیقے سے موضوع وار رکھی گئی ہیں۔ جامعہ سلفیہ کے مہتمم جناب چوہدری محمد یٰسین ظفر ہیں۔ اب تک جامعہ سلفیہ کی مسند شیخ الحدیث پر جو اصحاب علم متمکن رہے ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

۱۔ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ
۲۔ حضرت حافظ محمد گوندلویؒ
۳۔ حافظ محمد عبداللہ بڈھیمالویؒ
۴۔ مولانا محمد عبدہٗ الفلاحؒ
۵۔ پیر محمد یعقوب الہاشمیؒ
۶۔ مولانا سلطان محمودؒ
۷۔ حافظ ثناء اللہ المدنی حفظہ اللہ
۸۔ مولانا محمد صدیق بلوچؒ
۹۔ مولانا عبدالعزیز علوی تاحال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب کی تشریف آوری

جامعہ سلفیہ فیصل آباد چوں کہ جماعت کی مرکزی درس گاہ تھی، لہٰذا اس میں شیخ الحدیث اور صدر مدرس کے منصب کے لئے بڑی علمی شخصیت کی ضرورت تھی۔

چنانچہ اس عہدہ جلیلہ کے لئے اراکین جماعت کی نگاہ میں حضرت حافظ صاحبؒ کے علاوہ کوئی دوسری شخصیت نہ تھی، اسی وجہ سے حضرت مولانا داؤد غزنویؒ، حضرت مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ اور حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ گوجراں والا میں حاجی محمد ابراہیم انصاریؒ کے پاس تشریف لائے جو کہ جامعہ اسلامیہ کے صدر منتظم تھے۔

حضرت سید داؤد غزنویؒ نے حاجی ابراہیم صاحبؒ سے فرمایا ہم آپ سے ایک سوال کرنے آئے ہیں، حاجی ابراہیم صاحبؒ حیران ہو گئے کہا حضرت آپ کیا چاہتے ہیں؟ حکم فرمائیں، ہم حاضر ہیں مولانا نے مزید فرمایا وعدہ کرو جو مانگوں گا وہ دیں گے۔

حاجی صاحب نے وعدہ کیا تو مولانا نے کہا ہم آپ سے حافظ محمد گوندلویؒ کو جامعہ سلفیہ (فیصل آباد) کے لئے مانگنے آئے ہیں۔ وہ جماعت کا مرکزی مدرسہ ہے اور حضرت حافظ محمد گوندلویؒ کے بغیر نہیں چل سکتا۔ یہ سن کر حاجی صاحب کچھ دیر کے لئے خاموش رہے اور سوچنے لگے۔ پھر کہا کہ حضرت جی تو نہیں چاہتا کہ حضرت حافظ صاحب جیسی اعلیٰ شخصیت کے فیض سے ہم اپنے آپ کو محروم کرلیں مگر چونکہ آپ ہمارے امیر ہیں اور سوال بھی جماعت ہی کی خاطر کر رہے ہیں، اس لئے ہم جماعت کی خاطر قربانی دینے کو تیار ہیں۔ اس طرح مولانا داؤد غزنویؒ نے حاجی صاحب مرحوم کو حافظ صاحب کو جامعہ سلفیہ لے جانے پر آمادہ کرلیا۔

حضرت حافظ صاحب کی آمد سے متعلق اس دور میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم تعلیمات مولانا محی الدین احمد قصوری نے ۱۰ر مئی ۱۹۵۷ء کے ''الاعتصام'' لاہور کے ذریعے جماعت کو ان الفاظ میں مطلع فرمایا:

''ہم پورے وثوق اور دلی مسرت کے ساتھ اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیرینہ خواب کی تعبیر نصف شوال تک بروئے کار آجائے گی۔یعنی جامعہ سلفیہ کی اعلیٰ جماعتوں کا افتتاح لائل پور میں عمل میں آرہا ہے، جیسا کہ جماعت کے اکابرین کی آرزو تھی۔ یہ درس گاہ ان شاء اللہ پوری جماعت کی مرکزی درس گاہ ہوگی جو اس کمی کو جو بعض گزشتہ حوادث کی بناء پر ہمارے ہاں واقع ہوگئی تھی۔ جلد سے جلد پورا کرنے میں کامیاب ہوگی اور اس کے علمی فیوض سے نہ صرف مغربی پاکستان بلکہ ملک کے دوسرے گوشے بھی مستفید ہوسکیں گے۔ ہماری کوشش ہوگی اور ہماری دعا ہے کہ یہاں کے فارغ التحصیل نہ صرف اعلیٰ درجہ کے مدرس بھی ہوں بلکہ وہ نہائت اعلیٰ قسم کے مبلغ اور اونچے پایہ کے مصنف بھی ہوں۔

اس راہ کی سب سے بڑی مشکل جو آج تک ہماری سنگ راہ ہے ممتاز اساتذہ کا ملنا تھا۔سو خدائے لم یزل ولایزال کا ہزار ہزار شکر ہے کہ چند ایسے بزرگوں نے اس کی مسند درس کو مزین ومشرف فرمانے کا وعدہ فرمالیا ہے، جو اس وقت نہ صرف ہماری جماعت میں ممتاز علمی حیثیت رکھتے ہیں بلکہ ان کی علمی قابلیت پورے ہندوستان میں مسلمہ ہے۔سب سے پہلے ہم حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی کے ممنون احسان ہیں، جنہوں نے اپنی گونا گوں مصروفیتوں کے باوجود جامعہ سلفیہ میں مسند حدیث کو شرف پذیرائی عطا فرمایا ہے۔اس کے ساتھ ہم حاجی ابراہیم صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ وصدر بلدیہ گوجراں والا کے بھی بے حد ممنون احسان ہیں جنہیں نے جماعتی مقاصد اور جماعتی ضروریات کی اہمیت کے پیش نظر زبردست ایثار سے کام لیا اور انہوں نے حافظ صاحب موصوف کو اپنی درس گاہ (جامعہ اسلامیہ) چھوڑ کر جامعہ سلفیہ (لائل پور) میں شرکت فرمائی کو بطیّب خاطر منظور کرلیا ہے

خلق از جزائے خیر تو دادن مقصد اند
پروردگار خلق تو اند جزائے تو

حضرت حافظ صاحب کے ساتھ ہمیں مولانا محمد عبدہ کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے ہماری گزارشات کو شرف قبولیت فرما کر جامعہ سلفیہ (لائل پور) کے طلبہ کو اپنے علوم سے بہرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ور فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جن لوگوں کو مولانا موصوف سے تعارف ہے انہیں بخوبی معلوم ہے کہ مولانا علمی دنیا میں اپنا ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اسی سلسلے میں ہم نے مولانا معین الدین لکھوی مہتمم جامعہ محمدیہ اوکاڑہ سے بھی امید رکھتے ہیں کہ وہ جماعتی مقاصد اور جماعت کی مرکزی درس گاہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے اسی فراخ دلی سے کام لیں گے جس کا ثبوت حاجی صاحب موصوف نے دیا ہے۔

معقولات اور علوم فقہ کی تعلیم و تدریس کے لئے مولانا داؤد غزنوی نے اپنے مدرسہ کی بزرگ ہستی یعنی مولانا شریف اللہ صاحب کے فیوض علمیہ کی خدمات ایک سال سے جامعہ سلفیہ کے سپرد کر رکھی ہیں۔ مولانا شریف اللہ صاحب کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں، ہندوستان بھر کے علمی حلقے ان سے بخوبی واقف ہیں مولانا صاحب تمام علوم بالخصوص فقہ، اصول فقہ، منطق، فلسفہ، کلام وغیرہ علوم میں استاذ الاساتذہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ ہم شکر گزار ہیں کہ مولانا شریف اللہ صاحب نے بھی جامعہ سلفیہ (لائل پور) میں تشریف لے جانے کے متعلق ہماری گزارشات کو قبول فرمالیا ہے۔

اس کے بعد جامعہ سلفیہ میں آغازِ تدریس، جامعہ کی تعمیر و ترقی اور حضرت حافظ صاحب کی آمد اور حضرت حافظ صاحب کی جامعہ میں مصروفیات کے بارے میں مولانا عبدالخالق قدوسی اپنے ایک مضمون 'امام حافظ محمد گوندلویؒ اور جامعہ سلفیہ'' میں لکھتے ہیں:

> ''اگرچہ ۱۹۵۷ء کے شروع میں ہی جامعہ سلفیہ کی تعلیم کا آغاز ہو چکا تھا اور ۲۴ کمروں کا پہلا بلاک زیر تعمیر تھا لیکن اس عمارت میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ ناممکن تھا۔ اس لئے سر دست تمام کلاسوں کا اجرا جامع اہل حدیث امین پور بازار میں کر دیا گیا۔''

۱۷ ر شوال ۱۳۷۶ھ ۔ ۱۸ ر مئی ۱۹۵۷ء کو جامع اہل حدیث میں افتتاحی اجلاس ہوا جس میں حضرت سید داؤد غزنوی اور حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی نے اظہار خیال فرمایا۔ اس کے بعد امام گوندلویؒ نے شیخ الجامعہ کی حیثیت سے بخاری شریف کا درس دیا جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کا جامعہ سلفیہ میں پہلا درس تھا۔

مزید لکھتے ہیں:

''کہا تو یہ جاتا ہے کہ ۱۹۵۷ء کو جامعہ سلفیہ کی تعمیر کا کام شروع ہوا اور جامعہ اپنی عمر کے تیسرے سال میں ۱۹۵۸ء میں اپنی بلڈنگ میں منتقل ہو گیا لیکن اس بے در و دیوار بلڈنگ کی صحیح کیفیت وہی لوگ جانتے ہیں جنہوں نے اسے بچشم خود دیکھا ہے۔ چھتوں سے محروم چند ٹوٹی ہوئی دیواریں جن پر جامعہ سلفیہ کی عمارت کی تہمت تھی یا چند ایک ڈھانچے کمروں کے تھے جو عرصہ سے دروازوں اور کھڑکیوں کو ترس رہے تھے۔ زندگی کی ہر سہولت سے محروم زمین کا یہ ٹکڑا دور دور تک پھیلے ہوئے صحرا کا ایک حصہ تھا جس کی کل کائنات ریت کے ٹیلوں اور خودرو خاردار جھاڑیوں کا یہ سلسلہ دور تک چلا گیا تھا۔ برسات کے بعد بعض لوگ بارانی کی فصل بو لیتے باقی سارا سال زمین خالی پڑی رہتی۔ گرمیوں میں جب گرم اور تیز ہوا چلتی تو اس میں کانٹے دار جھاڑیاں اور ریت کی کافی مقدار شامل ہو جاتی۔ تیز آندھی میں جو کیفیت ہوتی ہوگی اس کا اندازہ آپ بآسانی لگا سکتے ہیں۔ ان دنوں نماز کے لئے کوئی باقاعدہ جگہ نہیں تھی۔ ریت کے فرش پر کھلے میدان میں ہمارے شیخ امام گوندلوی ؒ ہمیں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ بارہا ایسا ہوتا کہ عین دوران نماز تیز آندھی ریت اور جھاڑیوں سے مسلح ہو کر ہم پر حملہ کر دیتی۔ کانٹوں کی چبھن اور ریت کے ذرات کا آنکھوں پر حملہ ہم اب تک نہیں بھولے۔ لیکن ہمارے شیخ کی کیفیت بالکل مختلف تھی جب وہ نماز میں کھڑے ہو جاتے تو وہ گرد و پیش کے حالات سے لاتعلق ہو جاتے۔ شدید ترین آندھی میں بھی ان کے خشوع وخضوع اور معمولات میں کبھی فرق نہیں آیا، نہ تو انہوں نے ان حالات سے متاثر ہو کر کبھی قراءۃ مختصر کی اور نہ سجدہ اور رکوع میں جلدی کی بلکہ نماز کے بعد نوافل اور وظائف کا جو معمول تھا اس میں بھی کبھی فرق نہیں آنے دیا۔ بہر حال یہ دوسرا موضوع ہے۔ تو میں ذکر کر رہا تھا کہ ہمارے شیخ اور ان کے رفقاء نے کن حالات میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا اور اپنے خلوص اور مقصد سے (جنون کی حد تک لگاؤ نے) کس طرح جنگل میں منگل کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سماں پیدا کر دیا۔

جامعہ کی تدریسی اور تعمیری صورت حال بیان کرنے کے بعد آگے لکھتے ہیں:

''ہمارے شیخ نے انتہائی نامساعد حالات میں مسلسل کئی سال جامعہ سلفیہ کی ٹوٹی پھوٹی دیواروں کے سائے میں بیٹھ کر طلبہ کو درس دیا اور کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لائے طلبہ نے شیخ کا پورا پورا اتباع کیا۔ ان کی اول و آخر توجہ حصول علم پر مرکوز رہی شیخ کی برکت سے یہ شدائد و مشکلات اپنی حیثیت کھو چکے تھے اور طلبہ نے حضرت کی صحبت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور یہ بات بلا خوف و تردید کہی جا سکتی ہے کہ حضرت کے اس دور کے تلامذہ کی واضح اکثریت اس وقت علمی دنیا میں اپنا ایک خاص مقام رکھتی ہے۔''

پھر جامعہ سلفیہ میں ''حضرت کی مجلس کی اثر آفرینی'' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''حضرت حافظ صاحب کو علم اور اس کے ساتھ عمل اور ذکر و فکر کے جس اعلیٰ مقام پر اللہ تعالیٰ نے سرفراز فرمایا اس کا صحیح ادراک وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں کچھ عرصہ آپ کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا ہے اور جامعہ سلفیہ کے طلبہ کو یہ موقع نصیب ہوا کہ حضرت کئی سال ان میں گھل مل کر رہے اور آپ کا قیام جامعہ میں طلبہ کی طرح ہی تھا اور آپ کھانا بھی وہی کھاتے جو طلبہ کے لئے پکتا تھا۔ پانچوں وقت کی نمازیں آپ خود پڑھاتے مغرب کے بعد عشاء کی نماز تک طلبہ آپ کے کمرے میں بلا تکلف جا سکتے تھے۔ بظاہر یہ مجلس آپ کی ٹانگیں دبانے کے لئے ہوتی لیکن اس وقت آپ کے پاس بیٹھ کر اور آپ کی باتیں سن کر جو طبیعت میں سکون اور یاد خداوندی کے لئے دل میں جذبہ پیدا ہوتا وہ ایک ایسی کیفیت تھی جس کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں جو قلم کی زبان پر لا کر اس کی صحیح تعبیر کر سکوں۔''

حضرت حافظ محمد گوندلویؒ ۱۹۵۷ء کو جامعہ سلفیہ فیصل آباد تشریف لائے تو وہاں پر آپ کو صحیح بخاری، موطا امام مالک، حجۃ اللہ البالغہ، مسلم الثبوت، سراجی اور شرح العقائد جیسے اہم اسباق تفویض کئے گئے۔

اس دور میں جامعہ کی انتظامیہ بھی نہ صرف علم دوست بلکہ صاحب علم تھی۔ جامعہ سلفیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمیٹی میں اہل علم کی کثرت بلکہ اکثریت تھی، جس کے صدر حضرت سید داؤد غزنوی تھے جن کی ذات پر علم و عمل کو ناز تھا۔آپ خود صاحب ذوق تھے اصحاب ذوق کی قدر کرتے تھے۔اسی لئے آپ نے اس دور کے اساطین علم کو جامعہ میں جمع کر دیا تھا جس سے جامعہ میں روحانیت کی ایک چھوٹی سی دنیا آباد ہوگئی جس کی آبیاری میں اس وقت کے مہتمم حضرت مولانا محمد اسحاق چیمہ صاحب کا کافی دخل تھا۔

جامعہ سلفیہ میں جن تلامذہ نے آپ سے استفادہ کیا ان کا ذکر تلامذہ کے باب میں آئے گا۔

جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم دال بازار گوجراں والا

تقریباً ۱۸۹۰ء کے پس و پیش محلہ حاجی پورہ کے میاں محمد دین (جو کہ بعد مرزائی ہو گئے تھے) کی زوجہ عمر بی بی (جو کہ مسلکاً اہل حدیث تھیں) نے اپنی اراضی واقع دال بازار کا کچھ حصہ مسجد کے لئے از خود وقف کر دیا اور اپنی گرہ سے اس کی تعمیر کروانے کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔

محلہ حاجی پورہ کے مولوی حکیم محمد عبداللہ صاحب کو مسجد کا متولی مقرر کیا گیا اور انہی کی زیر نگرانی تعمیر کا کام تکمیل کو پہنچا۔تعمیر مکمل ہوگئی تو مولانا محمد بکنویؒ (مدرس مدرسہ بمبانوالہ) گوجراں والا تشریف لائے اور مسجد دال بازار میں خطبہ جمعۃ المبارک دینا شروع کر دیا۔اس وقت تک شہر میں اہل حدیث کی دو مسجدوں میں خطبہ جمعہ ہوتا تھا۔

اس کے بعد مولانا محمد بکنویؒ کسی وجہ سے کوئٹہ تشریف لے گئے تو ان کی جگہ پر مولانا حکیم محمد عبداللہ صاحب نے خطبہ دینا شروع کیا اور آخری دم تک وہ اس منبر پر جلوہ افروز رہے۔

حکیم محمد عبداللہ کے بعد شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب سمیت متعدد علمائے کرام جن میں حافظ عبدالمنان نور پوری، قاضی مقبول احمد اور مولانا عبدالرحمٰن واصل شامل ہیں، اس مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔آج کل مولانا محمد عبداللہ صاحب کے صاحبزادے حافظ محمد عمران عریف خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

جامعہ شرعیہ کی وجہ بنیاد!

۱۹۶۱ء میں حکومت پاکستان کی طرف سے کوئٹہ میں ریفریشر کورس کے لئے اکیڈمی قائم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی گئی تو مولانا محمد عبداللہ صاحب بھی اس کورس میں شریک ہوئے۔ اس دور میں مولانا محمد عبداللہ صاحب مدرسہ محمدیہ (چوک نیائیں) میں مدرس تھے۔ اکیڈمی کی مصروفیات کی وجہ سے تدریسی سرگرمیوں میں کمی واقع ہونے لگی جو کہ مدرسہ محمدیہ کی انتظامیہ کو ناگوار گزری۔ انہوں نے مولانا کو مدرسہ سے فارغ کردیا۔ مولانا محمد عبداللہ اس وقت دال بازار مسجد میں خطیب تھے۔ انہوں نے محلہ حاجی پورہ اور لوہا بازار کے چند رفقاء کی مساعی سے چوک دال بازار میں کرایہ پر جگہ لے کر دارالحدیث مدینۃ العلم کا اجراء کرلیا۔

فروری ۱۹۶۳ء میں اس جامعہ کی ابتداء ہوئی۔ شوال ۱۳۸۲ھ مارچ ۱۹۶۳ء کو حافظ محمد عبداللہ روپڑیؒ اور حضرت حافظ محمد گوندلویؒ نے تعلیم کا آغاز کیا۔ اس دارالعلوم کی انتظامیہ کا نام ''اخوان اہلحدیث'' رکھا گیا تھا۔ اس کے اراکین میاں عبدالستار مرحوم (ستارہ فیکٹری والے) حاجی غلام محمد (رنگ والے) محمد حسین پہلوان اور خزانچی حاجی عبدالرحمٰن ناگی (راقم کے دادا) تھے۔ دال بازار میں جب مدرسے کا آغاز ہوا تو دوسری طرف حاجی غلام محمد (رنگ والے) نے دارالعلوم کیلئے جی ٹی روڈ (کنگنی والا) پر ایک ایکڑ زمین مولانا کو مدرسے کے لئے دے دی اور وہاں چند کمرے تعمیر کر کے تدریس کا سلسلہ شروع کردیا گیا۔ جس کے ٹھیکیدار شیر محمد اور خزانچی حاجی عبدالرحمٰن ناگی مرحوم تھے۔ ۱۹۶۵ء میں مدرسہ کی تعمیر مکمل ہوئی تو مولانا نے مدرسہ دال بازار سے کنگنی والا منتقل کردیا۔ جس کا افتتاح سید ابوبکر غزنویؒ اور حافظ عبدالقادر روپڑیؒ نے کیا۔

۱۹۶۸ء میں مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی وفات کے بعد مولانا محمد عبداللہ نے مدرسہ محمدیہ (چوک نیائیں) کا انتظام وانصرام سنبھالا تو جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم کو اپنے استاذ مکرم کی عظیم درس گاہ میں مدغم کردیا اور اسے جامعہ محمدیہ کا نام دیا اس طرح جامعہ شرعیہ کی مدت حیات صرف چار سال پر محیط ہے۔

حضرت حافظ صاحبؒ کی آمد

اس دور میں حضرت حافظ صاحبؒ جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں مسند شیخ الحدیث پر متمکن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ہفتے کے بعد فیصل آباد سے گھر تشریف لاتے اور ایک دن جمعہ کا گزار کر واپس چلے جاتے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر مولانا محمد عبداللہ نے حضرت حافظ صاحبؒ سے گزارش کی کہ آپ اب بوڑھے ہوگئے ہیں اور آپ سفر کی صعوبتیں بھی برداشت نہیں کر سکتے لہذا آپ میرے مدرسے میں تاحیات شیخ الحدیث کی مسند پر تشریف لائیں۔ چنانچہ حضرت حافظ صاحبؒ نے مولانا محمد عبداللہ کی گزارش قبول فرمائی اور دارالحدیث مدینۃ العلم (جامعہ شرعیہ) واقع چوک دال بازار میں شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت حافظ صاحبؒ کو الجامعۃ الاسلامیہ سے دعوت تدریس آئی جو آپ نے قبول فرمالی۔ ادھر جامعہ کے طلباء کے اسباق بخاری کافی حد تک باقی تھے۔ تو مولانا محمد عبداللہ صاحب نے حضرت حافظ صاحبؒ سے پوچھا کہ بخاری کے اسباق کا کیا کرنا ہے۔ تو حضرت حافظ صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ اسباق میں ان شاء اللہ چند دنوں میں پڑھادوں گا۔ آپ طلباء کو عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد علم دین والی (ٹاہلی والی) میں بھیج دیا کریں، حافظ صاحبؒ نے مختصر عرصے میں بخاری شریف مکمل کروادی۔ پھر مولانا محمد عبداللہؒ نے حافظ صاحبؒ سے کہا کہ آپ نے مجھ سے اس مدرسہ میں تاحیات رہنے کا وعدہ فرمایا تھا؟ لیکن اب آپ مدینہ منورہ جارہے ہیں۔ حافظ صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ وعدہ پاکستان کے اندر مدارس کا تھا۔ لہذا اب میں پاکستان سے باہر جارہا ہوں تو یہ سن کر مولانا خاموش ہوگئے۔ اس کے چند دنوں بعد حضرت حافظ صاحب اپنے چھوٹے بیٹے مسعود اعظم کے ہمراہ مدینہ یونیورسٹی تشریف لے گئے۔

حافظ صاحبؒ کی مدینہ روانگی کے متعلق بعض افراد نے کہا کہ روپے پیسے کی لالچ میں جارہے ہیں۔ جب حافظ صاحبؒ کو اس بات کا پتہ چلا تو حافظ صاحبؒ نے فرمایا کہ کوئی کچھ بھی کہے مجھے اللہ کے رسول ﷺ کے شہر میں بلایا جائے اور میں نہ جاؤں، اس سے بڑی بدبختی کیا ہوسکتی ہے۔ حافظ صاحبؒ نے جامعہ شرعیہ میں تقریباً سوا سال تدریس کی۔

الجامعۃ الاسلامیہ، مدینہ منورہ

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کا قیام ۱۹۶۱ء ۲۵،۳،۱۳۸۰ھ کو عمل میں آیا تھا۔ اس کے بعد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہی حکم نمبر (۲۱) مورخہ ۱۶،۴،۱۳۸۱ھ کے تحت جامعہ کی اعلیٰ مشاورتی کمیٹی کی منظوری دی گئی۔اس کے بعد شاہی حکم نمبر (م،۱۸) کے تحت جامعہ کے نظام عمل کی منظوری دی گئی۔اس کے بعد شاہی حکم نمبر (م،۷۰) کے تحت ۴،۶،۱۴۱۴ھ جامعہ کے مندرجہ ذیل مقاصد قرار دیئے گئے۔

(۱) تبلیغ اور اعلیٰ تعلیم کے ذریعے دنیا تک اسلام کا ابدی پیغام پہنچانا

(۲) فرد اور معاشرے کی زندگی میں اسلامی روح کی تخم ریزی کرنا اور اسے پروان چڑھانا اور عملی طور پر دین کو دل کی گہرائیوں تک پہنچانا جس کی بنیاد صرف ایک اللہ کی عبادت پر اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع پر ہو۔

(۳) علمی تحقیقی مقالے اور کتابیں تصنیف کرنا، ترجمہ کرنا، ان کی نشر واشاعت اسلامی اور عربی علوم میں بالخصوص دوسرے علمی میدانوں میں اور انسانی معلومات کے ان شعبوں میں ان کی حوصلہ افزائی کرنا جن کی اسلامی معاشرے کو ضرورت ہے۔

(۴) ہر طرف سے آکر علم حاصل کرنے والے مسلمان طلبا کو اسلامی ثقافت وتہذیب سے روشناس کرانا، اور اسلامی علوم کے ماہر علماء وفقہا تیار کرنا، جن سے اسلام کی تبلیغ کی صلاحیت پیدا ہو جائے اور وہ مسلمانوں کے سامنے دینی ودنیوی مسائل کا حل قرآن و حدیث اور سلف صالحین کے عمل کی روشنی میں پیش کر سکیں۔

(۵) اسلامی علمی میراث کو جمع کرنا، محفوظ کرنا، تحقیق کرنا، اور شائع کرنا۔

(۶) دنیا کے دوسری جامعات اور علمی اداروں اور حکومتی شعبوں سے علمی اور ثقافتی تعلقات قائم کرنا اور مضبوط کرنا تا کہ اسلام کی خدمت ہو سکے اور اس کے مقاصد حاصل ہو سکیں۔

۱۹۷۵ء (۱۳۹۵ھ) کو اس میں اعلیٰ تعلیم کا شروع کیا گیا۔

اس وقت جامعہ کے تحت مندرجہ ذیل کلیات (کالج) کام کر رہے ہیں:

(۱) کلیۃ الشریعہ	قیام	۱۹۶۱ء
(۲) کلیۃ الدعوۃ واصول الدین	قیام	۱۹۷۷ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) کلیۃ القرآن الکریم والدراسات الاسلامیہ قیام ۱۹۷۴ء

(۴) کلیۃ اللغۃ العربیہ قیام ۱۹۷۵ء

(۵) کلیۃ الحدیث الشریف والدراسات الاسلامیہ قیام ۱۹۷۶ء

یہ تمام کلیات (کالج) عقائد، تبلیغ، شرعی علوم، تفسیر، حدیث، فقہ، قرآت، عربی ادب، حفاظت حدیث اور خدمت حدیث کے ساتھ ساتھ شہادۃ العالیہ (بکارلوریوس۔بی.اے)، الدبلوم العالی (ڈپلومہ) ماجستیر (ایم.اے) اور العالمیۃ العالیہ (پی.ایچ.ڈی) کی اسناد بھی جاری کرتے ہیں۔اس کے علاوہ جامعہ کے زیر انتظام معاہد بھی درج ذیل ہیں۔

(۱) المعہد الثانوی قائم ۱۹۶۱ء مدت تدریس تین سال

(۲) المعہد المتوسط قائم ۱۹۶۶ء مدت تدریس تین سال

(۳) دارالحدیث المدینہ قائم ۱۹۳۱ء یہ ایک پرائیویٹ تعلیمی ادارہ تھا جسے ۱۹۶۴ء میں جامعہ اسلامیہ کے زیر انتظام کر دیا گیا اس میں بھی مدت تعلیم تین سال ہے۔

(۴) دارالحدیث المکیہ بمکۃ المکرّمہ۔یہ بھی ایک پرائیویٹ تعلیمی ادارہ تھا جو ۱۹۳۳ء میں قائم ہوا اور اسے ۱۹۷۱ء میں جامعہ کے ماتحت کر دیا گیا۔اس کے دو شعبے ہیں۔

(۱) شعبہ مڈل (۲) شعبہ سیکنڈری۔

ان دونوں شعبوں میں تدریس کا دورانیہ تین تین سال ہے

(۵) معہد تعلیم اللغۃ العربیہ لغیر الناطقین بہا (غیر عرب افراد کو عربی سکھانے کا ادارہ) اس کا قیام ۱۹۶۷ء میں ہوا۔

جامعہ کے معاون انتظامی شعبے (عمادات) ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) عمادۃ شؤون المکتبات (لائبریریوں کا انتظام) قیام ۱۹۷۶ء

(۲) عمادۃ شؤون الطلاب (امور طلبہ) قیام ۱۹۷۹ء

(۳) عمادۃ شؤون القبول والتسجیل (طلبہ کے داخلہ کے معاملات) قیام ۱۹۸۰ء

(۴) عمادۃ خدمۃ المجتمع (سماجی خدمات) قیام ۱۹۹۶ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) عمادۃ البحث العلمی (تحقیقات علمیہ) قیام ۱۹۹۶ء

مراکز : (۱) مرکز خدمۃ السنہ والسیرۃ النبویہ قیام ۱۹۸۶ء

(۲) مرکز المعلومات والحساب الالی (انفرمیشن اور کمپیوٹر سنٹر)

(۳) مرکز تنمیۃ المہارات

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ روانگی

مدینہ میں تشریف آوری کے متعلق حافظ فتح محمد فتحیؒ مرحوم لکھتے ہیں:

حضرت حافظ صاحب کی عربی زبان میں بہت سی کتابیں ہیں لیکن یہ تین کتابیں زیادہ مشہور ہوئیں (۱) کتاب الایمان (۲) تحفۃ الاخوان (۳) بغیۃ الفحول۔ یہ کتابیں جب مدینہ منورہ میں علماء کے سامنے پیش کی گئیں تو انہوں نے ان کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ ان کتابوں کا مصنف حدیث شریف اور رد مذاہب باطلہ کا امام معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ اسی بنا پر جب جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) میں الشیخ ناصر الدین البانیؒ کی مسند خالی ہوئی تو سب کی نظر انتخاب حافظ صاحب پر پڑی۔ فوری طور جامعہ کے استاذ الشیخ عبدالقادر کو پاکستان بھیجا گیا کہ وہ جس طرح بھی ہو سکے حافظ صاحب کو جامعہ کیلئے بطور شیخ الحدیث اپنے ساتھ لائیں۔ شیخ عبدالقادر سب سے پہلے مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ (امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان) کے پاس گئے اور ان سے اس سلسلے میں مشورہ کیا مولانا نے بھی حافظ صاحب کو مدینہ منورہ لے جانے کے لئے فرمایا اور تاکیداً فرمایا کہ میری نظر میں پاکستان کے جملہ اہل علم حضرات میں کوئی بھی حافظ صاحب جیسا عالم اور تجربہ رکھنے والا نہیں ہے۔ شیخ عبدالقادر نے حافظ صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر جامعہ کے رئیس جناب الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ کا پیغام پہنچایا اور انہیں جامعہ اسلامیہ میں آنے کی دعوت دی۔ حضرت حافظ صاحبؒ نے اس دعوت کو قبول فرمایا اور مدینہ منورہ تشریف لے آئے جامعہ اسلامیہ میں جب ان کی آمد کی خبر پہنچی اور معلوم ہوا کہ آپ بطور شیخ الحدیث تشریف لائے ہیں تو تمام علماء نے انتہائی خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ واقعی آپ کی ذات گرامی اس منصب کے لائق تھی۔ حافظ صاحبؒ نے جامعہ میں درس شروع کیا تو اکثر علماء استفادہ کیلئے حلقہ درس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک ہونے لگے۔

حافظ محمد فتحی مزید لکھتے ہیں:

”حافظ صاحب کی وجہ سے بہت سارے عالم شافعیہ اور مالکیہ اہل حدیث بھی ہوئے ایک دفعہ سب نے مل کر حافظ صاحب کو مجبور کیا کہ علماء اور طلباء دونوں کے لئے دارالحدیث مدینہ منورہ میں مختصر درس دیں۔ حافظ صاحبؒ نے درس شروع کیا تو اس کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ اس میں طلباء کے علاوہ بڑے بڑے علماء اور مشائخ بھی شریک ہونے لگے ان میں خاص طور پر الشیخ محمد مجذوب اور الشیخ محمد ابراہیم شکری الاردنی شامل ہیں۔ بات یہیں تک نہ رہی بلکہ شیخ عطیہ سالم جیسے مشہور و معروف عالم بھی حافظ صاحب سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ حافظ صاحبؒ کو مبارک باد دی بلکہ ان سے خوب استفادہ کیا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ محترم حافظ صاحب کلیہ کے نہ صرف طلبہ کے لیے بلکہ اساتذہ اور شیوخ کے لیے بھی انتہائی مفید تھے۔ افسوس ہے کہ طلبہ نے محترم حافظ صاحب کی قدر نہ کی۔ اس کے برعکس اساتذہ کرام کئی سال تک محترم حافظ صاحب کا ذکر خیر کرتے رہے۔“

اسی دوران حافظ صاحبؒ نے اپنی دونوں بیویوں، بیٹے مسعود اعظم اور مولانا عبدالغفار حسن کی معیت میں حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ دو سال آپ مدینہ یونیورسٹی میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز رہے اور بے شمار خوشگوار یادیں اہل علم کے قلوب اذہان میں چھوڑ کر جب وطن واپس آنے لگے تو یونیورسٹی کی انتظامیہ نے دوبارہ تشریف آوری کیلئے ویزہ اور جہاز کا ٹکٹ دیا۔ مگر حضرت حافظ صاحب نے پاکستان پہنچ کر دوبارہ مدینہ یونیورسٹی جانے کا فیصلہ منسوخ کر دیا۔ کیونکہ ضعف بصارت کا عارضہ آپ کو لاحق ہو گیا تھا اور ٹکٹ آپ نے سعودی عرب واپس بھیج دیا۔

جامعہ اسلامیہ گوجراں والا

مدینہ منورہ سے واپس آکر آپ کی آنکھوں میں اکثر درد رہنے لگا۔ تو علاج معالجہ کے لیے اگست ۱۹۶۵ء کو لاہور کے ایک ہسپتال میں داخل ہوئے۔ تو انہوں نے آپریشن کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا، ایک ماہ کے قریب وہاں زیر علاج رہے، مگر انہوں نے آپریشن نہیں کیا۔ اس کے بعد پاک بھارت جنگ شروع ہوگئی۔ تو آپ لاہور سے واپس آ گئے، اور ڈسکہ (ضلع سیالکوٹ) کے صادق ہسپتال میں داخل ہوئے اور آنکھوں کا آپریشن کروایا۔ صحت یابی کے بعد آپ نے دوبارہ جامعہ اسلامیہ گوجرانوالا میں مولانا ابوالبرکات احمدؒ کی معیت میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور ۱۹۷۰ء تک یہاں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ اس دور میں حضرت حافظ صاحب نے صرف اسباق پڑھانے کی شرط پر اس حد تک قبول فرمایا تھا۔ چنانچہ مولانا ابوالبرکات فرماتے ہیں:

> ''صحیح البخاری اور خلاصہ التفسیر پڑھانے لگے یعنی منتہی طلباء کو متعدد تفاسیر کا خلاصہ بتاتے تھے۔ آپ کا یہ درس بہت معلوماتی اور تحقیقی ہوتا تھا۔ اس طرح عربی مدارس کے فارغ التحصیل طلباء دوبارہ آپ کے درس میں شامل ہونے لگے یہاں تک کہ جامعہ سلفیہ کے طلبہ بھی یہاں آ کر پڑھنے لگے تھے۔'' (اشاعت خاص، ص ۵)

جامعہ اسلامیہ کے دونوں ادوار میں جن تلامذہ نے آپ سے استفادہ کیا ان کا ذکر تلامذہ کے باب میں کر دیا گیا ہے۔

جامعہ محمدیہ گوجرانوالا

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ دارالحدیث مدینۃ العلم کے اجراء کے وقت ہی مولانا محمد عبداللہ اور ان کے رفقاء نے (کنگنی والا) جی ٹی روڈ پر مدرسے کے لیے جگہ خرید لی تھی اور تعمیر کا کام شروع کروا دیا تھا۔ ۱۹۶۵ء میں تعمیر کا کام مکمل ہوا تو مدرسہ دال بازار سے جی ٹی روڈ پر منتقل کر دیا گیا جس کا افتتاح سید ابوبکر غزنویؒ اور حافظ عبدالقادر روپڑیؒ نے کیا۔

۱۹۶۸ء میں مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی وفات کے بعد مولانا محمد عبداللہؒ صاحب نے مدرسہ محمدیہ کا انتظام و انصرام سنبھالا تو جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم کو مدرسہ محمدیہ میں مدغم کر کے اس کا نام جامعہ محمدیہ رکھ دیا۔ فیصلہ یہ کیا گیا کہ حفظ و تجوید اور ناظرہ قرآن کا شعبہ بدستور مدرسہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد یہ چوک نیائیں ہی میں رہے گا اور درس نظامی کا شعبہ جامعہ محمد یہ (جی ٹی روڈ) میں چلا جائے گا۔ جامعہ محمد یہ کے ابتدائی اساتذہ شیخ الحدیث مولانا عبداللہ، مولانا ابوالحسن جمعہ خان ہزاروی، مولانا بشیر الرحمٰن نور پوری اور حافظ عبدالمنان نور پوری تھے۔

مدرسہ محمد یہ چوک نیائیں کے اساتذہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحمید ہزاروی، حافظ عبدالسلام بھٹوی اور مولانا حافظ محمد رفیق جھجوی تھے۔

اس کے بعد جامعہ نے ترقی کی کئی منزلیں طے کیں اور مختلف اوقات میں بے شمار سفیر، وفاقی وصوبائی وزراء و مشیر، اکابر علماء اور اہل علم نے جامعہ کے دورے کئے اور اس کی خدمات کو سراہا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ جامعہ آج پاکستان کی بڑی جامعات میں شمار ہوتا ہے۔ اس وقت جامعہ کے تحت درج ذیل ذیلی ادارے کام کر رہے ہیں۔

(۱) جامعہ محمد یہ (چوک نیائیں) اس میں حفظ و تجوید کے شعبے ہیں۔ اس میں مقامی اور بیرونی طلبہ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں مقامی لڑکیوں کو قرآن و حدیث کی تعلیم دینے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

(۲) اسلامی دارالمطالعہ (اردو بازار) جس میں سینکڑوں کتابیں اردو میں موجود ہیں۔ ہفتہ وار، پندرہ روزہ، ماہوار رسائل اور روزنامہ اخبارات کا بھی اہتمام ہے۔

(۳) مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ (محلّہ نور باوا گلی نمبر ۸) یہ بیس مرلے کی پختہ عمارت میں جاری ہے، جس میں ہاسٹل کی سہولت بھی موجود ہے، شعبہ ناظرہ، تحفیظ القرآن، ترجمہ و تفسیر، شعبہ فاضلات، شعبہ عربی فاضل، اور شعبہ وفاق المدارس کی تعلیم جاری ہے۔

(۴) شعبہ سکول نرسری تا میٹرک جس میں اعلیٰ کوالیفائیڈ لیڈی ٹیچرز کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ بچیوں کی نامکمل تعلیم کو مکمل کرنے کیلئے اور تعلیمی معیار کو برقرار رکھنے کیلئے شعبہ اکیڈمی کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ جس میں نرسری سے ''بی اے'' تک پڑھائی کیلئے اعلیٰ کوالیفائیڈ ٹیچرز کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔

(۵) جامعہ محمد یہ (کنگنی والا) جی ٹی روڈ پر ایک وسیع و عریض قطعہ اراضی پر پھیلا ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس کی پہلی تعمیر ۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۵ء میں ہوئی۔اس تعمیر میں مولانا کے ہمراہ محمد حسین ڈار ،میاں عبدالستار (ستارہ فیکٹری والے) محمد حسین پہلوان ،بابو محمد نصیر الدین ،میاں حبیب الرحمٰن ایل ،حاجی عبدالحمید ناگی (راقم کے تایا جان)،حاجی عنائیت اللہ چغتائی ،حاجی غلام محمد امرتسری اور بابو عبدالرحیم کھوکھر نے حصہ لیا۔ان کے علاوہ ٹھیکیدار حاجی شیر محمد اور خزانچی حاجی عبدالرحمٰن ناگی (راقم کے دادا) تھے۔جامعہ سے ملحق ایک وسیع جامع مسجد بھی ہے۔جس کی حال ہی میں جدید طرز پر تعمیر کی گئی ہے مسجد کے ساتھ ہاسٹل اور تدریس کیلئے نئے خوبصورت کمرے تعمیر کئے گئے ہیں۔جن میں طلبہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم بھی حاصل کرتے ہیں۔جامعہ کو انتہائی محنتی اہل علم اساتذہ کی خدمات حاصل ہیں۔اس میں ابتداء سے اب تک جو علمائے کرام مسند شیخ الحدیث پر فائز رہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

۱۔ حضرت حافظ محمد گوندلویؒ م ۱۹۸۵ء

۲۔ مولانا محمد عبداللہؒ م ۲۰۰۱ء

۳۔ مولانا عبدالحمید ہزاروی تاحال

جامعہ کے وسط میں ایک بہت بڑی لائبریری ہے۔جس میں طلبہ کے مطالعہ کے لئے عربی اور اردو کی سینکڑوں کتابیں موجود ہیں۔جامعہ میں شعبہ ناظرہ، حفظ، ترجمہ وتفسیر، درس نظامی، اور وفاق المدارس کی تعلیم دی جاتی ہے۔اس جدید تعمیر میں جامعہ کے منتظمین میاں محمد یوسف (ستارہ فیکٹری والے) امیر مرکزیہ گوجرانوالا ،حنیف الرحمٰن بٹ، شیخ محمد یوسف احرار، شیخ محمد یوسف (وان سوتری والے) حاجی عبدالحق ناگی (راقم کے تایا جان)، ماسٹر محمد منیر احمد بھٹہ، شیخ خالد لطیف، شیخ محمد جمیل، شیخ فضل حق، حاجی عبدالعلیم ناگی اور عبدالمنان ناگی کی مساعی کارفرما ہیں۔اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگوں کی ان مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور ہمارے اسلاف کے صدقہ جاریہ کو ابدالآباد تک قائم ودائم رکھے۔(آمین)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ صاحب کی تشریف آوری

اس دور میں مولانا محمد عبداللہ مدرسہ کے منتظم تھے اور جمعیت اہل حدیث کی طرف سے جماعت کی ذمہ داری بھی آپ پر تھی ان مصروفیات کے پیش نظر آپ جامعہ محمدیہ کو وقت نہ دے پاتے تھے، اس لیے جامعہ کی تعلیمی حالت کمزور پڑ رہی تھی، لہذا مولانا محمد عبداللہؒ نے اپنے استاذ مکرم حضرت حافظ صاحبؒ سے درخواست کی کہ آپ جامعہ کی سرپرستی فرمائیں تو حضرت حافظ صاحبؒ نے مولانا کی درخواست قبول فرمائی اور شیخ الحدیث کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ پھر تا حیات یہیں علمی موتی بکھیرتے رہے۔ اس دوران جامعہ اسلامیہ سے بے شمار طلبہ حضرت حافظ صاحبؒ کے درس میں شامل ہونے کیلئے جامعہ محمدیہ (کنگنی والا) جاتے تھے۔

ضعیف العمری کی وجہ سے آپ کے گھٹنوں میں درد رہنے لگا تھا۔ مولانا نے آپ کے لئے ایک تانگے کا انتظام کروادیا جو آپ کو روزانہ جامعہ لے جاتا اور گھر لاتا تھا۔ بعض اوقات مرکزی جمعیت کی گاڑی بھی حضرت حافظ صاحب کو لے جاتی تھی۔ اسی بیماری کی وجہ سے آپ نے آخری سال بخاری شریف اپنے گھر کی بیٹھک میں پڑھائی تھی۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب

حضرت حافظ صاحبؒ کا حلیہ، سیرت و کردار

یوں تو راقم کو حضرت حافظ صاحب کی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا لیکن بچپن میں ایک دفعہ اپنی والدہ کے ساتھ ان کے گھر حاضر ہونے کا موقع ملا۔ جب حافظ صاحب سے ملنے کیلئے ان کے گھر والوں سے پوچھا تو پتا چلا کہ حضرت حافظ صاحب ابھی ذکر واذکار میں مصروف ہیں۔ اس وجہ سے نہیں مل سکتے۔ راقم آپ کے پیچھے ہی کھڑا تھا مگر زیارت نہ ہو سکی۔ اس وقت میری عمر ۴ سال تھی مگر حضرت حافظ صاحب کے متعدد تلامذہ نے حضرت حافظ صاحب کے محامد و محاسن بیان کئے ہیں جنھیں ان کی زبانی سنئے۔

مولانا محمد اسحٰق بھٹی جنھوں نے ۱۹۴۲ء میں حضرت حافظ صاحب سے مدرسہ محمدیہ (چوک نیائیں) گوجراں والا میں زانوئے تلمذ تہ کئے اور بعد میں بھی ان کی خدمت میں حاضری کے بے شمار مواقع میسر آئے۔ اپنی کتاب ''نقوش عظمت رفتہ'' کے صفحہ ۱۳۰ پر حضرت کا ۱۹۴۲ء کا حلیہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> ''پورا قد، متوازن جسم، سرخی مائل گندمی رنگ، قدرے چوڑا چہرہ، کشادہ پیشانی، روشن آنکھیں ناک ذرا سی ابھری ہوئی، منہ پر مدھم سے چیچک کے داغ، چہرے پر پھیلی ہوئی سیاہ داڑھی میں کچھ سفید بال۔''

مولانا عبیداللہ خاں عفیف لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میانہ قد و قامت، سرخ و سفید رنگ، کشادہ جبیں، تقویٰ و طہارت کے جھومر سے آراستہ، موٹی موٹی سیاہ آنکھیں جن میں شب زندہ داری کے سرخ سرخ ڈورے مچلتے ہوئے، سیدھی مانگ والے گھنے اور گنگھریالے مگر چمکدار سفید بال، قبضہ سے فراواں خوبصورت سفید ریش، لانبا اور اجلا سفید لباس مگر شلوار ٹخنوں سے اٹھی ہوئی، کلاہ والی رنگ دار دستار، دیسی پاپوش، ہاتھ میں چھڑی اور شیروانی میں ملبوس، مزاج میں لطافت، گفتار میں حلاوت، لہجہ میں رزانت، چال میں متانت آواز میں دھیما پن، پروقار اور وجیہ شخصیت۔ یہ تھے شیخ الاسلام، سندالمحدثین، قدوۃ المفسرین، شیخ العرب والعجم، بیہقی زماں، استاذ دوراں میرے مربی اور فقید المثال استاد حافظ الحدیث والقرآن محمد اعظم المعروف حافظ گوندلوی ؒ۔'' (اشاعت خاص، ص ۳۹)

مولانا ابوالبرکات احمد ؒ رقم طراز ہیں:

''تندرستی اور صحت کے زمانے میں آپ کی گفتار اور رفتار کا انداز بالکل سنت نبوی ﷺ کے مطابق ہوتا تھا۔ چلتے وقت پاؤں اٹھا اٹھا کر رکھتے تھے۔ اگر کسی چیز کو دیکھنا ہوتا تو پہلے کھڑے ہو جاتے، پھر حسب ضرورت چیز کو دیکھ لیتے گفتگو کے دوران ہلکی سی مسکراہٹ ان کی عادت تھی، کھلکھلا کر ہنسنے کی عادت نہ تھی، بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے بلکہ ذکر واذکار میں مصروف رہتے۔ اپنے مافی الضمیر کے اظہار میں نہائت شیریں الفاظ استعمال کرتے تھے۔''

(اشاعت خاص، ص ۵)

مولانا عبدالخالق قدوسی اپنے ایک مقالے ''امام محمد گوندلوی ؒ اور جامعہ سلفیہ'' میں بیان کرتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حضرت امام گوندلویؒ کو اللہ تعالیٰ نے ذوق عبادت کی دولت سے خوب خوب نوازا تھا۔آپ کی روحانی کیفیت بہت بلند تھی،نماز کا وقت قریب آتا تو آپ بے چین ہو جاتے۔ ہمیشہ اذان سے کچھ پہلے مصلے پر جا کر بیٹھ جاتے۔تکبیر اولیٰ کے کبھی فوت ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوا،جماعت ہمیشہ خود کراتے،جماعت سے فارغ ہو کر کافی دیر تک اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔آپ جماعت کے بعد نمازیوں کے ساتھ مل کر دعا کرنے سے عموماً پرہیز کرتے۔البتہ دعوات مسنونہ کے بعد آپ کبھی کبھی ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے جس میں بعض نمازی جو اس وقت تک موجود ہوتے شریک ہو جاتے۔آپ ان کو روکتے نہیں تھے۔

تہجد کے آپ شروع سے ہی پابند تھے جس میں باقاعدہ قرآن پاک کے کئی پارے روزانہ تلاوت فرماتے اور آپ کا یہ معمول آخر تک رہا۔رمضان کے مہینے میں یہ مقدار اور بھی بڑھا دیتے۔حضرت کی وفات کے کچھ دن بعد موضع کھوکھر کی گوجراں والا کے ایک بزرگ اسماعیل صاحب نے مجھے بتایا کہ تقریباً ۱۹۴۰ء کا واقعہ ہے میں اپنے سسرال گوندلاں والا گیا ،رمضان کا مہینہ تھا،میں تراویح کے لیے حضرت حافظ صاحب کی مسجد میں چلا گیا آپ نے اس دن آٹھ رکعت میں دس پارے قرآن پاک پڑھا۔ میں نے حیران ہو کر لوگوں سے پوچھا کہ آج کیا بات ہے حافظ صاحب نے اتنا قرآن پڑھا ہے؟لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت کا ہمیشہ کا معمول ہے آپ رمضان میں ہمیشہ دس قرآن پاک ختم کرتے ہیں اور لوگ پورے ذوق وشوق سے شریک ہوتے ہیں۔''

استاذ مکرم حافظ محمد الیاس اثری حفظہ اللہ (جو ۱۹۶۷ء کو جامعہ اسلامیہ میں حضرت حافظ صاحب کے درس بخاری میں شامل تھے) فرماتے ہیں:

حضرت مرحومؒ کم گو،راست باز،شب زندہ دار،محبت کرنے والے،ملنسار،مسکراتا ہوا چہرہ،بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ہر وقت ذکر واذکار میں رہتے،سفر وحضر میں ان کی یہی کیفیت تھی۔کیونکہ مجھے حضرت مرحوم کی معیت میں سفر کرنے کا بھی موقع میسر آیا ہے ہر وقت باوضو رہتے تھے۔کئی مجالس ومحافل میں تشریف لے جاتے تو نماز کے وقت میں تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمائے کرام وضو بنانے جاتے تو حضرت مرحوم سنت ونوافل میں مصروف ہو جاتے معلوم ہوتا تھا کہ آپ باوضو بیٹھے ہوئے تھے۔

اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت مرحومؒ قلۃ الکلام، قلۃ الطعام، قلۃ المنام اور قلۃ الاختلاط مع الانام جیسی خوبیوں سے مزین تھے۔لغویات، مذاق اور نازیبا الفاظ کے استعمال سے بھی بہت دور تھے۔جیبی گھڑی اور دوعینکیں استعمال کرتے تھے (تدریس کے دوران قریب کی اور چلنے پھرنے کے لئے بعید کی)، نہایت نفیس الطبع تھے، بہترین لباس زیب تن فرماتے، سر کے بال کانوں تک ہوتے، سر پر کپڑے کی ٹوپی پہنتے اور اس پر رومال رکھتے، کبھی کبھار قراقلی اور پگڑی بھی باندھتے، سرخ چمڑے کا جوتا پہنتے، ہاتھ میں چھڑی ہوتی، سردیوں میں دستانے، سویٹر، اچکن، دھسہ، جرابیں اور موزے بھی استعمال کرتے تھے۔

چوہدری عبدالواحد گوندل بیان کرتے ہیں:

ابتداء میں حضرت حافظ صاحب جامع مسجد ملک لعل خاں (نوشہرہ روڈ) میں تین قرآن پاک ماہ رمضان کی تراویح میں ختم کیا کرتے، اسکے بعد ٹاہلی والی مسجد میں بھی جب تک آپ نماز تراویح پڑھاتے رہے یہی معمول رہا۔

مولانا محمد علی جانبازؒ لکھتے ہیں:

آپ کا ہر عمل سنت کا آئینہ دار ہوتا تھا مثلاً خورد ونوش، لباس، پوشاک، چلنا، پھرنا، بیٹھنا، اٹھنا یہ سب چیزیں بے تکلف سنت کے ڈھانچے میں ڈھل گئیں تھیں۔بلکہ بعض دیدہ ور لوگوں کا بیان ہے کہ بہت سی وہ سنتیں جن کا علم خال خال علماء کو ہی ہوتا تھا آپ کے عمل کو دیکھ کر سیکھی جاتیں چنانچہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بہت سی سنتوں کی اصل کیفیت ہم حضرت شیخ کو دیکھ کر سیکھتے تھے۔ (اشاعت خاص، ص۲۸)

حضرت حافظ صاحب ایک یگانہ روزگار عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک خلوص کیش، سراپا عجز وانکسار، زاہد ومتورع، عالم باعمل تھے۔آپ نے زندگی بھر نماز باجماعت ادا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمائی۔ آپ نے پوری زندگی سفر وحضر میں نماز تہجد ترک نہیں کی۔ تقریباً تہجد میں تین پارے تلاوت کرنا آپ کا معمول تھا۔ تہجد کی قراءت آپ قدرے جہر سے ادا فرماتے۔ قرأت کرتے وقت اس قدر خشوع اور گریہ ہوتا کہ خیر القرون کے مسلمانوں کی یادگار معلوم ہوتے۔ تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر دعا اور استغفار میں مشغول رہتے قرآن کریم نے صحابہ کی شان وبالاسحارھم یستغفرون اور المستغفرین بالاسحار بیان فرمائی ہے۔ بعینہ حضرت حافظ صاحب اس کا نمونہ تھے۔ تکبیر تحریمہ سے کبھی نہ رہے، نماز فجر پڑھ کر طلوع شمس کے بعد وقت کراہت کے اختتام تک مصلیٰ پر بیٹھے رہتے اور ضحیٰ کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلتے اور پھر گھر سے واپس آ کر اسباق پڑھاتے۔ ہر مہینے باقاعدہ ایام بیض کے تین روزے رکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ طبیعت کی کمزوری کی بنا پر ایام بیض کے روزے چھوڑ دیئے تو بواسیر کی تکلیف ہوگئی۔ پھر خود ہی فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے روزے کی وجہ سے بیماری رکی ہوئی تھی۔ روزے چھوڑنے سے بیماری عود کر آئی۔ آپ بکثرت ذکر اذکار میں رطب اللسان رہتے تھے۔ سفر وحضر میں مسلسل تلاوت جاری رکھتے۔ فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان ۴۱ دفعہ سورہ فاتحہ پڑھتے۔ نماز فجر کے بعد ۱۱ دفعہ سورہ یس، ۵۰۰ مرتبہ آیۃ الکرسی اور ہر نماز کے بعد دو دو دفعہ سورہ یس اور سورہ مزمل پڑھتے۔ آپ نے بہت سے اذکار کو مختلف مصائب و حاجات میں مجرب و آزمودہ پایا تھا۔ ایام علالت سے قبل آپ بلاناغہ خود نماز کی امامت فرماتے رہے، گوجرانوالا میں قبرستان روڈ پر واقع ٹاہلی والی مسجد میں باقاعدگی سے نماز عصر ادا فرماتے۔ خواہ موسم کتنا ہی خراب ہوتا طوفان بادو باراں میں سے گزر کر آپ بالکل عین وقت پر مصلیٰ امامت پر تشریف فرما ہوتے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچواں باب

حضرت حافظ صاحبؒ کی ازدواجی زندگی

جیسا کہ شروع میں لکھا کیا گیا ہے کہ تقریباً تین صدیاں پہلے ریاست جموں کشمیر میں راجپوت منہاس سورج بنسی خاندان سے تعلق رکھنے والے دو بھائی میاں بدھی چند اور میاں اودھے چند جو حضرت حافظ محمد گوندلویؒ کے پہلے اجداد تھے، اللہ کے فضل و کرم اور اپنی استعداد سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ ان کے اسلامی نام میاں عبدالکریم اور میاں فضل کریم رکھے گئے۔ لفظ میاں ان کا لقب تھا جو انہوں نے اپنی خاندانی وجاہت و شرافت کے طور اپنے اسلامی ناموں کے ساتھ برقرار رکھا۔

قبولِ اسلام کے بعد خاندان کے لوگوں نے دونوں بھائیوں کی سخت مخالفت کی اور نت نئے مصائب و آلام میں مبتلا کرنے لگے۔ بحمد اللہ دونوں بھائی ثابت قدم رہے، تاہم انہوں نے اپنی قوم کے جور و جفا سے تنگ آ کر حفاظت ایمان کی خاطر ترک وطن کا فیصلہ کیا اور صوبہ پنجاب کی طرف ہجرت کی اور پنجاب کے شہر گوجرانوالا کے مضافات میں شیخوپورہ روڈ پر ایک قدیم گاؤں مرالی والا میں قیام پذیر ہوئے۔ میاں عبدالکریم کے گھر ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام میاں مستقیم رکھا گیا۔

میاں مستقیم کے تین بیٹے تھے۔

(۱) میاں امیر بخش (۲) رحیم بخش (۳) کریم بخش

کریم بخش کے دو بیٹے تھے جن کے نام میاں بہاؤ الدین اور میاں چراغ دین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔میاں بہاؤالدین اپنے والد کے ہمراہ موضع کوہلووالا (ضلع گوجراں والا) منتقل ہو گئے اور بہاؤالدین کی شادی موضع رکن پور ضلع گوجراں والا میں ہوئی ۔ ان کے ہاں قریباً ۱۸۷۱ء کو میاں فضل دین پیدا ہوئے جو کہ حضرت حافظ صاحب کے والد مکرم تھے وہ بعدازاں کوہلووالا سے گوندلاں والا منتقل ہو گئے ۔میاں فضل دین کے دو بیٹے تھے۔حافظ محمد اعظم اور محمد شفیع۔

حضرت حافظ صاحب نے بھی دو شادیاں کیں۔تحصیل علم سے فراغت کے بعد جلد ہی آپ کی پہلی شادی مولانا فقیر اللہ مدراسیؒ (۱) کی صاحبزادی کے ساتھ انجام پائی۔اس نیک بخت

(۱) آپ موضع کٹھہ مصرال تحصیل خوشاب میں پیدا ہوئے۔والدین نے نام فقیر محمد رکھا،مگر بعد میں فقیر اللہ نام مشہور ہو گیا۔باپ کا نام فتح دین بن عبداللہ تھا۔قوم کے راجپوت تھے۔ابتدائی تعلیم اپنے برادر بزرگ مولانا محمد تلمیذ میاں صاحب مرحوم و شیخ حسین عرب سے پائی۔پھر دہلی چلے گئے میاں صاحب سے سند حدیث حاصل کی ۔پھر میاں صاحب ہی نے بنگلور بھیج دیا۔وہاں ایک مدرسہ ''نصرۃ الاسلام'' کے نام سے جاری کیا۔کچھ عرصہ بعد وہاں سے مدراس تشریف لے گئے،اور بقیہ عمر مدراس ہی میں گزاری۔اسی لیے مدراسی مشہور ہوئے۔تدریس میں بھی مدرسہ ''احیاء الاسلام'' کی بنیاد رکھی۔اور ساری عمر درس و تدریس میں گزار دی۔آپ نے بے شمار کتابیں لکھیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ننگی تلوار تھے۔سرحد کی جماعت مجاہدین سے بھی تعلق رہا اور صوبہ مدراس سے مجاہدین کے لیے رقم بھجواتے رہے۔مرحوم نے دو شادیاں کی تھیں پہلی اہلیہ پنجاب کی تھیں۔(جن سے دو صاحب زادے مولوی حافظ عبداللہ صاحب اور مولوی حافظ احمد سعید صاحب اور دو صاحب زادیاں اہلیہ حضرت حافظ محمد گوندلوی اور اہلیہ مولانا نجم الدین صاحب مرحوم اوریئنٹل کالج لاہور) پیدا ہوئیں۔دوسری شادی مدراس میں مولانا محمد اسماعیل صاحب مدراسی کی ہمشیرہ سے کی۔جن سے دو صاحب زادیاں اور ایک صاحب زادے مولانا عطاء اللہ سلفی پیدا ہوئے۔آپ نے ۹ شوال ۱۳۴۱ھ ۱۹۲۳ء کو داعی اجل کو لبیک کہا اور بنگلور میں سپرد خاک ہوئے۔

خاتون سے ایک بیٹا اور تین بیٹیاں تھیں۔(۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیٹے کا نام عبداللہ تھا، انہوں نے حضرت حافظ صاحب سے ابن ماجہ، ابو داؤد، ترمذی اورموطاء وغیرہ کتب پڑھیں، ان کی تین شادیاں ہوئیں، ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ وہ ریلوے میں ملازمت کرتے تھے۔ ان میں بڑی بیٹی کا نام رشیدہ بی بی تھا۔ رشیدہ بی بی کی شادی گوجراں والا کے قریب واقع موضع اگو چک میں حافظ صاحب کے شاگرد حکیم محمد فاضل سے ہوئی۔ رشیدہ بی بی کافی عرصہ اگوّ چک میں بچیوں کو قرآن پاک پڑھاتی رہیں۔ ان کے ایک بیٹے کرنل (ر) ڈاکٹر وحیدالزمان طارق ہیں جو بڑے لائق اور صاحب فراست شخص ہیں۔ ذہانت و قابلیت میں کسی حد تک اپنے قابل احترام نانا (حضرت حافظ صاحب) کا خوبصورت عکس۔ پاکستان کے بڑے سائنس دانوں میں ان کا شمار ہوتا ہے اور بین الاقوامی سطح پر اپنا ایک مقام رکھتے ہیں طب کے سپیشلسٹ اور فارسی میں پی ایچ ڈی کیا ہوا ہے۔ ریٹائرڈ منٹ کے بعد آج کل دوبئی میں مقیم ہیں۔ وحیدالزماں نے حافظ صاحب سے خوب استفادہ کیا۔

(۱) یہاں ایک بات کی وضاحت بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ ہمارے مقامی جماعتی احباب اور حضرت حافظ صاحب کے بعض تلامذہ میں ایک واقعہ بہت مشہور ہے کہ مولانا فقیراللہ مدراسی کی صاحب زادی سے حضرت حافظ صاحب کی شادی اس طرح ہوئی۔

’’کہ مولانا فقیراللہ مدراسی نے تدریس کے دوران چند سوالات مرتب کیے اور کہا کہ جو ان سوالات کے جوابات مجھے دے گا میں اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کردوں گا۔ لہذا حضرت حافظ صاحب نے ان کے جوابات دے دیے تو مولانا فقیراللہ نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت حافظ صاحب سے کردیا‘‘

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت حافظ صاحب نے کبھی مولانا فقیراللہ مدراسی سے شرف تلمذ نہیں کیا اور نہ کبھی ان سے ملاقات کا کوئی ثبوت ملتا ہے۔

ثانیاً نہ حضرت حافظ صاحب نے مدرسہ غزنویہ (امرتسر) مسجد میاں نذیر حسین (پھاٹک حبش خان) دہلی کے

حافظ صاحب کی دوسری بیٹی اسماء تھیں۔ انہوں نے حضرت حافظ صاحب سے سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی پڑھیں۔ ان کی شادی لاہور کے علاقہ تاج پورہ میں مولانا احمد علی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لاہوریؒ کے بھتیجے سے ہوئی، وہ اپنے علاقہ میں بچیوں کو دینی تعلیم دیتی رہیں ۱۹۹۵ء میں وفات پائی۔ تیسری بیٹی کا نام حمیدہ بی بی تھا۔

حضرت حافظ صاحب کی دوسری شادی ۱۹۳۲ء میں ان کی والدہ نے گوجراں والا سے چھ سات میل دور شیخوپورہ روڈ پر واقع ایک گاؤں مرالی والا میں طے کی۔ اس شادی میں آپ کے تلامذہ مولانا عطاء اللہ حنیف، حافظ محمد اسحاق حسینوی اور حافظ محمد عبداللہ بڈھیمالوی نے بھی شمولیت کی۔ دوسری بیوی سے حضرت حافظ صاحب کے دو بیٹے میاں محمود اعظم، میاں مسعود اعظم اور پانچ بیٹیاں ہوئیں، ان میں سے دو بیٹیاں تو بچپن میں ہی فوت ہو گئیں۔

بڑی بیٹی محمودہ احسان، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کے عقد میں آئیں۔ فارسی میں ایم اے کیا اور علوم دینیہ میں حافظ صاحب سے استفادہ کیا۔ ان کے تین بیٹے، پانچ بیٹیاں ہیں۔

(۱) حافظ ابتسام الٰہی (۲) ہشام الٰہی (۳) معتصم الٰہی

بڑی بیٹی محمودہ احسان، علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ کے عقد میں آئیں۔ فارسی میں ایم اے کیا اور علوم دینیہ میں حافظ صاحب سے استفادہ کیا۔ ان کے تین بیٹے، پانچ بیٹیاں ہیں۔

(۱) حافظ ابتسام الٰہی (۲) ہشام الٰہی (۳) معتصم الٰہی

بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ

علاوہ کہیں اور جا کر پڑھا اور نہ کبھی مولانا فقیر اللہ مدراسیؒ نے بنگلور اور پیارم پیٹ (مدراس) کے علاوہ کہیں پڑھایا۔

ثالثاً حضرت حافظ صاحب فروری ۱۹۲۳ کو مدراس تشریف لے کر گئے تھے جبکہ مولانا فقیر اللہ مدراسی ۱۹۲۳ء کو انتقال فرما گئے تھے۔

اور آخر میں سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت حافظ صاحب سے انٹرویو میں اس سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

''کہ یہ جھوٹی بات ہے جو عام مشہور ہو گئی ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں''

حافظ ابتسام الٰہی علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کے سب سے بڑے صاحب زادے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔۱۹/اگست ۱۹۷۱ء کو پیدا ہوئے اور قدیم وجدید علوم میں مہارت حاصل کی۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں تدین، حلم، انکسار، فروتنی اور تواضع کے اوصاف سے نوازا ہے، وہاں علم کی دولت بھی عطا فرمائی ہے۔

حافظ ابتسام صاحب نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی (اسلام آباد) سے ایم بی اے اور پنجاب یونیورسٹی (لاہور) سے جرنلزم، انگلش، عربی، اسلامیات، تاریخ اور سیاسیات میں ایم۔اے کی ڈگریوں کے علاوہ ایم فل ابلاغیات کی ڈگری بھی حاصل کی ہے۔اس کے علاوہ انجینئرنگ یونیورسٹی (لاہور) سے بی ایس سی۔انجینئرنگ اور ایم ایس سی۔کمپیوٹر سائنسز کی ڈگریاں بھی حاصل کیں۔موجودہ دور کے دینی ودنیوی علمی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں۔علمی لحاظ سے اپنے والد اور نانا کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

حافظ ہشام الٰہی اور حافظ معتصم الٰہی بھی اپنی اپنی استطاعت کے مطابق دینی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔معتصم الٰہی جناب مسعود اعظم صاحب کے داماد ہیں۔

حافظ صاحب کی دوسری بیٹی حبیبہ غفار نے اردو اور اسلامیات میں ایم۔اے کیے ہیں۔اور C-T کورس میں پنجاب بھر میں اول پوزیشن حاصل کی تھی، فن وراثت میں حافظ صاحب سے استفادہ کیا، گورنمنٹ مسلم ماڈل ہائی سکول (نوشہرہ روڈ) میں بطور سینئر ٹیچر پڑھاتی رہیں۔بعد ازاں گورنمنٹ ہائی سکول گرجاکھ میں ہیڈ مسٹرس رہیں، تحریری اور تقریری میدان میں بھی کافی کام کیا۔۲۰۰۴ء میں ریٹائرمنٹ لے لی اور آج کل واپڈا ٹاؤن گوجرانوالا میں رہائش پذیر ہیں۔

حضرت حافظ صاحب کی سب سے چھوٹی بیٹی کا نام آسیہ بی بی ہے۔جو بی۔اے بی۔ایڈ ہیں، اور گورنمنٹ ہائی سکول نمبر۱ (کالج روڈ) گوجرانوالا میں ٹیچر تھیں۔آج کل امریکہ میں مقیم ہیں اور وہاں اپنی استعداد کے مطابق دینی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

حافظ صاحب کے بیٹے محمود اعظم فوت ہو چکے ہیں۔طب اور روحانی علاج معالجہ کو بطور پیشہ اپنائے ہوئے تھے اور اپنے کام کے ماہر تھے۔ان کا ایک بیٹا تھا۔جس کا نام ابوداؤد سلیمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا، جو وفات پا چکے ہیں۔ حضرت حافظ صاحب کے دوسرے بیٹے مسعود اعظم ہیں، ۱۵ سال سعودی عرب میں بطور الیکٹرک انجینئر کام کرتے رہے ہیں اور آج کل پیپلز کالونی گوجراں والا میں مقیم ہیں۔ مسعود اعظم صاحب کے تین بیٹے حافظ محسن مسعود، احسن مسعود اور حسان مسعود، اور پانچ بیٹیاں ہیں۔ ان کی ایک بیٹی کی شادی لاہور کے علاقہ گلشن راوی میں مولانا عبدالخالق قدوسی صاحب کے صاحب زادے محمد عثمان سے ہوئی ہے اور وہ اپنے علاقہ میں بچیوں کو قرآن پاک کی تعلیم بھی دیتی ہیں۔ آپ کی ۹ نواسے اور دس نواسیاں ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھٹا باب

حضرت حافظ صاحبؒ کی علالت، وفات اور تعزیتی پیغامات

حضرت حافظ صاحبؒ چونکہ بچپن ہی سے تہجد کے عادی تھے اس لیے سفر و حضر میں تہجد کی نماز کبھی نہ ترک کی اگر کبھی طبیعت علیل ہوتی تب بھی تہجد کے لئے ضرور اٹھتے اور بیماری کے باوجود یہ نماز ادا کرتے۔ معمول کے مطابق ۲ رفروری ۱۹۸۵ء کو تہجد کے لیے اٹھے۔ صحت چونکہ کافی حد تک گر چکی تھی اور نہایت کمزور ہو چکے تھے۔ غسل خانہ میں گئے، پاؤں پھسل جانے کی وجہ سے گر پڑے، ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ چنانچہ دوسرے روز میاں یوسف (ستارہ فیکٹری والے)، حافظ محسن (پوتے) اور صوفی نذیر احمد صاحب کی معیت میں لاہور لے جایا گیا، وہاں میو ہسپتال میں داخل کروادیا گیا ۵ فروری کو رات آٹھ بجے ان کا آپریشن ہوا۔ پہلے ہڈی وارڈ کے کمرہ نمبر ۲۰ بعد میں کمرہ نمبر ۱۳ میں زیر علاج رہے۔ ۱۸ فروری کو ہسپتال سے فارغ ہوئے۔ اس کے بعد اپنے گھر میں کئی روز تک صاحب فراش رہے اور اکثر آپ پر غنودگی اور بے ہوشی طاری رہتی۔ بعض اوقات کسی آنے جانے والے کو پہچان بھی نہ سکتے۔ پھر آپ کو گوجراں والا (جناح ہسپتال ماڈل ٹاؤن) میں داخل کروادیا گیا۔ وہاں قدرے افاضہ ہوا تو پھر گھر واپس آ گئے۔

حضرت حافظ صاحبؒ ۴ ماہ شدید علیل رہے مگر کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں آیا بلکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبان اللہ کے ذکر واذکار سے تر رہتی۔

آہ! وہ وقت بھی آپہنچا جو ہر ذی روح کا مقدر ہے، جس میں لمحہ بھر کی بھی تعجیل وتاخیر نہیں ہوسکتی۔

۴ رجون ۱۹۸۵ء، ۱۴ ررمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کو ۳ بجے سہ پہر کو روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور علم وعمل کا یہ آفتاب ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون،

یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ ٥ فادخلی فی عبادی ٥ وادخلی جنتی٥

زندگی بھی خوب رہی۔ اور موت بھی پاکیزہ پائی۔ طاب حیا و میتا بعد از وفات چہرے پر نورانیت اور چمک غیر معمولی تھی۔ روشنی میں چہرے کی چمک دمک اور اس کا جمال آنکھوں کو سیر نہیں ہونے دیتا تھا۔ لب پر ایک عجیب مسکراہٹ تھی۔ جس کی کیفیت الفاظ میں نہیں آسکتی جو یقیناً مقبولیت عند اللہ اور اسی کے ساتھ موت کے وقت بشاشت اور طمانیت کی کھلی علامت تھی۔ جو مقبولیت زندگی میں تھی وہی موت کے بعد بھی رہی۔

(''الاعتصام'' اشاعت خاص، ص ۴۴۳)

جونہی آپ کے انتقال کی خبر عام ہوئی سوگوار آپ کے مکان پر پہنچنا شروع ہوگئے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب نے فوری طور پر شہری جمعیت اہل حدیث گوجرانوالا اور علمائے کرام کا ہنگامی اجلاس طلب کرلیا تاکہ تجہیز وتکفین کے پروگرام کو آخری شکل دی جاسکے۔ اسی دوران متعدد شہروں میں انتقال کی اطلاع دے دی گئی، جنازے کی نماز کا تعین ہو چکا تو مولانا محمد عبداللہ کی نگرانی میں تین کمیٹیاں تشکیل پائیں۔ مدیر اعلیٰ ''الاسلام'' جناب بشیر انصاری حضرت مولانا محمد اعظم صاحب ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث پنجاب نے پریس سے رابطے کی ذمہ داریاں سرانجام دیں۔ مولانا محمد شمشاد صاحب سلفی، قاری شفیق احمد صاحب جناب نعیم بٹ اور یوتھ فورس کے دیگر کارکنوں نے شہر اور اس کے قرب وجوار میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکشوں پر مائیک فٹ کر کے جنازے کی اطلاعات بہم پہنچائیں۔اسی طرح میاں عبدالستار صاحب ،میاں محمد یوسف صاحب ،میاں حبیب الرحمٰن صاحب اپل ،حاجی عبدالواحد صاحب گوندل،حاجی عبدالحق صاحب ناگی،ماسٹر منیر احمد صاحب بھٹہ،عبدالحفیظ بٹ صاحب ،عبدالحمید راٹھور،مولانا محمد یوسف صاحب ضیاء اور مولانا شہباز احمد صاحب سلفی نے تجہیز وتکفین کے جملہ امور،قبر کیلئے جگہ کا انتخاب اور بیرونی سوگواروں کیلئے سحری وافطاری کے انتظامات بطریق احسن پایہء تکمیل تک پہنچائے۔ادھر جمعیت اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ علامہ احسان الٰہی ظہیر نے بھی پریس،ریڈیو،ٹیلی ویژن سے رابطہ قائم کیا۔چنانچہ انتقال کی خبر اور جنازے کا پروگرام اور حضرت محدث گوندلوی کے حالات زندگی اور خدمات کا تذکرہ ریڈیو،ٹیلی ویژن پر نشر ہوا اور قومی اخبارات میں شہ سرخیوں کے ساتھ خبر شائع کی۔جناب ناظم اعلیٰ کی ہدایات کے مطابق جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کے ناظم دفتر مولانا محمد اسحٰق صاحب علوی اوران کے رفقائے کار نے پورے ملک کی ذیلی جمعیتوں سے ٹیلی فون پر رابطہ قائم کیا اور ملتان سے لے کر پشاور تک کے احباب جماعت اور علمائے کرام نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔

۵ جون کی صبح کو جب ساڑھے آٹھ بجے حضرت گوندلوی مرحوم کی میت دیدار عام کے لیے باہر لائی گئی۔تو سوگواروں کا ایک جم غفیر تھا جو آخری زیارت کیلئے بے تاب و مضطرب تھا۔زیارت کا یہ سلسلہ ابھی ختم نہ ہوا تھا کہ احباب نے فیصلہ کیا کہ جنازہ اب باغ جناح (شیراں والا باغ) کے لیے روانہ ہونا چاہیے،تاکہ نماز جنازہ اعلان کے مطابق بروقت ادا کی جاسکے۔

چنانچہ میت کو بادیدہ پرنم اور دعاؤں کے ساتھ اٹھایا گیا۔ٹریفک کے انتظامات اور جنازے کو رستہ دینے کیلئے پولیس کی بھاری جمعیۃ موجود تھی۔اہل حدیث یوتھ فورس کے اراکین بھی بڑی مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض سر انجام دے رہے تھے۔جنازے میں شریک ہر شخص حضرت کی میت کو کندھا دینا چاہتا تھا مگر زیادہ اجتماع کی وجہ سے ہر شخص کی یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرزو پوری نہ ہوسکی۔ جب میت باغ جناح پہنچی تو سوگوار ہزاروں کی تعداد میں پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔ دھوپ کی شدت اور رمضان المبارک کے پیش نظر باغ جناح (شیرانوالہ باغ) میں شامیانوں کا انتظام کیا گیا مگر کثرت حاضرین کی وجہ سے انتظام ناکافی ثابت ہوا۔ نماز جنازہ کی امامت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب نے کی۔ نماز جنازہ میں سیاسی، سماجی، دینی، علمی، ادبی شخصیات کے علاوہ حضرت گوندلوی مرحوم کے معتقدین، تلامذہ اور ہزاروں علمائے کرام نے شرکت کی۔ (ہفت روزہ "الاسلام" لاہور ۱۴ تا ۲۱ جون)

امام العصر حضرت حافظ محدث گوندلویؒ کی وفات حسرت آیات کی خبر مکہ مکرمہ میں بھی احباب جماعت کیلئے ایک سانحۂ عظیم سے کم نہ تھی چنانچہ ۷ جون کو جمعۃ المبارک کے روز تمام احباب جماعت حرم پاک میں باب بلال میں جمع ہوئے اور نماز جمعۃ المبارک کے بعد مرحوم و مغفور کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی، امامت کے فرائض حضرت مولانا عبدالوکیل صاحب ہاشمی نے سرانجام دیئے۔ بعد میں حضرت محدث گوندلوی کی دینی، علمی، تبلیغی، تدریسی، قومی وملی اور مسلکی خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا اور ان کی وفات کو پورے عالم اسلام کا نقصان قرار دیا گیا۔ مرحوم و مغفور کیلئے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی، نیز ان کے جملہ لواحقین سے اظہار تعزیت کیا گیا۔

(الاسلام ۲۸ / جون ۱۹۸۵ء، ص ۵)

قومی و مذہبی اخبارات و رسائل کا خراج عقیدت

مولانا حافظ صاحب کی ذات علم و عرفان کی ایک شمع روشن تھی جس سے لاتعداد افراد نے اکتساب فیض کیا برصغیر پاک و ہند کے علاوہ دنیا بھر میں ان کے تلامذہ آج دین کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف ہیں اور بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان کا کوئی شہر اور بستی ایسی نہ ہوگی جہاں ان سے بالواسطہ یا بلا واسطہ فیض حاصل کرنے والا کوئی شخص موجود نہ ہو۔ ان کی علمی وجاہت کا اعتراف بین الاقوامی سطح پر کیا جاتا تھا۔ انہوں نے مدینہ یونیورسٹی میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ عیسائیوں کے خلاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناظرے کر کے دین اسلام کی حقانیت ثابت کی۔ وہ جماعت اہل حدیث پاکستان کی مرکزی دانش گاہ کے سربراہ اور شیخ الحدیث بھی رہے ان کی فقہی اور مجتہدانہ بصیرت کے تمام دینی حلقے قائل تھے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی قرآن وحدیث کی درس وتدریس میں گزاری حدیث کی خدمات میں ان کا مقام بلاشبہ بہت بلند نظر آتا ہے۔ (روزنامہ جنگ ۶ جون ۱۹۸۵ء لاہور)

حضرت حافظ صاحب مرحوم نہ صرف پاکستان بلکہ پورے برصغیر کے سلفی بزرگوں میں بقیۃ السلف شمار ہوتے تھے۔ بیسویں صدی کے جن علماء وافاضل نے قرآن وسنت کا علم برصغیر میں لہرا رکھا تھا۔ آپ کے علم وفضل، زہد وورع، ذہانت فطانت، ذکاوت وصیانت اور متانت وامانت کا اپنوں ہی کو نہیں غیروں کو بھی اعتراف تھا۔ بود وباش میں سادگی اور طہارت آپ کا طرّہ امتیاز تھا، جس کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہوتی تھی، شرافت ونجابت کا یہ پیکر جمیل ہر ایک کیلئے سراپا شفقت اور ہر خورد وکلاں کے لئے سر بسر محبت کا خواہاں اور خیر کا طلب گار تھا علم وفضل کا یہ بحر بیکراں، فخر وریاء سے مبرّا اور نمود ونمائش سے کوسوں دور تھا، ظاہر دار علما کے جبہ ودستار اور کلاہ وتاتار کی ہوس کبھی ان کے دل میں پیدا نہیں ہوئی، ستر برس تک چٹائی پر بیٹھ کر طلبہ کو درس دیا اور نہائیت خاموشی اور بےلوثی کے ساتھ ظلمتوں میں قرآن وحدیث کی قندیلیں جلائیں۔ (ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور ۲۱/ جون ۱۹۸۵ء)

حضرت محدث گوندلوی علم کا ایک ایسا چشمہء صافی تھے جو مسائل دینیہ میں عرب وعجم کے لئے حیات القلوب تھے۔ آپ کی دینی خدمات کا دائرہ بے حد وسیع ہے۔ آپ غزنوی خاندان اور روپڑی اکابر ، بعد عملاً وعلماً ان کے صحیح جانشین تھے۔ برصغیر پاک وہند کے قریہ قریہ بستی بستی اور شہر شہر آپ کا فیض پہنچا۔ کتنے ہی علما ہیں جنہیں آپ کی راہنمائی و سرپرستی نے جلا بخشی اور وہ آسمان علم پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ مجتہد العصر حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ کے بعد حضرت محدث گوندلوی کی دینی وملی خدمات رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی۔ سچی بات یہ ہے کہ مرحوم کہ سانحہء ارتحال سے پوری علمی دنیا اور خصوصاً جماعت اہلحدیث کو ناقابل تلافی صدمہ پہنچا ہے۔ (۲۸/ جون ''تنظیم اہلحدیث'' لاہور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاریؒ نے اپنے تراجم میں احادیث، فقہ، اصول فقہ، اور اسناد کے جن رموز و نکات کو سمیٹا ہے انہیں شرح و بسط کے ساتھ پیش کرنا حضرت حافظ صاحب کا ایک زبردست خاصہ تھا۔ موصوف سے استفادہ کرنے کیلئے طلبہ کے علاوہ نامی گرامی علماء بھی حاضر ہوتے اور حلقہء درس میں زانوائے تلمذ تہ کرتے۔ اسماء الرجال، حدیث، فقہ، مذاہب اربعہ اور اسلامی فنون کے بارے میں سوال کرتے جو یقیناً ان کے علم میں اضافہ کا سبب بنتا۔

حافظ صاحب نے دارالحدیث رحمانیہ دہلی، جامعہ دارالسلام عمر آباد، جامعہ اسلامیہ گوجراں والا اور جامعہ اسلامیہ (مدینہ یونیورسٹی) کے علاوہ بھی بہت سے دینی اداروں میں تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔ آپ کے ممتاز تلامذہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبیداللہ رحمانی مبارکپوری اور حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی ہیں۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث ہند تحریک اہلحدیث کے اس عظیم سپوت اور کاروان حریت فکر کے اس عظیم داعی کے سانحہء ارتحال کو ملت اسلامیہ کیلئے عظیم خسارہ سمجھتی ہے اور دعا گو ہے کہ رب العلمین موصوف علیہ الرحمہ کی مغفرت فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ (آمین)

(پندرہ روزہ ''ترجمان'' دہلی ۱۹ر جولائی ۱۹۸۵ء)

مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ امیر جمعیۃ اہل حدیث پاکستان

حضرت گوندلویؒ متحضر فی العلوم ہونے میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ جب بھی کسی کو کسی حوالے کی ضرورت پیش آتی حضرت سے رجوع کرنے پر وہ مسئلہ فوراً حل ہو جاتا۔ اسی لیے آپ مرجع علماء تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی شخصیت علم کا منبع اور سرچشمہ کی حیثیت رکھتی تھی۔ ان کے اٹھ جانے سے علم کی مجلسیں سونی ہوگئی ہیں۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر، ناظم اعلیٰ جمعیۃ اہل حدیث پاکستان

مرنا برحق ہے اور مرنے پر کوئی غم اور افسوس نہیں ہوتا لیکن غم اور افسوس اس بات کا ہوتا ہے کہ بعض لوگ رخصت ہوتے ہیں تو وہ اکیلے ہی رخصت ہوتے ہیں لیکن بعض شخصیتیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی ہوتی ہیں جن کے اٹھ جانے سے کائنات رخصت ہو جاتی ہے۔ برصغیر میں بہت سے عالم پیدا ہوئے اور جب سے یہ کائنات بنی ہے شاید گوجراں والا کو پھر محمد گوندلوی نصیب نہ ہو۔ میں نے حضرت کو بڑے قریب سے دیکھا ہے۔ ان کے تلامذہ نے بھی ان کی مجلسیں دیکھی ہیں لیکن میں نے ایک رشتے کی وجہ سے جلوتوں کے علاوہ ان کی خلوتوں کو بھی دیکھا ہے۔ گزشتہ ۲۰ سال سے میں نے حضرت کو خلوت میں بھی حدیث پڑھتے اور اللہ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ آج وہ شخصیت ہم سے رخصت ہوگئی ہے۔

جناب مولانا عارف جاوید محمدی صاحب نے کویت سے ایک تعزیتی پیغام میں فرمایا:

حضرت الامام حافظ محمد محدث گوندلویؒ کے انتقال کی خبر پڑھ کر بے حد افسوس ہوا، حضرت محدث گوندلوی قحط الرجال کے اس دور میں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت تھے۔ ہمارے ایک سعودی دوست نے بتایا کہ الشیخ محمد امین شنقیطیؒ نے جو سعودیہ کے کبار علماء میں سے تھے۔ ایک مجلس میں حضرت حافظ صاحب کے بارے میں فرمایا کہ وہ "قاموس فی الحدیث" ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، جمعیۃ احیاء التراث الاسلامی کے تمام ارکان الشیخ طارق عیسیٰ، الشیخ عبداللہ السبت، الشیخ عبدالرحمٰن عبدالخالق اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔

مولانا محمد بشیر الطیب صاحب وزارت اوقاف کویت نے اپنے پیغام میں کہا:

امام العصر حضرت محدث گوندلوی کے اس دنیا سے اٹھ جانے سے ایک چشمۂ علم خشک ہوگیا اور اس صدی کی تاریخ گم ہوگئی۔ آپ سے ہزاروں لوگوں نے فیض حاصل کیا جو صدقہ جاریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ احباب جماعت مقیم کویت نے ایک تعزیتی اجلاس میں مرحوم کی دینی وملی خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔

اقتباس از مولانا عبیداللہ رحمانیؒ کا تعزیتی مکتوب بنام مولانا عطاءاللہ حنیف بھوجیانیؒ:

مکرم ومحترم حضرت مولانا عطاءاللہ صاحب حنیف عجل الله شفاء كم و بارك

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی حیاتکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔الاعتصام جلد ۳۶ شمارہ ۴۷ ۲۔۹ رشوال ۱۴۰۵ھ ۲۱۔۲۸ رجولائی میں حضرت الشیخ الحافظ محمد صاحب گوندلوی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ وادخلہ فی فسیح جنانہ کی وفات حسرت انگیز کی اطلاع پڑھ کر دل کو جو صدمہ اور رنج لاحق ہوا وہ بیان نہیں کرسکتا۔اس سے قبل کے شمارے میں مرحوم کی علالت کی اطلاع پڑھی تھی اور برابر ان کی صحت وعافیت کیلئے دعا ہوتی رہی لیکن قضائے الٰہی سے کس کو مفر ہے۔ ماقدراللّٰہ کان ولانقول الا ما یرضی بہ ربنا، القلب محزون والعین تدمع ،فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مرحوم پورے برصغیر پاک وہند میں اہل حدیث کا علمی وقار تھے۔ان کی وفات سے جو علمی خلاء پیدا ہوگیا ہے اس کا پر کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔پرانے اہل علم وتقویٰ ایک ایک کرکے رخصت ہوتے جا رہے ہیں ان کی جانشینی کرنے والا کوئی نہیں، ہماری جماعت کی یہ بڑی بدنصیبی ہے۔ہندوستان کی جماعت اہل حدیث تو اس معاملہ میں اور بھی بدقسمت ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

مولانا عبدالوہاب خلجی ناظم جمعیت اہل حدیث ہند کا تعزیت نامہ

بنام علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ

گرامی قدر! جناب علامہ احسان الٰہی صاحب ظہیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاۃ۔امید ہے مزاج بخیر ہوگا پاکستان کے جماعتی اخبارات کے ذریعے استاذ الاساتذہ حضرت مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہء ارتحال کی روح فرسا خبر دل ودماغ پر بجلی بن کر گری اور سخت صدمہ ہوا۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔موصوف علیہ رحمہ برصغیر کے ہی نہیں بلکہ عالمی تحریک اہل حدیث کے عظیم سپوت تھے۔کاروان عمل بالحدیث کے اس عظیم پاسبان کی رحلت سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ برسوں پر نہ ہوسکے گا۔یہ ایک عظیم خسارہ ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو کروٹ کروٹ جنت نصیب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے اور ان کی لغزشوں کو نیکیوں سے بدل کر اپنے مقربین میں جگہ عطا فرمائے۔

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند تحریک اہل حدیث کے اس عظیم سپوت اور کاروان حریت فکر کے اس عظیم داعی کے سانحہء ارتحال کو ملت اسلامیہ کے لئے ایک عظیم خسارہ سمجھتی ہے اور دعا گو ہے کہ رب العالمین موصوف علیہ رحمہ کی مغفرت فرمائے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے آمین۔

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث ہند موصوف کے پسماندگان اور جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کے اس غم میں برابر کی شریک اور دعا گو ہے کہ رب العالمین پسماندگان اور جماعت کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔ میں مرکزی جمعیت اور ہندوستان کے جمیع سلفی اخوان کی جانب سے یہ پیغام تعزیت پیش کرتے ہوئے آنجناب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ ہمارا یہ پیغام جماعت کو پہنچا دیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

شریک غم۔ عبدالوہاب خلجی (اعزازی) ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

عبدالعزیز محمد العتیق ڈائریکٹر مکتب الدعوۃ پاکستان بنام محمد مسعود اعظم بن حضرت گوندلویؒ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وبعدہ

ہمیں فضیلۃ الشیخ مولانا حافظ محمد گوندلوی کی وفات کی افسوسناک واندوہناک خبر پہنچی مرحوم حدیث کے ایک عظیم وبلند پایہ عالم اور اس میدان کے آخری شاہسوار تھے۔

میں اپنی طرف سے اور اپنے دفتر کے جملہ اراکین کی جانب سے اس پر دلی افسوس کا اظہار کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی وسیع رحمتوں سے ڈھانپ لے اور جنت الفردوس میں داخل فرمائے اور دعا کرتا ہوں کہ خدائے بزرگ وبرتر پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ ہم سب کو اس کے علاوہ اور کسی چیز کا اختیار نہیں کہ ہم اپنی زبان سے وہ کلمات ادا کریں جن کا ہمیں ایسے موقع پر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واللہ یحفظکم والسلام

قطعہ تاریخ وفات از علیم ناصری

رحلت حضرت محدث نے کیا یوں مضمحل
سب محبوں کے حواس و ہوش یکسر کھو گئے

۱۴۰۵ھ

اس کے غم میں عقل و عشق و فضل و زہد و ورع بھی
مضطرب ایسے ہوئے سب بے سرو پا ہوگئے

فہیم و باشعور و نکتہ داں حافظ محمد تھے

از مولانا عبدالرحمٰن عاجز مالیر کوٹلوی

وہ سن لیں جن کے لب پر ہے کہاں حافظ محمدؒ تھے
جہاں انصاف تھا حق تھا وہاں حافظ محمدؒ تھے
خلوص و صدق میں، حلم و سخا میں، زہد وتقویٰ میں
ہر ایک حسن و عمل میں کامراں حافظ محمدؒ تھے
فصاحت میں، بلاغت میں، روایت میں، درایت میں
فہیم و باشعور و نکتہ داں حافظ محمدؒ تھے
شرافت میں، نجابت میں، امانت میں، دیانت میں
مقام اوج پر جلوہ فشاں حافظ محمدؒ تھے
تاثر ہے یہی حلقہ بگوشان محبت کا
شہیداں وفا کی داستاں حافظ محمدؒ تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معطر ہو رہا تھا ایک عالم جن کی نکہت سے
وہ عالم میں مہکتا گلستاں حافظ محمدؒ تھے
نہ کیوں بے تاب ہوں شاگرد عاجزان کی فرقت سے
کہ شاگردوں میں مثل داستاں حافظ محمدؒ تھے

بیاد حضرت حافظ محمد گوندلویؒ مرحوم

ڈاکٹر وحید الزماں طارق، ایم بی بی ایس (نواسہ حضرت محدث گوندلویؒ)

عالم بے کیف سے حافظ محمدؒ اٹھ گئے
طارق بے دست وپا کے جد امجد اٹھ گئے
کیا اٹھے حضرت کہ اک دنیا اٹھا کر لے گئے
اس جہاں سے شارحِ گفتار احمدؐ اٹھ گئے
چھا گئیں تاریکیاں میرے لئے ہر چار سو
ان کے ساتھ انوار ان کے سوئے مرقد اٹھ گئے

جن کے دم سے عام تھی بانگ ِکما قال الرسولؐ
جن کے علم و فضل پر تھیں دنگ انسانی عقول
ان کا ہم پایہ نہ پھر پائے گی چشم آفتاب
نقش جن کے حافظے میں تھے سب ابواب و فصول
آہ وہ متبحر عالم ،مفتی و شیخ الحدیث
جن کی لوح دل پہ روح ِ دیں کا ہوتا تھا نزول

عمر بھر صبر و قناعت ہی رہا جن کا شعار
دل میں رقت،لب پہ شفقت اور بیاں میں انکسار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کے دم سے ہوگئے تثلیث کے بت پاش پاش
گو کہ تھا انگریز کا اس وقت قائم اقتدار
منکر قول نبیؐ کی بھی خبر لیتے رہے
بہرِ دین مصطفٰے کو کرگئے وہ آشکار
تشنہ کاموں کو دیا توحید کا آبِ حیات
سنت وقرآں سے دی گم کردہ راہوں کو نجات
یاد کرتے ہیں اسے دہلی بھی مدراس بھی
اس نے توڑے ہر جگہ بدعت کے لات و منات
فیصل آباد اب بھی اس کے درس سے آباد ہے
ماموں کانجن کو ملی اس کی نواؤں سے حیات

فلسفہ، طب و ادب اور منطق و علم الکلام
میرے جد محترم کی دسترس میں تھے تمام
میں نے ان سے سن کے سب اشکال اپنے حل کئے
جب بھی میرے ذہن میں پکنے لگا سودائے خام
نارسا تھیں ان کے علم و فضل کی گہرائیاں
ان کے فکر و فن کو چھو سکتے نہ تھے کوتاہ گام

چاہ غم میں بھی مثال یوسف کنعاں رہے
مبتلائے رنج احباب و غم دوراں رہے
شکوہ ناقدریِ عالم کبھی لب پر نہ تھا
اپنی دنیا میں رہے ہر حال میں شاداں رہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا ثانی ڈھونڈنے جاؤں تو میں جاؤں کہاں
اب بھی دل میں کتنے باقی کیا کہوں ارماں رہے

ہیں اخص الخاص جوان سے ہوئے ہیں فیضیاب
آسمان علم کے وہ بھی ہیں مہر و ماہتاب
تا ابد جلتے رہیں گے یوں چراغوں سے چراغ
سلسلہ در سلسلہ جاری رہے گا اکتساب
جیسے علم و فن کے در ان پر ہمیشہ وار ہے
عاقبت میں کھلے فردوس کا ایک ایک باب

ان کے علاوہ بھی بہت سے شعراء اور علمائے کرام نے اپنے اپنے انداز میں حضرت حافظ صاحب کو خراج تحسین پیش کیا مگر ضخامت کے ڈر سے انہیں شامل نہیں کیا گیا۔ بلاشبہ حضرت حافظ صاحب کی ذات گرامی بے شمار خوبیوں سے متصف تھی۔ انہی خوبیوں کے پیش نظر ہفت روزہ ''الاسلام'' لاہور نے اپنی ۲۳/اگست ۱۹۸۵ء کی اشاعت میں ایک اشتہار کے ذریعے حضرت محدث گوندلوی نمبر شائع کرنے کا عندیہ دیا جس میں کہا گیا تھا۔

''محدث العصر، استاذ العلماء، حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی عصر حاضر کی سب سے بڑی علمی اور دینی شخصیت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں گونا گوں اوصاف سے متصف فرمایا تھا۔ زہد و ورع، اخلاق و عادات، تہذیب و شائستگی، تصنیف و تالیف، علم و فضل، تحقیق و دانش، درس و تدریس، تعلیم و تعلم، ذہانت و فراست، قیادت و سیادت، خطابت و امامت، جمیع علوم و فنون میں عبور و استحضار۔ عالمی شہرت و ناموری کے اعتبار سے محدث العصر ایک جامع صفات، جامع کمالات، اور جامع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حیثیات شخصیت کے مالک تھے۔ان کے تلامذہ کا سلسلہ دنیا بھر میں پھیلا ہوا تھا۔ہم ان کے معاصرین، رفقاء کار اور معزز تلامذہ سے ادب واحترام سے درخواست کریں گے کہ حضرت موصوف کے بارے میں وہ جس زاویہ نگاہ سے بھی لکھنا چاہیں ''الاسلام'' انہیں یکجا نہائیت خوبصورت اور معیاری انداز سے شائع کر کے ایک تحقیقی علمی، دینی، مرقع پیش کرنے کا پروگرام مرتب کر چکا ہے۔اولین فرصت میں آپ اپنے رشحات قلم مرتب کر کے ہمیں بھیجیں تاکہ ہم جلد از جلد انہیں اہل علم کے سامنے پیش کر سکیں۔یہ ضخیم نمبر ۸۶ء کی ایک عظیم علمی پیش کش ہو گا۔

☆ قاضی محمد اسلم سیف فیروز پوری ☆ پروفیسر مقبول احمد قاضی ☆ جناب بشیر انصاری مذکورہ بالا تینوں حضرات محدث گوندلوی نمبر کیلئے خاصی تگ و دو کر رہے ہیں۔اس نمبر کی تمام ترتیب وتسوید اور تالیف وتکمیل ان کی نگرانی میں ہوگی۔'' (ادارہ)

اس اشتہار کے بعد بے شمار علماء نے اپنے اپنے رشحات قلم ادارہ کو بھیجے مگر ان کو یکجا نہ کیا جا سکا۔راقم نے ان مضامین کی تلاش میں محترم بشیر انصاری صاحب سے ملاقات کی تو پتا چلا کہ وہ مضامین حضرت حافظ صاحب کے صاحب زادے جناب مسعود اعظم صاحب لے گئے تھے۔میں استاد مکرم حافظ محمد الیاس اثری صاحب کی معیت میں ان کے گھر حاضر ہوا تو ان مضامین کے بارے میں استفسار کیا۔فرمانے لگے کہ وہ مضامین مجھ سے ابتسام الٰہی ظہیر صاحب لے گئے۔انہوں نے مئی ۱۹۹۲ء کو ماہنامہ ''ترجمان السنہ'' لاہور کا ''محدث گوندلوی نمبر'' شائع کیا۔(جو کہ نامکمل ہے اس میں بھی ۶۰ فیصد مضامین ہفت روزہ ''الاعتصام'' کی اشاعت خاص سے لئے گئے ہیں)۔اس کے علاوہ جو کوششیں حضرت کی سوانح کے متعلق ہوئیں ان میں ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور کی اشاعت خاص بیاد محدث العصر حافظ محمد گوندلویؒ سب سے اہم کاوش تھی جو کہ حضرت حافظ صاحب کے شاگرد رشید مولانا عطاء اللہ حنیفؒ اور ان کے رفقاء کی طرف سے ہوئی اس میں حضرت حافظ صاحب کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علمی، دینی اور ملی خدمات کا بڑے احسن طریق سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور وفات کے بعد جو تحریریں ''الاسلام'' اور دیگر جماعتی جرائد میں شائع ہوئیں انہیں یکجا کیا گیا ہے جو کہ ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

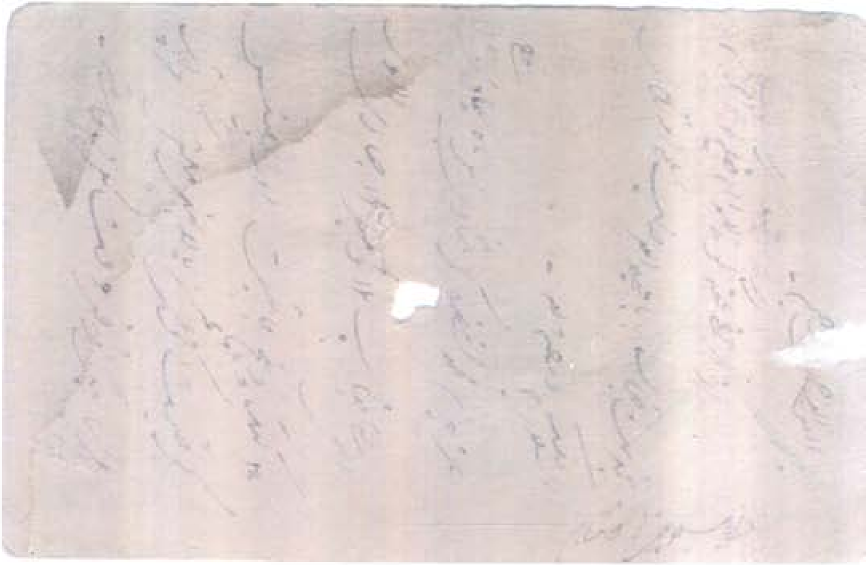

حافظ صاحبؒ کی تحریر کا عکس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نحن نصدق ان ... ابن ... الشوطن

تعلم من النصاب المخصوص للشعبة العربية من الطب القديم والجديد ...

وعلم العلاج وعلم الادوية وعلم التشريح وعلم حفظ الصحة وعلم الجراحة وعلم ...

وعلم الصيدلة ثم انه جلس في المطب ... في طرق التشخيص واصول التداوي وفاز امتحان

...

في مداواة الامراض ... وعلاماتها واوصيناه بان يراعي ...

يواسيهم ويقاسي دائما في ازالة اسقامهم وازاحة آلامهم

دستخط سکرٹری بورڈ — رجسٹر نمبر — مہر کالج

دستخط پرنسپل — تاریخ عطاء سند

حکیم اجمل مرحوم کے طبیہ کالج دہلی سے جاری سند فراغت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیورویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحن نصدق ان الحافظ محمد ابن مفضل الدین صاحب المتوطن ضلع گوجرانوالہ
قد تعلم من النصاب المخصوص للشعبة العربیة من الطب القدیم والجدید
علما نظریا وعلم العلاج وعلم الادویہ والتشریح وعلم حفظ الصحة والجراحة
وعلم الکیمیا وعلم الصیدلة ثم انہ جلس فی المطب وفکر فی طرق التشخیص
[illegible] فی الدرجة الاولی
[illegible] اجزۃ بالاشتغال فی [illegible]
لامراض بعد التفحص فی اسبابہا وعلاماتہا [illegible] وان یراعی الاعلا
ویواسیھم ویقاسی [illegible] فی ازالة اسقامھم وازاحة آلامھم

رجسٹر نمبر ۱ سنہ ۱۹۱۹ء

تاریخ عطاء سند ۱۳ فروری سنہ ۱۹۲۰ء

دستخط سیکرٹری بورڈ

اجمل

دستخط پرنسپل

مہر کالج

آیورویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج دہلی

طبیہ کالج دہلی کی سند کو دیمک چاٹ گئی تھی جس کی وجہ سے حافظ صاحبؒ نے اپنے ہاتھ سے اس کی یہ نقل تیار کی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سند الاجازہ از محدث العصر حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام الاتمان الاکملان
علی خاتم النبیین محمد وآلہ واصحابہ اجمعین وعلی من تبعہم من الفقہاء المحدثین
امابعد فان المولوی الفطن اللوذعی الحیی السری الماہر فی الحدیث والتفسیر
عطاء اللہ البھوجیانی الساکن الآن فی بلدۃ فیروزپور من فنجاب من الہند
الخطیب فی جامع اہل الحدیث فی ہذہ البلدۃ قد قرأ کتب السنۃ وغیرہا علی
غیری من العلماء وقرأ علی کتب بعض الفنون وسمع مواضع من کتب الحدیث
وتصدی للتعلیم والمطالعۃ حتی بلغ المقام الممتاز من بین الاقران
ثم طلب منی الاجازۃ اتباعا لمن مضی من الشیوخ فاجزتہ وان لم اکن اہلا للاجازۃ
امثالہ اقتداء للسلف واتباعا لسنۃ الخلف وقرأت المشکوۃ الی کتاب الجہاد
والنصف الاول من جامع الترمذی علی الشیخ المولوی عبد الاول رحمہ اللہ ثم قرأت
نبذا من الجامع علی الشیخ المشہور فی الاقطار المولوی عبد الجبار الغزنوی وقرأت باقی الجامع
والمشکوۃ وصحیح البخاری وصحیح مسلم وسنن ابی داود والنسائی واکثر من النصف
من سنن ابن ماجۃ علی اخی الشیخ عبد اللہ مولانا الشیخ عبد الغفور واجازنی [illegible]
الاشیاخ اجازۃ عن السید نذیر حسین رحمہ اللہ وسندہ عند العلماء معروف
ولی اجازۃ عن حافظ الوحیین الحدیث والقرآن الی فلان عبد المنان الوزیرآبادی
ولہ من الشیخ المتبحر فی الحافظین اعنی السید نذیر حسین
والحافظ الوزیرآبادی اجازۃ عن الشیخ البنارسی عبد الحق المتوفی [illegible] ولہ [illegible]
من الشیخ الامام الشوکانی محمد گوندلوی [illegible]
١٣٩٥

مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی ؒ کو حافظ صاحب ؒ کے ہاتھ سے جاری کردہ اجازۃ الحد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتواں باب

محدث گوندلویؒ کا انداز تدریس

حضرت حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے تدریس کے ان اوصاف سے متصف فرمایا اور ایسا ملکہ عطا کیا تھا کہ ان سے شرف تلمذ حاصل کرنے والا بیک وقت قرآن وحدیث، تفسیر وفقہ، اصول فقہ، اصول حدیث، تاریخ ومعانی، منطق وفلسفہ اور عربی ادب جیسے علوم کے ساتھ ساتھ اقوال آئمہ اور علمائے متقدمین ومتاخرین کی آراء سے بھی مستفید ہوتا تھا، اس کے علاوہ بے شمار تلامذہ نے آپ سے علمی دولت کے ساتھ ساتھ روحانی فیض بھی حاصل کیا جس میں اللہ نے آپ کو مہارت تامہ عطا فرمائی تھی۔

مولانا سیف الرحمٰن الفلاح ''الاعتصام'' کی اشاعت خاص کے صفحہ ۷۴ پر لکھتے ہیں:

''آپ بے شمار اخلاق والہ اور صفات حسنہ سے متصف تھے۔ آپ کے منور چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ موجود رہتی تھی۔ آپ کی نورانی پیشانی پر کبھی خفگی کے آثار دکھائی نہیں دیئے۔ طلبہ کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آتے اور مشفقانہ برتاؤ رکھتے۔ آپ کے سامنے جو زانوئے تلمذتہ کرتا اسے کبھی سرزنش نہیں کرتے تھے بلکہ پیار اور محبت سے غفلت کیش اور سست الوجود طلبہ کو مستعد کرتے۔ مجھے جب تک آپ سے اکتساب علم کا موقع ملا ہے میں نے ان کو کسی کو مارتے یا ترش لہجہ میں ڈانٹ ڈپٹ کرتے نہیں دیکھا۔ آپ اپنی تعلیم و تدریس کا اشتہار اخبارات میں نہیں دیتے تھے بلکہ جو طلبہ آپ سے تعلیم و تدریس حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے فارغ ہوتے وہی آپ کا اشتہار تھے۔ وہ آپ کے علمی تبحر، ثقاہت اور فقاہت کا تذکرہ کرتے بس پھر دور دراز سے طلبہ نحل انگبین کی طرح آپ کے گرد جمع ہو جاتے تھے اس طرح آپ مرجع الخلائق بن جاتے"۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی لکھتے ہیں:

"حضرت حافظ صاحب کا اسلوب درس حدیث اپنے اندر انفرادیت بھی رکھتا تھا اور بے حد جاذبیت بھی۔ وہ انتہائی وقار اور تمکنت کے مالک تھے اور اسی وقار و تمکنت سے مسند تدریس پر بیٹھتے اور طلبا کو پڑھاتے تھے۔ بخاری شریف میں ایک مہینے سے زیادہ عرصہ حجیت حدیث، اتباع حدیث، صحیح بخاری کی شرائط صحت حدیث، امام بخاری کے مقام و مرتبہ کی تعیین اور دیگر محدثین سے ان کے امتیاز وغیرہ امور کی وضاحت میں صرف ہو جاتا۔ وہ بڑی روانی اور صفائی سے درس دیتے تھے۔ ان کے ارشادات انتہائی احتیاط اور توجہ سے سننے کی ضرورت تھی۔ آسان زبان اور عام فہم انداز میں ان کیلئے بات کرنا بہت مشکل تھا۔ یوں سمجھیے کہ وہ مشکل کلام تھے۔ خالص علمی انداز میں تقریر فرماتے تھے" (نقوش عظمت رفتہ، ص ۱۳۱)

مزید صفحہ ۱۳۲ پر لکھتے ہیں:

"تفسیر، حدیث، فقہ، عربی ادبیات، فلسفہ، منطق، معانی و بیان اور صرف نحو وغیرہ علوم متداولہ و مروجہ میں ان کو یکساں عبور حاصل تھا۔ یعنی معقولات اور منقولات دونوں اصناف علم پر ان کی گہری نظر تھی۔ کسی موضوع پر گفتگو کرتے تو پتا چلتا کہ اس کے تمام پہلوؤں پر ان کی پوری گرفت ہے۔ ذہانت و فطانت اور وسعت علم میں اس صدی کا کوئی معروف عالم ان کا حریف نہ تھا۔ مسئلے کی وضاحت کرتے وقت کبھی ان کے کلام میں رکاوٹ پیدا نہ ہوئی۔ کوئی شرعی مسئلہ پوچھیے، کسی علمی معاملے کی عقدہ کشائی کیلئے ان کے باب تحقیق پر دستک دیجئے پورا جواب ملتا اور مسئلہ منقح ہو جاتا۔ دو سال یہ فقیر (اسحٰق بھٹی) ان کے حلقہ درس میں حاضر رہا اس اثناء میں صرف ایک دفعہ ایسا ہوا کہ صحیح بخاری کے درس میں کسی مسئلہ پر گفتگو کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے کوئی بات کہی اور پھر اسی لمحہ فرمایا نہیں اصل معاملہ یوں ہے یعنی کسی مسئلے میں ذرا سی سبقت لسانی ہوئی پھر فوراً احساس نے کروٹ لی اور زبان نے پلٹا کھایا اور اصل معاملے کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ اقلیم علم کے تمام گوشوں پر ان کی حکمرانی تھی اور زبان کو حرکت دیتے تو اندازہ ہوتا تھا شروح و رجال کی بڑی بڑی کتابیں جنہیں ''امہات الکتب'' کہنا چاہیے ان کو زبانی یاد ہیں۔

متقدمین اکابر ہوں یا متاخرین اہل علم، سب کی صحیح بات کو صحیح قرار دیتے ہوئے تحسین فرماتے اور غلط موقف کی برملا تغلیط کر دیتے۔ ایسا کبھی نہ ہوتا کہ اپنے ہم خیال اکابر مثلاً امام ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ، ابن حجر عسقلانیؒ، امام شوکانیؒ یا شاہ ولی اللہؒ کے موقف واقوال کی بہر حال تائید و تصویب ہی فرماتے۔ بلکہ جہاں ان کا موقف راہ حق وصواب سے ہٹا ہوا پاتے اس کی وضاحت وتردید کر دیتے اور علم و تحقیق کے جس میدان میں بھی کسی مقلد عالم یا مخالف کا قول درست سمجھتے اس کی تائید و تصویب کرنے میں قطعاً متامل نہ ہوتے۔ (درس صحیح بخاری ص ۲۰ ۲۱)

مولانا محمد علی جانبازؒ لکھتے ہیں:

دوران درس طلبہ جس قدر بھی سوالات کرتے شیخ ان کے تسلی بخش جوابات عنایت فرماتے حالانکہ روزانہ درس کا ایک معتدبہ حصہ اس میں صرف ہو جاتا۔ ان میں کچھ درس سے غیر متعلقہ سوالات بھی ہوتے مگر آپ نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ جوابات دیتے۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ طلباء کو مسائل کما حقہ ذہن نشین ہو جائیں اور کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے۔

آپ کے درس حدیث میں کان علی رء وسھم الطیر کا منظر قابل دید ہوتا تھا۔ سب آپ کی تقریر کی طرف ہمہ تن گوش اور محو سردش ہوتے تھے۔ دوران درس آپ ہمیشہ باوضو رہتے، طلبہ سے دوران درس بے تکلفانہ خطاب فرماتے اور بحکم حدیث نبوی ﷺ انما انا لکم مثل الوالدلولده۔ انتہائی شفقت اور محبت سے پیش آتے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ درس حدیث میں ایک مشفق باپ اپنی اولاد سے محو گفتگو ہے۔ دوران درس امر بالمعروف و نہی عن المنکر، الاعتصام بالکتاب والسنہ کی ہمیشہ تاکید فرماتے۔ طلبہ کے عقائد واخلاق۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعمال کی اصلاح کے لئے جو مواعظ و نصائح ضروری ہوتے سب کی تلقین فرماتے۔ آپ کے درس کا ایک خاص اثر یہ تھا کہ طلبہ کے دلوں میں انبیاء کرام، صحابہ کرامؓ، ائمہ مجتہدین اور بزرگان سلف کے ساتھ عقیدت و محبت جاگزیں ہو جاتی تھی۔ دوران درس اگر کوئی ملنے آجاتا تو آپ قطعاً اس کی طرف توجہ نہ فرماتے، خواہ کتنی ہی عظیم شخصیت کیوں نہ ہوتی۔ پھر جب درس سے فارغ ہوتے تو متوجہ ہوتے اور خیریت پوچھتے اور خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ آپ کا یہ عمل خالص حدیث کے احترام کے طور پر ہوتا تھا۔ (اشاعت خاص، ص ۲۶ ۔ ۲۷)

مولانا محمد امین صاحب لکھتے ہیں:

حضرت الحافظ مرحوم اگرچہ پڑھاتے تو حدیث تھے مگر سب ہی علوم درس میں آجاتے بخدا آپ ہر علم میں حقیقتاً استاذ ہی تھے۔ تفسیر و حدیث کے بعد طب و فلسفہ سے خصوصی دلچسپی تھی کبھی کبھی منطق، فلسفہ یا اصول فلسفہ کے کسی مسائل کو بیان فرماتے تو معلوم ہوتا کہ ہم نے ہی مسئلہ کبھی پڑھا ہی نہ تھا حالانکہ وہی مسئلہ متداول علوم میں کئے مرتبہ پڑھ چکے ہوتے تھے۔ حضرت کی تقریر سے وہ مسئلہ بہت صاف انداز میں ذہن نشین ہو جاتا جو شاید اس طرح اس فن کی مزید کتب پڑھنے سے بھی سمجھ نہ آتا در حقیقت یہ نتیجہ تھا آپ کے کامل استاذ ہونے کا!

خود فرمایا کرتے تھے:

> ''علم کامل استاذ سے حاصل کرنا چاہیے ناقص مدرس کے پاس پڑھنے سے زندگی تباہ ہو جاتی ہے۔

اور ہم نے اس مقولے کی تصدیق آنکھوں سے دیکھی۔ حقیقت یہ کہ ہمیں حضرت کے سامنے بیٹھنے سے نیا شعور حاصل ہوتا تھا۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آٹھواں باب

علمی جلالت وثقاہت اور قوت حافظہ

حضرت حافظ صاحبؒ علوم وفنون کا ایک بحرذخار تھے۔آپ ایک بلند پایہ مفسر و محدث، عظیم الشان متکلم اور فلسفی تھے۔نہ صرف یہ کہ آپ علوم وفنون کی کتب پر نظر رکھتے تھے بلکہ آپ نے ان کے مصنفین ومؤلفین پر مختلف مقامات پر گرفت بھی کی۔یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ اپنی زندگی میں آپ کو ۶۰ سال تک بخاری شریف پڑھانے کی جو سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی وہ کم ہی کسی کو حاصل ہوتی ہے۔دوران درس آپ جلیل القدر متقدمین ومتاخرین اور معاصرین علماء پر بھرپور اعتماد سے علمی نقیض فرماتے تھے۔

جہاں آپ نے جاراللہ زمخشری صاحب الکشاف کے اعتزال اور امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر الکبیر کی جہمیانہ طرز فکر کو ہدف تنقید بنایا۔وہاں مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی بخاری کے باب میں علمی تسامحات کی نشان دہی بھی کی اور علامہ ناصر الدین البانیؒ کے موقف سے اختلاف کا اظہار فرمایا۔آپ کا انداز توضیح بہت عمدہ ،طرز بیان انتہائی مؤثر اور قوت استدلال اپنی مثال آپ تھی۔قرآن وحدیث، منطق وفلسفہ،صرف ونحو،لغت ومعانی، کے علاوہ علم کلام اور عقائد کی دقیق سے دقیق بحثوں سے گوہر مراد نکالنے میں آپ کو جو ملکہ حاصل تھا، متکلمین فلاسفہ کے گورکھ دھندوں میں سے گزر کر سلفی نہج اور عقیدے پر ثابت قدمی آپ کے راسخ العلم ہونے کی بین دلیل تھی کوئی فقہی موشگافی ،کوئی فلسفیانہ معمہ، کوئی متکلمانہ گنجلک آپ کو سبیل المومنین سے کسی طور پر بھی الگ نہ کرسکی۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحت فکر و تحقیق پر بلا کا اعتماد بخشا تھا۔

ایک دفعہ کسی کتاب کو دیکھ لیتے تو اس کے مالہٗ وما علیہ سے آگاہ ہو جاتے اور فی البدیہہ اس پر تبصرہ فرما دیتے جو بذات خود ایک علمی تعاقب کا درجہ رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زبردست استحضار علمی اور قوت حافظہ سے نوازا تھا۔

اسماء الرجال، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، فقہی مذاہب اربعہ یا دیگر فنون کے متعلق کوئی سوال کیا جائے تو آپ فوراً اس کا مدلل اور باحوالہ جواب ارشاد فرماتے، گویا کہ آپ علوم وفنون کا ایک ایسا انسائیکلوپیڈیا اور کمپیوٹر تھے کہ آپ کا بتایا ہوا حوالہ کبھی غلط نہیں ہوتا تھا۔ حضرت حافظ صاحب بسا اوقات خود حوالہ نکال کر دیتے تھے۔

(تذکرہ علمائے اہل حدیث ج ۳ ص ۲۵۲)

''آپ کو حدیث کی اکثر کتابیں ازبر تھیں، خصوصاً بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف تو آپ کی زبان پر مثل فاتحہ چلتی تھی۔ اس کے علاوہ آپ شروح حدیث کی طویل سے طویل عبارات زبانی پڑھتے چلے جاتے تھے۔ گویا کہ کتاب سامنے رکھی ہوئی ہے۔ آپ کی قوت حافظہ خیر القرون کے محدثین کرام کی قوت حافظہ کی یاد تازہ کر دیتی تھی۔ امیر المومنین فی الحدیث امام بخاریؒ نے اپنے تراجم میں احادیث، فقہ، اصول فقہ اور اسناد کے جو رموز و اشارات، نکات عجیبہ وفوائد غامضہ اور تحقیقات عالیہ کو سمیٹنا ہے انہیں شرح وبسط سے پیش کرنا حضرت حافظ محمد گوندلویؒ صاحب کا ہی خاصہ وکمال تھا۔ لیکن ان کے درس کو سمجھنے کے لئے عقل کامل حضور قلب اور فہم ثاقب کی ضرورت تھی''۔ (ایضاً ص ۲۵۵)

''آپ کو اقلیدس، الجبرا، حساب ٹریگنومیٹری جیسے علوم میں بھی عبور تھا۔ یہ جملہ مضامین آپ نے عربی میں پڑھے تھے۔ آپ کے صاحبزادے محمود صاحب کا بیان ہے کہ ایف ایس سی کے مضامین فزکس، کیمسٹری، سائنس اور ریاضی وغیرہ میں سے کسی اشکال کے متعلق میں دریافت کرتا تو حضرت فوراً تشفی فرما دیتے۔ آپ نے فقہ اربعہ کا انتہائی عمیق مطالعہ کیا اور شیعہ فقہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ شیعہ سے بھی زیادہ ان کی فقہ کو جانتے تھے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ ازیں آپ نے ہندوازم، سکھ مذہب، عیسائیت، اور یہودیت کا سیر حاصل مطالعہ کیا۔ گرنتھ، وید وغیرہ بھی پڑھے گویا آپ کی شخصیت سراسر علمی اور دائرۃ المعارف کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ ایک بہت بڑے محدث، فقیہ، لغوی، نحوی، صرفی اور جملہ علوم وفنون عربیہ واسلامیہ کے ماہر تھے۔ صوفیان کرام کی آراء وخیالات سے ماہرانہ واقفیت رکھتے تھے۔ امام غزالی، علامہ رازی، امام ابن الہمام، ابوالبرکات بغدادی، ابن عربی، شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ، شاہ عبدالعزیزؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے خیالات وافکار سے مکمل آگاہی رکھتے تھے۔ نیز امام ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن حزم اور امام شوکانی رحمہم اللہ اجمعین کی تحقیقات سے متعلق وسیع معلومات حاصل تھیں، ان کے بارے میں آپ ناقدانہ اور محققانہ رائے رکھتے تھے۔ بعض علماء اہل حدیث امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن قیمؒ سے اتنے متاثر ہیں کہ ان کے خیالات کو مقلدانہ طور پر مانتے ہیں لیکن حضرت حافظ صاحب ایسا نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے کئی مسائل پر تنقید کرتے تھے اور ان کے خلاف مؤقف کو بدلائل ترجیح دیتے تھے۔ (تذکرہ علمائے اہل حدیث ج ۳ ص ۲۵۶)

الغرض حضرت حافظ صاحبؒ محدث العصر، حافظ الحدیث، بحرالعلوم، جامع المنقول والمعقول، فن تدریس کے امام قادرالکلام متکلم، معجز بیان فلسفی، نکتہ سنج فقیہ اور ژرف نگاہ مجتہد تھے۔

حضرت حافظ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے جہاں بہت سارے انعامات اور خوبیوں سے نوازا تھا وہاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا کا حافظہ بھی دیا تھا۔ اللہ کی مہربانی سے حافظ صاحب قوت ادراک فہم مسائل، ذہانت وفطانت اور قوت حافظہ میں اپنا کوئی ثانی نہ رکھتے تھے۔

حضرت حافظ صاحبؒ خود فرمایا کرتے تھے:

میرے علم وعمل کے خزانے میں میری والدہ ماجدہ کی دعاؤں کا بہت سارا حصہ ہے۔ ابھی میں عالم معصومیت میں تھا کہ میری والدہ محترمہ نے پختہ ارادہ کرلیا کہ میں اپنے لخت جگر کو علم دین کیلئے وقف کروں گی اور پھر دعا کرتیں کہ یا اللہ میرے بیٹے کو عالم باعمل بنا۔ آپ کی دعاؤں کا اثر تھا کہ اللہ عزوجل نے میرا دماغ وحافظہ بے مثال بنادیا۔ دس سال کی عمر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں قرآن پاک حفظ کرلیا اس کے بعد جو کتاب ایک بار نظر سے گزر جاتی وہ ہمیشہ یاد رہتی۔

حضرت العلام کا علمی مرتبہ ومقام بہت بلند تھا طالب علمی کے زمانہ سے ہی آت دوسرے طلباء سے ممتاز تھےبعض کتابیں آپ نے کسی استاذ سے نہیں پڑھیں۔ بعض صرف پڑھ کر سنا دیں۔ کہیں کچھ پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

تفسیر بیضاوی کے متعلق فرمایا:

''میں نے مولانا عبدالرزاق کو سنائی پہلے مطالعہ کر لیتا اور پھر جا کر انہیں سنا دیتا''

جلالین کے متعلق فرمایا:

''میں نے خود ہی پڑھ لی تھی اس کا کسی استاذ سے کیا پڑھنا تھا''

حالانکہ جلالین کو اساتذہ کرام دو سال میں مکمل کرواتے ہیں۔ اللہ کی قدرت ہے کہ آپ نے خود ہی اس پر عبور حاصل کر کے طلبہ کو پڑھا دیا۔

☆ مزید فرمایا کرتے:

کہ ایک وقت تھا کہ میں روزنامہ اخبار پڑھتا تو اس کی پوری عبارت ذہن میں نقش ہو جاتی اور وہ پورا مضمون بلا لفظی ہیر پھیر اور تغیر وتبدل کے دوہرانا چاہتا تو دوہرا سکتا تھا۔ بدیں وجہ میں نے اخبارات کا مطالعہ اس خیال سے چھوڑ دیا کہ بے مقصد چیزوں کو ذہن میں لانے کی کیا ضرورت ہے۔

اسی طرح کا ایک واقعہ راقم کو مولانا عبدالرحمان (سابق متعلم دارالحدیث رحمانیہ دہلی) گوجراں والا نے سنایا:

کہ میں نے حضرت حافظ صاحبؒ کے متعلق جب یہ سنا کہ ان کو اخبار کی عبارات ازبر ہو جاتی ہیں تو میں ان کے مطب پر حاضر ہوا اور اس کے متعلق عرض کیا۔

تو فرمانے لگے! امتحان لینا ہے؟

میں نے کہا اطمینان قلب کے لیے حاضر ہوا ہوں آپ شفقت فرمائیں۔

فرمانے لگے اخبار لاؤ۔ قریب ہی زمیندار اخبار کا ایک پرچہ پڑا ہوا تھا میں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت میں پیش کیا آپ نے اس کا مطالعہ کیا اور اس کے چند منٹ بعد حضرت حافظ صاحب نے وہ سارا صفحہ مجھے سنا دیا۔

حافظ محمد گوندلویؒ ان عظیم الشان شخصیات میں سے تھے جن کی ذہانت سے آپ کے تلامذہ ہی نہیں بلکہ آپ کے اساتذہ بھی متاثر تھے۔

☆ جب آپ علم طب حاصل کرنے کیلئے دہلی تشریف لے گئے تو آپ نے دہلی کے طبیہ کالج میں برصغیر کی بین الاقوامی شخصیت حکیم اجمل خاں کے سامنے بھی زانوئے تلمذ تہ کیا حکیم اجمل خاں آپ کی ذہانت سے اتنا متاثر ہوئے۔فرمایا کرتے تھے:

''جب اس شخص کے سامنے مجھے لیکچر دینا پڑتا ہے تو مجھے بہت زیادہ تیاری کرنی پڑتی ہے''

☆ صوفی نذیر احمد شاکر کا بیان ہے کہ

حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ

''جب میں طبیہ کالج دہلی میں پڑھتا تھا ان دنوں کالج کے سٹاف میں ایک پروفیسر مولانا عبدالرزاق بھی تھے۔انہوں نے حضرت حافظ صاحب سے فرمایا کہ میں تجوید کی کتاب پڑھنا چاہتا ہوں کیا آپ مجھے پڑھا دیں گے؟

حافظ صاحب فرماتے ہیں میں نے حامی بھر لی ،لیکن میں نے وہ کتاب پڑھی ہوئی نہ تھی۔ بازار سے ایک شرح و خلاصہ اس کتاب کا خریدا ،اس کا مطالعہ کرتا رہا اور مولانا عبدالرزاق کو وہ کتاب پڑھاتا رہا ان کو محسوس تک نہ ہوا کتاب مکمل ہوگئی۔حقیقت یہ تھی کہ اس سے قبل یہ کتاب میں نے پڑھی نہیں تھی''۔

☆ صوفی نذیر احمد بیان کرتے ہیں

میں نے حضرت حافظ صاحب سے پوچھا کہ جب کبھی کسی کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ کو کوئی مشکل پیش آئے تو اس اشکال کے حل کے لیے آپ کس سے رجوع کرتے ہیں؟ علمائے کرام اور اساتذہ ایک دوسرے سے اس سلسلہ میں مدد لیا کرتے ہیں آپ کس سے مدد لیتے ہیں۔آپ نے فرمایا!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں عام طور پر ایسا کرتا ہوں کہ تہجد کے وقت جب بیدار ہوتا ہوں، تو اس وقت یہ دعا پڑھتا ہوں۔ جس سے اللہ تعالیٰ میرے تمام اشکالات کے حل میں مدد دیتے ہیں اور پھر مشکل کتب جب میں دوبارہ مطالعہ کرتا ہوں تو کوئی دقت پیش نہیں آتی دعا کے الفاظ یہ ہیں:

اللھم رب جبریل و میکائیل واسرافیل فاطر السمٰوٰت والارض عالم الغیب الشھادۃ انت تحکم بین عبادك بیما کانوا فیه یختلفون۔ اھدنی لما اختلف فیه من الحق باذنك انك تھدی من تشاء الی صراط مستقیم۔

☆ صوفی نذیر صاحب لکھتے ہیں:

حافظ صاحب نے فرمایا

''بہاولپور میں میرے اور مولانا عبداللہ درخواستی (واحناف میں حافظ الحدیث کے لقب سے جانے جاتے ہیں) کے ایک مشترکہ شاگرد کی شادی تھی۔ ہم دونوں وہاں موجود تھے۔ ایک آدمی آیا، اس نے مولانا درخواستی صاحب سے ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا یہ تو کہیں نہیں ہے۔ میں پاس ہی تھا، میں نے کہا یہ حدیث ہے اور مشکوۃ کے باب الجمعہ میں ہے۔ مولانا عبداللہ درخواستی نے لاعلمی کا اظہار کیا تو میں نے مشکوۃ منگوا کر وہ حدیث دیکھا دی۔ جس پر حاضرین مجلس حیران رہ گئے۔

☆ ایک دفعہ حافظ صاحبؒ نے ایک کتاب اثبات التوحید فی ابطال التثلیث تحریر کی جو کہ عبدالحق پادری کہ رسالہ ''اثبات التثلیث'' کے رد میں تھی۔ حافظ صاحب نے اس کا مسودہ کتابت کے لئے کاتب کو دیا۔ کچھ دنوں بعد کاتب سے وہ مسودہ گم ہوگیا تو اس نے حافظ صاحب کو اطلاع کر دی اب اگر کوئی اور مصنف ہوتا تو وہ پریشان ہوتا اور دوبارہ ہو بہو اس طرح کا مسودہ تیار کرنے پر قادر نہ ہوتا۔ دو دن بعد حافظ صاحب نے دوبارہ وہی مسودہ تیار کر کے کاتب کو دے دیا۔ اتفاق سے کاتب کو پہلے والا مسودہ بھی مل گیا۔ جب دونوں مسودوں کو آپس میں ملا کر دیکھا گیا تو دونوں مسودوں کی عبارت بالکل ایک جیسی تھی کسی ایک فقرے میں بھی کسی قسم کا ردوبدل نہ تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ مولانا عبدالحمید انور رحمانی لکھتے ہیں کہ میرے والد مولانا محمد رمضان نے ایک بار مجھے بتلایا کہ ایک شخص نے طب اسلامی کے موضوع پر کتاب لکھی اور وہ اس پر نظر ثانی کیلئے حضرت گوندلوی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنی مصروفیات کی وجہ سے معذرت کردی مگر اس شخص کے اصرار پر آپ نظر ثانی کیلئے بایں صورت آمادہ ہو گئے کہ وہ انہیں ہر روز کتاب کا کچھ حصہ سنایا کریں اور ضروری تصحیح ساتھ ساتھ ہوتی جائے گی۔ چنانچہ اس کتاب پر نظر ثانی ہوگئی مگر شومئی قسمت سے کتاب کا مسودہ گم ہو گیا اور اس شخص نے نہایت افسوس کے ساتھ اس کا ذکر حافظ صاحب سے کیا۔ آپ نے اس کی دلجوئی فرمائی کہ ہر روز آجایا کرو جو کچھ مجھے یاد ہے آپ کو لکھوادوں گا۔ آپ نے چند دنوں میں وہ کتاب لکھوادی۔

☆ ایک دفعہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں کسی اہم مسئلے پر گفتگو ہو رہی تھی۔ گفتگو کے دوران جناب شیخ محمد امین الشنقیطی نے جو تفسیر اضواء البیان کے مصنف ہیں حافظ صاحب سے چند روایات دریافت کیں تو حافظ صاحب نے فرمایا کہ یہ سب روایات ترمذی شریف میں ہیں۔ اس مجلس میں موجود تمام لوگوں نے بیک زبان کہا کہ یہ روایات ترمذی میں کسی جگہ بھی موجود نہیں ہیں۔ اسی وقت حافظ صاحب نے وہ تمام روایتیں ایک ایک کر کے ترمذی شریف میں دکھادیں۔ جس پر صاحب اضواء البیان نے کہا:

ماراء یت اعلم علی وجه الارض من هذاالشیخ

میں نے روئے زمین پر آج تک ان سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔

☆ اسی طرح جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کا ہی واقعہ ہے جب آپ وہاں شیخ الحدیث کی مسند پر فائز تھے چند طلباء نے آپ سے سوال کیا کہ کیا امام ابن تیمیہؒ امام ابن حجر العسقلانیؒ سے علمی فوقیت رکھتے ہیں یا امام ابن حجر العسقلانیؒ ابن تیمیہؒ سے؟

آپ نے فرمایا علوم عقلیہ کے اعتبار سے امام ابن تیمیہؒ امام ابن حجر العسقلانیؒ سے زیادہ عالم تھے اور علوم نقلیہ یعنی اسماء الرجال تاریخ اور اصول حدیث کے اعتبار سے ابن حجر العسقلانیؒ امام ابن تیمیہؒ پر فوقیت رکھتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طلبہ نے یہ بات سنی تو بڑی تشویش کا اظہار کیا کہ حافظ صاحب نے امام ابن حجر العسقلانیؒ کو امام ابن تیمیہؒ پر فوقیت دی ہے۔ جب یہ بات جامعہ کے رئیس الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ تک پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ حافظ صاحب اس موضوع پر ایک محاضرہ دیں۔ پھر ایک دن اچانک حافظ صاحبؒ کو ظہر کی نماز کے بعد محاضرے کی دعوت دے دی گئی۔ اس مجلس میں جامعہ کے علما و مشائخ، طلباء اور دیگر شخصیتیں جمع تھیں۔

حافظ صاحبؒ نے اسی وقت ایمان کے موضوع پر تفصیل سے بحث کی اور امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن حجر العسقلانیؒ کی عبارتوں کے تقابل سے اپنے موضوع کو ثابت کر دکھایا۔ محاضرہ جب ختم ہوا تو جامعہ کے رئیس اور دوسرے مشائخ نے آپ کو مبارک باد دی اور کہا ہم نے کبھی ایسا محاضرہ نہیں سنا۔

جب کہ آپ کو اس محاضرے کی تیاری کا موقع بھی نہیں دیا گیا تھا اور نہ محاضرے کے دن کا علم تھا۔

☆ مولانا عبدالغفار حسن لکھتے ہیں:

۵۹ء میں جامعہ سلفیہ (لائل پور) فیصل آباد میں ایک سال تک ہم دونوں نے تدریس کے فرائض انجام دیئے مولانا محترم مرحوم شیخ الحدیث تھے وہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا درس دیتے تھے اور راقم الحروف کے ذمہ سنن ابی داؤد، مقدمہ ابن خلدون اور کتب ادب عربی تدریس تھی۔ ایک مرتبہ دوران تدریس مقدمہ ابن خلدون کا ایسا جملہ سامنے آیا جو حل نہیں ہو رہا تھا۔ بہت غور و فکر کیا لیکن اس کا مطلب واضح طور پر سمجھ میں نہ آسکا۔ محترم حافظ صاحب مرحوم و مغفور کی طرف رجوع کیا گیا۔ انہوں نے برجستہ انداز میں عبارت کا صحیح مطلب ذہن نشین کرا دیا۔ (اشاعت خاص، ص ٦)

☆ انڈیا کے ایک حکیم نے حکمت کی کتاب آٹھ سال میں مرتب کی۔ اس نے آپ کو کتاب کی بابت نظر ثانی کے لئے چٹھی لکھی۔ جب آپ کو یہ چٹھی ملی تو آپ نے تاریخ مقرر کر کے اس حکیم صاحب کو جواب لکھ دیا کہ فلاں دن مسودہ لے کر میرے پاس پہنچ جاؤ۔ حکیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب مسودہ لے کر حاضر خدمت ہو گئے آپ ایک ماہر طبیب بھی تھے (بلکہ طبیہ کالج دہلی کے فارغ التحصیل تھے) تین چار روز میں وہ مسودہ پڑھا، مشورے بھی دیئے اور اصلاح بھی کی۔ حکیم صاحب مسودہ لے کر واپس چلے گئے۔ دوران سفر یہ مسودہ گم ہو گیا حکیم صاحب نے ازحد پریشانی کے عالم میں آپ کو ایک طویل چٹھی لکھی۔ جب یہ چٹھی آپ کو ملی آپ نے اسی وقت جواب لکھا کہ چٹھی ملتے ہی ازجلد میرے پاس پہنچ جاؤ۔ چٹھی ملتے ہی حکیم صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے، آپ نے فرمایا کہ مسودہ کے مطابق بازار سے رجسٹر اور قلم دوات لے آؤ۔ حکیم صاحب یہ سامان لے آئے، آپ نے حکیم صاحب کو ''الف'' سے لے کر ''ی'' تک تمام کتاب حکمت مع اصلاح لکھوادی۔ حکیم صاحب بہت خوش ہوئے اور حیران بھی۔ (ارباب علم وفضل، ص ۲۶۹۔۲۷۰)

☆ ایک دفعہ کسی جلسے کی صدارت فرما رہے تھے۔ ایک کتاب تقریباً ۵۰۰ صفحات کی آپ کے ہاتھ لگ گئی۔ آپ جلسہ کی صدارت بھی فرما رہے تھے اور کتاب کا مطالعہ بھی کرتے رہے۔ جلسے کے اختتام پر وہاں سٹیج پر بیٹھے علما نے آپ سے سوال کیا کہ دوران جلسہ آپ کو اس کتاب سے کیا حاصل ہوا ہوگا؟ آپ نے مسکرا کر فرمایا:

آپ جہاں سے چاہیں اس کتاب سے متعلق سوال کر سکتے ہیں۔ جب آپ سے مختلف جگہوں سے سوالات کیے گئے تو آپ بالکل صحیح جواب دیتے رہے۔ (نداء الجامعہ ص ۷، ۸)

☆ مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ کے دور تدریس میں کمالیہ شہر کے مسلمانوں اور عیسائیوں کا ایک بہت بڑا معرکۃ الآرا مناظرہ رکھا گیا۔ جس میں حافظ صاحب کو نہایت احترام سے کمالیہ لایا گیا۔ اس مناظرہ میں آپ معاون مناظر تھے۔ آپ نے مسیحی مبلغ کو حادث وقدیم کی علمی بحث میں ایسا الجھایا کہ اس کے بعد پھر وہ چل ہی نہ سکا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس علمی نقطہ کے باعث فتح مبین عطا فرمائی۔ (اشاعت خاص، ص ۲۵)

☆ استاذ مکرم حافظ محمد الیاس اثری فرماتے ہیں:

ایک مجلس میں نبی اور رسول کے مفہوم پر بحث کرتے ہوئے حضرت مرحوم نے فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ بعض ائمہ ان دونوں لفظوں میں تفریق کے قائل ہیں اور کچھ دوسرے عدم تفریق کے قائل ہیں پھر جانبین کی طرف سے جو جو تفریقات کی گئی ہیں ان تذکرہ فرمایا پھر اپنا ذاتی رجحان تفریق کی طرف بتایا۔

پھر استفسار کیا گیا کہ آپ کس اعتبار سے تفریق کے قائل ہیں؟

تو فرمانے لگے کہ نبی کا لفظ صرف انسانوں پر بولا جاتا ہے اور رسول کا لفظ انسانوں میں جو پیغمبر ہوتے ہیں ان پر بولا گیا ہے اور جو ملائکہ میں پیغمبر ہوئے ہیں ان پر بولا گیا ہے۔ جیسے

اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا و من الناس (سورۃ الحج)

اللہ پاک نے ملائکہ میں سے بھی رسل کا انتخاب کیا اور لوگوں میں سے بھی۔ یہ تفریق ہم نے اپنے دیگر اساتذہ سے بالکل نہ سنی تھی۔

☆ ایک مرتبہ میں نے استفسار کیا کہ میں نے ایک بریلوی مولوی صاحب کا ایک رسالہ پڑھا ہے جس کا موضوع تھا ''نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا'' اس کے مندرجات کو میں نے بخوبی پڑھا۔ تمام دلائل کے جوابات ذہن میں مستحضر ہوگئے مگر ایک دلیل کا جواب نہیں بن رہا تھا۔ وہ یہ تھی کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ حکم ہے ادعونی استجب لکم (سورۃ المومن) مجھے پکارو یعنی مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ اس میں وقت، جگہ اور دیگر کوئی قید نہیں ہے۔ لہٰذا نماز جنازہ کے بعد بھی جو وقت ہے وہ دعا کا وقت ہے اس لئے قرآن مجید سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا جائز ہے۔ حضرت مرحومؒ نے فرمایا:

ان کا یہ استدلال عمومات سے ہے اور بدعات میں عمومات سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے۔ ورنہ تو دین میں بہت زیادہ بدعات آجائیں گی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی حیات عالیہ میں کئی بار ایسے مواقع آئے صحابی، صحابیات فوت ہوئیں آپ نے ان کی نماز جنازہ بھی پڑھائی تو کیا آپ نے نماز جنازہ ادا کر کے دعا کی تھی؟ اس کے لئے ثبوت چاہیے مگر احادیث کی ساری کتب اس بارے میں خاموش ہیں۔ اسی طرح اذان بھی آپ ﷺ کی عالی حیات میں ہوا کرتی تھی یہ حضرات جو کچھ اذان کے آغاز میں پڑھتے ہیں آپ ﷺ کی حیات مقدسہ میں بالکل نہیں ہوتا تھا۔ لہٰذا دین کو محفوظ رکھنے کی یہی صورت ہے کہ ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعات سے بالکل اجتناب کیا جائے ورنہ تو عمومات سے بڑے راہ نکال لئے گئے ہیں۔

☆ مزید لکھتے ہیں کہ ۱۹۶۶ء کی بات ہے کہ میں جب میں جامعہ اسلامیہ میں حضرت حافظ صاحب سے شرف تلمذ حاصل کر رہا تھا۔ ان دنوں میں علمائے کرام ایک حدیث کی تلاش میں سرگرداں تھے وہ یہ ہے **من عمل عملا لیس علیه عملنا فهو رد** مولانا محمد صادق سیالکوٹی مرحوم نے اپنی کتاب ''صلوۃ الرسول'' میں یہ حدیث نقل کی ہے اور صحیح بخاری کا حوالہ دیا ہے۔ مگر علماء کو یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں مل رہی تھی۔ پھر وہ ہمارے حضرت مرحوم کے پاس حاضر ہوئے تو حضرت مرحوم نے جواباً فرمایا کہ یہ حدیث صحیح بخاری (کتاب البیوع ص ۲۸۷ ج ۱) میں ہے، جب متعلقہ صفحہ نکالا گیا تو حدیث مل گئی۔

☆ استاد مکرم فرماتے ہیں ہمارے دوست بھائی محمد صاحب نے بتایا کہ میں ایک مرتبہ ایک مسئلہ کی تحقیق کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ مسئلہ عرض کیا تو حضرت مرحوم نے تقریباً ۷۰ کتب کے حوالہ جات دے دیئے بعض کتب کے صفحات، مطابع اور بعض کی عبارات بھی پڑھ کر سنا دیں۔

☆ ایک مرتبہ میں (حافظ محمد الیاس اثری)، حضرت المحدث گوندلویؒ، مولانا ابوالبرکات احمد اور چوہدری عبدالواحد گوندل ایک مریض کی تیمارداری کے لئے لاہور گئے۔ راستہ میں چوہدری صاحب نے مولانا ابوالبرکات مرحوم سے پوچھا کہ کیا ابن عربی (صوفی) نے مرتے اپنے عقیدے سے توبہ کر لی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ حضرت الاستادؒ سے پوچھیں۔ مولانا بوالبرکات بہت باادب تھے۔ محدث گوندلوی کی موجودگی میں مسئلہ بالکل نہیں بتایا کرتے تھے، اشارہ فرماتے کہ استاد صاحب سے پوچھیں۔ چنانچہ چوہدری صاحب نے مجھے اشارہ کیا کہ آپ محدث گوندلوی سے پوچھیں۔ میں نے ان کے کان کے ساتھ منہ لگا کر بات کی تو وہ سن کر فرمانے لگے۔

کہ اس نے توبہ نہیں کی تھی بلکہ اس نے کہا تھا کہ میں بوڑھی عورتوں کے مذہب پر مرتا ہوں یعنی وہ بات کی پکی ہوتی ہیں تو میں بھی اپنی بات کا پکا ہوں۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ جو مسائل عام استعمال میں نہیں آتے وہ بھی ان کو بالکل ازبر تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

☆ مولانا محمد رفیق سلفی (خطیب راہوالی ضلع گوجراں والا) نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ دوران خطبہ میں نے کہا کہ روز قیامت جن چند انبیاء کرام کے پاس لوگ بغرض سفارش جائیں گے وہ سارے کے سارے اپنے اپنے اعذار پیش کر کے سفارش کرنے سے معذرت کردیں گے۔ ان میں عیسیٰؑ بھی اپنا عذر بایں الفاظ ''انی عبدت من دون اللّٰہ'' پیش کریں گے۔ مرزائیوں نے اس جملہ کو پکڑ لیا کہ یہ کہیں بھی نہیں ہے ان الفاظ کا نہ ملنا ان کے حق میں تھا انہیں نے بڑا زور دیا کہ اس کا حوالہ پیش کرو۔ میں نے بعض شیوخ سے رابطہ کیا مگر مجھے ہر طرف سے جواب نفی میں ملا۔ میں پریشانی کے عالم میں حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی کی رہائش گاہ پر حاضر ہوا۔ دستک دی وہ باہر تشریف لائے۔

فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا یہ حوالہ درکار ہے تو وہیں کھڑے کھڑے فرمایا کہ جامع الترمذی، ابواب التفسیر، تفسیر علی ان یبعثك ربك مقاما محمودا کی تفسیر میں یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ میں گھر آیا اور الماری سے ترمذی نکالی تو مطلوبہ حوالہ مل گیا، بڑی خوشی ہوئی اور حضرت حافظ صاحبؒ کے لئے دل سے دعائیں نکلنا شروع ہوئیں۔

☆ مولانا محمد رفیق سلفی (مدرس جامعہ محمدیہ) بیان کرتے ہیں:

جامعہ سلفیہ میں تدریس کے دوران ہم اکثر نماز عصر کے بعد حضرت حافظ صاحب کے کمرے میں ان کی خدمت (ٹانگیں دبانے) کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ اس دوران بے شمار علمی موضوعات پر گفتگو کا سلسلہ بھی رہتا۔ ایک دن ہم چند طلباء کمرے میں داخل ہوئے تو آپ نے بلند آواز میں ''اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم'' پڑھنا شروع کر دیا۔

ہم نے ''تعوذ'' پڑھنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا:

''میرے کمرے میں شیطان داخل نہیں ہوسکتا مگر جب تم لوگ آتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ اندر داخل ہو جاتا ہے اسے بھگانے کے لیے پڑھا تھا''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواں باب

حضرت حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف

حضرت العلام حافظ محمد گوندلویؒ کو اللہ تعالی نے جہاں فن تدریس کے شعبے میں بے شمار صلاحیتوں سے نوازا اور لاثانی ملکہ عطا فرمایا تھا وہاں تصنیفی طور پر بھی مہارت تامہ عطا فرمائی تھی۔ حضرت حافظ صاحبؒ نے گو تصنیفی کام مختصر کیا ہے مگر جو کیا ہے وہ انتہائی تحقیقی اور جامع ہے۔ حضرت حافظ صاحبؒ سے ایک انٹرویو میں پوچھا گیا کہ آپ نے تصنیفی کام بہت مختصر کیا ہے جو آپ کے علمی مقام سے کہیں کم تر ہے تو حافظ صاحبؒ نے فرمایا:

> ''کتابیں لکھی جاتی ہیں لائبریری ہونے سے۔ چونکہ میرے پاس لائبریری نہیں اور کوئی کتابیں چھپوانے والا بھی نہیں، اگر کتابیں ہوتیں اور چھپوانے والا ہوتا تو میں ضرور لکھتا۔'' ☆

بہر کیف حافظ صاحب کی جن تصانیف تک ہماری رسائی ہو سکی ہے ان کا مختصر تعارف ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔ یہ عربی اور اردو میں ہیں، زیادہ تر مطبوعہ ہیں اور کچھ غیر مطبوعہ ہیں۔

☆ حضرت حافظ صاحب کی ذاتی کتب کی تعداد انتہائی قلیل تھی۔ ان میں سے چند ایک کتب حافظ عبدالمنان نور پوری صاحب اور باقی جناب مولانا عارف جاوید محمدی صاحب کے پاس موجود ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ا) عربی

۱۔ بغیۃ الفحول

پہلا ایڈیشن ۱۹۶۸ء، صفحات ۱۵۰، ادارہ ''اشاعۃ السنہ'' لاہور

عربی میں شاہ اسماعیل شہید کے ایک مختصر رسالے ''اصول فقہ'' پر حضرت حافظ صاحبؒ نے اپنے رشحات قلم تفصیل کے ساتھ تحریر فرمائے ہیں جو ایک سو پچاس صفحات تک پھیل گئے ہیں جبکہ اصول فقہ محض سولہ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب بعض مدارس میں شامل نصاب ہے۔

۲۔ تحفۃ الاخوان

عقائد اور کلام پر ایک عمدہ علمی اور تحقیقی مقالہ ہے۔ یہ کتاب ایک مقدمہ چھ متعلقات اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ ۸/نومبر ۱۹۶۸ء کے ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور میں اس پر ایک مفصل تبصرہ بھی شائع ہوا تھا جس میں اس کتاب کی اہمیت وافادیت پر بھرپور انداز میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس کے مبصر حافظ عبدالمنان نور پوری حفظہ اللہ ہیں۔ تبصرہ کا ایک مختصر اقتباس حسب ذیل ہے:

> ''کتاب کیا ہے صحیح اسلامی عقائد ونظریات کی ایک بے نظیر و فقید المثال دستاویز ہے۔ اسلوب علمی اور متکلمانہ دلائل و براہین، محققانہ عبارات والفاظ میں سہولت و وضاحت، انداز بیان میں ایجاز واختصار، اس میں بیان کردہ مسائل وافکار خالی از تضاد وانتشار اور سلفی انداز فکر ونظر کے حاملین شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، حافظ ابن قیمؒ حضرت شاہ ولی اللہؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی اس موضوع پر تحقیقی اور علمی تصانیف وتالیفات کا خلاصہ، گویا تحفۃ الاخوان کا قاری بیک وقت ایک ہی کتاب کے مطالعہ سے ان بے شمار گراں قدر جواہر و یواقیت سے اپنے دامن کو بھر لیتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ التعلیقات علیٰ المشکٰوۃ المصابیح

یہ مشکوۃ المصابیح کی مفصل مگر نامکمل شرح ہے۔ یہ شرح اس قدر مفصل ہے کہ صرف کتاب الطہارۃ کے باب الغسل تک سوا چار سو احادیث کی تشریح پر مشتمل ہے اس کے علمی مباحث اور دقیق نکات ۷۰۰ صفحات تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کو مکمل کرنے کے متعلق حضرت حافظ صاحبؒ سے انٹرویو میں پوچھا گیا:

کیا آپ اسے مکمل نہیں فرمائیں گے؟ تو جواب میں فرمایا:

"(مولانا) عبیداللہ مبارکپوری نے مشکوۃ المصابیح کی شرح لکھ دی ہے اس لئے میں نے اسے نامکمل چھوڑ دیا ہے۔"

اب یہ عدیم النظیر شرح کے "ام القریٰ پبلی کیشنز" گوجراں والا کے ہاں طباعت کے مراحل میں ہے۔

۴۔ ارشاد القاری الیٰ نقد فیض الباری

فیض الباری مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی صحیح بخاری پر تقاریر کا مجموعہ ہے جو ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا۔ حضرت حافظ صاحبؒ نے مختلف مقامات پر صحیح بخاری کی تدریس فرمائی، چنانچہ دوران تدریس فیض الباری کا جو نسخہ ان کے زیر نظر رہتا اس پر حسب ضرورت حواشی لکھتے رہتے۔ جن میں انتہائی علمی، تحقیقی، اور تنقیدی مباحث رقم فرمائے۔ حضرت حافظ صاحبؒ نے باقاعدہ مستقل مسودے کی صورت میں یہ تنقیدی حواشی نہیں لکھے بلکہ انہوں نے جہاں کہیں بخاری کا درس دیا وہاں فیض الباری کا مطالعہ کرتے ہوئے اسی نسخہ کے اوپر اپنے قوت حافظہ اور تنقیدی و تحقیقی ذوق کی بنا پر چھوٹے چھوٹے جملوں سے فیض الباری کے بیان کردہ نکات کی جان نکال دی۔ آپ نے مختلف اوقات میں "فیض الباری" کے جن نسخوں پر حواشی رقم فرمائے۔ وہ

(۱) مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ (۲) جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں موجود ہیں اس کے علاوہ (۳) حضرت حافظ صاحبؒ نے فیض الباری کے اپنے ذاتی نسخے پر بھی حواشی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھے۔ جسے حضرت حافظ صاحبؒ کے شاگرد رشید حافظ عبدالمنان نور پوری نے نوٹس کی شکل میں مفید اضافوں کے ساتھ مرتب کر دیا ہے۔ کتاب العلم کے "باب من اجاب الفتیا باشارة الید" تک کام مکمل کر کے حضرت حافظ صاحب گوندلویؒ کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے اس کی تحسین فرمائی اور بعض مقامات کی تصحیح کرتے ہوئے لکھا:

"وان تم کان مفید الطلبة وارجو ان یوفقه الله تعالیٰ للاتمام" محمد الگوندلوی ۶۔۵۔۱۴۰۰

چنانچہ حافظ عبدالمنان صاحب نے اس کام کو جاری رکھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب تک اس کی چار ضخیم جلدیں چھپ چکی ہیں، بقیہ زیر کتابت ہیں۔

ہر نقد کی ترتیب کچھ اس طرح ہے:

☆ **قال:** اس کے بعد مولانا انور شاہ کشمیریؒ کی فیض الباری کا اقتباس درج ہے۔

☆ **اقول:** اس کے قائل حضرت حافظ گوندلویؒ ہیں۔

☆ **یقول:** حافظ عبدالمنان صاحب کے زوائد ہیں۔

☆ **بعض الناس:** اس سے گوجرانوالا کے کچھ لوگ مراد ہیں۔

۵۔ زبدۃ البیان فی تنقیح حقیقۃ الایمان وتحقیق زیادتہ النقصان

پہلا ایڈیشن اکتوبر ۱۹۷۴ء، صفحات ۷۶، ادارہ تالیف و اشاعت آبادی حاکم رائے گوجرانوالا۔

اس کتاب میں حضرت حافظ صاحبؒ نے معتزلہ، خوارج، مرجیہ، اشعریہ، ماتریدیہ اور حنفیہ کے اقوال (ایمان میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی) نقل کر کے قرآن وحدیث کی روشنی میں ایمان کی کمی بیشی کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔ آخر میں ائمہ اربعہ کے ایمان کے متعلق اقوال بھی نقل فرمائے ہیں۔

(ب) اردو

۶۔ الاصلاح

(حصہ اول): پہلا ایڈیشن س ن، صفحات ۱۰۴، حجازی پریس لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(حصہ دوم) پہلا ایڈیشن جنوری ۱۹۵۹ء، صفحات ۱۵۸، مکتبہ اعظم منہاس گوجراں والا

اس رسالے کی وجہ تالیف کے لیے ہم اس کے پہلے ایڈیشن کے صفحہ نمبر ۲ سے "التماس" قارئین کی نذر کرتے ہیں جس سے اس رسالے کے متعلق معلومات حضرت حافظ صاحبؒ کی زبانی ہمیں میسر آئیں۔ لکھتے ہیں:

"ناظرین: ایک رسالہ بنام "جواز فاتحہ علی الطعام" ایک شخص مسمی محمد حسین گوندلوی نے لکھا جس میں قل مروجہ، ساتواں، چالیسواں، برسی، ششماہی، عرس، نذر و نیاز غیر اللہ کو جائز و مستحسن قرار دیا ہے۔ علمی اعتبار سے وہ رسالہ اس قابل نہیں تھا کہ اس کا رد لکھا جائے، باوجود اس کے مصنف نے اخیر میں یک صد روپیہ بطور انعام اس شخص کیلئے پیش کیا ہے جو مضمون رسالہ کو ممنوع ثابت کرے عوام کالانعام جو دائیں بائیں میں تمیز نہیں کر سکتے، ان کے متعلق خدشہ تھا کہ دھوکے میں نہ آجائیں اس واسطے اسی سال جب اس رسالے کی اشاعت ہوئی تو اخبار "اہل حدیث" میں جواب تیار کر کے اشتہار دیا گیا کہ مصنف یک صد روپیہ جمع کر لے تاکہ اس کو جواب دیا جائے اور اس اشتہار کی نقل اس کو بھیجی گئی اور ہر مسجد گوندلاں والا میں چسپاں کر دی گئی مگر مصنف نے اس ڈر سے کہ یک صد روپیہ نہ دینا پڑے بالکل خاموشی اختیار کر لی۔ ہم نے بھی اس لیے جواب اب تک شائع نہ کیا مگر عوام اور اکثر لوگ چونکہ اس اشتہار سے نا آشنا تھے، اس لئے رسالہ کی صورت میں اب جواب شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ امید ہے کہ مصنف یک صد روپیہ تیار رکھے گا۔ تاکہ وقت پر پیش کر سکے جواب پیش ہونے کے بعد عوام کو مسئلہ کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ اور واضح ہو جائے گا کہ رسالہ "جواز فاتحہ علی الطعام" میں سوائے غلط فہمی اور مغالطہ دہی کے اور کچھ نہیں۔"

مذکورہ بالا تحریر سے اس کتاب کی وجہ تالیف اور سرگذشت سامنے آجاتی ہے۔ کتاب اس قدر مدلل ہے کہ اشاعت کے بعد مخالف فریق کی طرف سے نہ یک صد روپیہ آیا اور نہ ہی اس کا کوئی جواب منظر عام پر آسکا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ النبراس فی الفرق بین البدعۃ والقیاس (الاصلاح حصہ سوم)

پہلا ایڈیشن س۔ن، صفحات ۱۴۸، ادارہ اشاعۃ السنہ کشمیری گیٹ لاہور

یہ کتاب بدعت اور قیاس میں فرق کے متعلق بہترین مواد پر مشتمل ہے اس میں صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا راستہ چھوڑ کر دین میں اپنی طرف سے نئی نئی بدعات پر عامل ہونے والے گروہ کی نشان دہی کر کے بدعت کی حقیقت جو علمائے ربانیین نے بیان فرمائی ہے اس کو مدلل طور پر بالاختصار بیان کیا گیا ہے تاکہ جو شخص اس بارے میں اصل حقیقت معلوم کرنا چاہے اس کے لئے مواد مہیا ہو۔ اس کے علاوہ قیاس کے ارکان اور شرائط ذکر فرما کر مجتہد کی تعریف اور شرائط بیان کی گئی ہیں۔ پھر اہل الرائے اور اہل حدیث میں فرق بیان کر کے اجتہاد کی اقسام ذکر کی گئی ہیں۔

غرض بدعت اور قیاس میں فرق کے بارے میں مدلل اور ٹھوس ثبوتوں سے بھرپور ایک علمی کتاب کا نام "النبراس" ہے۔

۸۔ التحقیق الراسخ فی ان احادیث رفع الیدین لیس لھا ناسخ

پہلا ایڈیشن ۱۹۳۰ء، صفحات ، انجمن ندوۃ الطلباء گوندلاں والا ضلع گوجراں والا

دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۵ء، صفحات ۱۹۹، دارالدعوۃ "السلفیہ" لاہور

یہ حضرت حافظ محمد گوندلوی صاحبؒ کا غیر مرتب مسودہ تھا جسے مولانا عطاء اللہ حنیفؒ نے گوندلاں والا میں دوران طالب علمی میں جدید تصنیفی تقاضوں کے مطابق ترتیب دیا۔ اس کی عبارت کو نئے قالب میں ڈھالا اور عربی عبارتوں کا ترجمہ بطریق احسن کیا۔ سرورق پر اس کی اہمیت وافادیت اور وجہ تالیف ان الفاظ میں درج ہے:

اس میں رفع الیدین مواضع ثلاثہ کا ثبوت ادلہ صحیحہ قویہ سے باحسن طریق دیا گیا ہے اور منکرین رفع الیدین احناف کے تمام شبہات وخدشات کا ازالہ کیا گیا۔ مؤلف رسالہ نور العینین (مولوی اشفاق الرحمان حنفی) کے جملہ اعتراضات ومغالطات کا خصوصاً نہایت متانت سے جواب باصواب دیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سہولت کی غرض سے رسالہ کو مندرجہ ذیل حصص میں منقسم کر دیا گیا ہے

(۱) المبادی: جس میں نہایت مفید ابحاث ہیں جو بطور توطیہ و تمہید مباحث رسالہ ہیں۔

(۲) اس میں تصویر مسئلہ۔ احادیث مشتبہ دلائل ترک ہیں اور آخر میں ایک خاتمہ ہے۔

اس کتاب کی اشاعت مولانا عبدالجبار سلفی ہے پوری مدرس مدرسہ دارالسلام دہلی کے ایماء پر عمل میں آئی، یہ کتاب شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ دہلوی، مولانا نذیر احمد املوی (مدرس دارالحدیث رحمانیہ دہلی) اور مولانا عبدالجبار ہے پوری کی عربی تقاریظ سے مزین ہے۔

۹۔ البدور البازغة

اس کتاب کا حافظ صاحبؒ نے اردو میں ترجمہ کیا تھا مگر وہ طبع نہیں ہو سکا یہ ترجمہ حضرت حافظ صاحبؒ کے بیٹے مسعود اعظم صاحب کے پاس موجود ہے۔

۱۰۔ اسلام کی پہلی کتاب

اس کتاب میں عقائد اور اصول فقہ کے متعلق مواد جمع کیا گیا ہے جس کا مقصد ایک عام انسان کو عقائد اور اصول فقہ کے بارے میں آگاہی دینا ہے۔ کوشش بسیار کے باوجود اس کتاب تک رسائی حاصل نہیں ہو سکی۔

۱۱۔ اسلام کی دوسری کتاب

س ن، صفحات ۱۶

اس کتاب میں اسلام کے بنیادی عقائد اور اخلاقیات سے متعلق مختصر مگر جامع مواد جمع کیا گیا ہے تاکہ ایک عام مسلمان ان عقائد اور اخلاقیات کو سمجھ کر اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو کتاب و سنت کے مطابق گزارے۔

یہ رسالہ پہلی مرتبہ حضرت حافظ صاحبؒ کی زندگی میں طبع ہوا تھا۔ جس پر سن اشاعت کا اندراج نہیں ہے اور دوسری بار مولانا طیب محمدی حفظہ اللہ کی زیر نگرانی مکتبہ محمدیہ گوجرانوالا سے شائع ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ ختم نبوت

پہلا ایڈیشن س ن، صفحات ۲۸، رفاہ عام پریس لاہور

دوسرا ایڈیشن فروری ۱۹۵۵ء، صفحات ، گوجراں والا

یہ رسالہ، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، ختم نبوت کے اثبات وتائید کے موضوع پر لکھا گیا ہے، جس میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ، اور آثار صحابہ وتابعین کی روشنی میں مسئلہ مذکورہ پر بحث کی گئی ہے، نیز ان نصوص ونقول پر وارد اعتراضات کا بخوبی جائزہ لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی وہفوات کا بخوبی تجزیہ اور اس کی کتب ومصنفات کی روشنی میں اس کے کذبات و تناقضات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ اس رسالے میں مرزائیت کے باہمی اختلافات، ہر دو گروہ کے عقائد وافکار اور عام مسلمانوں کے متعلق ان کے عزائم ومواقف پر بھی خوب روشنی ڈالی گئی ہے۔

اس کا پہلا ایڈیشن حضرت حافظ صاحب کی نگرانی میں گوندلاں والا سے شائع ہوا۔ دوسرا ایڈیشن مزید اضافہ جات اور ترتیب کے بعد گوجراں والا سے شائع ہوا، ابتداء میں مولانا ابوالبرکات احمدؒ کے قلم سے ایک صفحے کا تعارف بھی ہے۔

۱۳۔ اہداء ثواب

☆ پہلا ایڈیشن صفحات ۵۰ ناشر "ویسٹ پنجاب پرنٹنگ پریس" لاہور

☆ دوسرا ایڈیشن "بشیر احمد نعمانی چاہ شاہاں والا گوجراں والا

اس مختصر سے رسالہ میں مسلمانوں کی اعتقادی کمزوریوں کی بنا پر میت سے نفع رسانی کا جو غیر شرعی رواج چل نکلا ہے، اس کے جائز اور ناجائز طریقے دلائل کے ساتھ درج فرمائے ہیں۔ اور کون سا طریقہ قرآن وسنت کی نصوص کے مطابق ہے اور کون سا ذریعہ مخالف؟ اس رسالہ کے تین حصے ہیں (۱) مقدمہ (۲) مقصد (۳) خاتمہ۔

یہ رسالہ اپنی حسن ترتیب، وسعت معلومات اور علمی اصول وقواعد پر مشتمل مباحث کی بنیاد پر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس رسالے کی مذکورہ اہمیت کے پیش نظر حضرت حافظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب کے شاگرد رشید مولانا عبید اللہ رحمانی مبارکپوریؒ فرماتے ہیں:

''ہمارے شیوخ میں سے بعض کا اس مسئلہ میں بزبان اردو ایک رسالہ ہے
جو ایک مقدمہ، مقصد و موضوع اور خاتمہ پر مشتمل ہے اور اس کا نام
''اہدا ثواب'' ہے، جس میں اس مسئلہ کی بہترین تفصیلی بحث ہے''۔

۱۴۔ صلوٰۃ مسنونہ

س ن، صفحات

اس رسالے میں اختصار کے ساتھ از اول تا آخر مسنون نماز کا طریقہ بڑی وضاحت اور جامعیت کے ساتھ لکھا گیا ہے، اور عموماً ہر بات کے ساتھ قرآن وحدیث کے دلائل بھی درج کیے گئے ہیں۔ آخر میں فرض نماز کے علاوہ دیگر نمازوں کے متعلق اختصار کے ساتھ معروضات پیش کی گئی ہیں۔ رسالے کے آخر میں گوجراں والا کے نظام اوقات کے مطابق مسنون اوقات نماز کا چارٹ بھی شامل اشاعت ہے، جو آپ نے عرصہ بارہ سال میں مکمل کیا۔ یہ رسالہ ایک ہی بار حضرت حافظ صاحبؒ کی زندگی میں شائع ہوا۔

۱۵۔ تنقید المسائل: (یعنی بعض مسائل مولانا مودودی صاحب کی تردید)

س ن، صفحات ۱۷۵، البلاغ پریس لاہور

اس کتاب میں مولانا مودودیؒ کے اجتہادات میں بعض نمایاں خامیوں اور حدیث سے متعلق ان کے نظریات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

مقدمہ حکیم محمد اسلم صاحب نے تحریر کیا ہے۔ اس میں کتاب کی وجہ تالیف بیان کی گئی ہے۔ اس کا اقتباس ذیل میں پیش خدمت ہے:

''اقتدار کی خواہش عجیب چیز ہے انسان جب تک زندہ ہے۔ اقتدار حاصل کرنے کے لئے پوری کوشش کرتا ہے۔ انگریز کے اقتدار میں جب سے تزلزل آیا مختلف سیاسی جماعتیں اقتدار پر قبضہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہوگئیں۔ ہندو مسلم تصادم نے ملک میں کئی نظریئے پیدا کر دیئے۔ جو اپنے اپنے نہج سوچ کے مطابق ملک میں کام کرنے لگے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا مودودی صاحب نے اپنی زندگی کا آغاز اخبار نویسی سے فرمایا۔ الجمعیۃ وغیرہ اخبارات میں کام کرتے رہے۔ پھر حیدر آباد دکن سے ترجمان القرآن شروع کیا۔ ترجمان القرآن نے ہندو مسلم اتحاد کے بعض نقصان دہ پہلوؤں کو نمایاں کیا جسے مسلم نظر انداز کر رہے تھے۔ یہ کہنا تو مشکل ہے کہ وہ لوگ اسے سمجھ نہیں رہے تھے البتہ یہ خیال ضرور تھا کہ ایسے مناقشات سے انگریز کی عمر بڑھ جائے مولانا مودودی نے ان مصالح سے بے نیاز ہو کر کانگرس اور لیگ پر تنقید کی جس سے انگریز پرست حلقوں کی بہت امداد ملی۔ اور اس طبقے نے اسے بہت اچھالا، اور مولانا ایک لیڈر کی حیثیت سے ملک کے سامنے آئے مخالف حلقوں نے مولانا کی تحریروں کو خریدا اور تقسیم کیا امریکی اور برطانوی حلقوں میں بھی اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا۔ مولانا کی صلاحیتوں کی نمائش کے لئے یہ خلاف امید چانس تھا۔ مولانا کی تحریرات میں دینی ذہن، مولانا کی تحریک میں دینی خراج کی نمائش ہے۔ اس سے یہ بھی فائدہ ہوا کہ خاکسار، کیمونزم ایسی تحریکات نے نوجوان ذہن میں جس قدر لادینی جراثیم پیدا کئے تھے ان کو اس تحریک سے فائدہ ہوا۔

لیکن مولانا کا علم، زیادہ تر مولانا کی ذہانت ذاتی مطالعہ کی مرہون منت ہے انہوں نے مستند اساتذہ سے تلمذ کا موقع نہیں پایا اور نہ ہی مروجہ اسباق دینی سے باقاعدہ استفادہ کی کوشش فرمائی ہے اسی لئے مولانا کے اجتہادات میں بعض نمایاں خامیاں ہیں حدیث کے متعلق ان کا نظریہ عموماً انکار حدیث کی سرحدوں تک پہنچ جاتا ہے۔ اعمال میں بھی اس قدر اسہل ہے کہ بے عمل اور بد عمل لوگوں کو وہاں پناہ مل جاتی ہے۔ جماعت کے مخصوص نظریات ہیں مخصوص شکل ہے اور اب وہ بالکل ایک فرقہ کی صورت اختیار کر چکی ہے مولانا کہ معتقدین پیر پرستوں کی طرح مولانا کی نظر سے دیکھتے، مولانا کی زبان سے بولتے ہیں، مولانا کے دل سے سوچتے ہیں۔ اور فرقہ پرستی میں یہی برائی ہے جو اس جماعت میں کافی حد تک پھیل چکی ہے۔

ہم مولانا حافظ محمد صاحب کے ممنون ہیں کہ انہوں نے پیش نظر کتاب ''تنقید المسائل'' میں اپنے مخصوص عالمانہ انداز سے ان نقائص کی نشاندہی فرمائی ہے۔ امید ہے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عامۃ المسلمین اور مولانا مودودیؒ صاحب کے معتقدین کتاب کو انصاف کی نظر سے پڑھیں گے اور اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔"

اس کتاب میں جماعت اسلامی کے نظریات اور خیالات جو کہ ایک مخصوص شکل اور فرقہ کی صورت اختیار کر چکے تھے۔ ان نظریات پر حضرت حافظ صاحب نے کتاب وسنت کی روشنی میں عالمانہ انداز سے گرفت فرمائی ہے۔ نیز جماعت اسلامی کی دعوت کا نشیب و فراز، نظریات کا اتار چڑھاؤ اور بدلتے موسموں کی بناء پر جماعت کے اصول وقواعد میں تناقض وتصادم اور ترمیمات کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے۔

۱۶۔ سنت خیر الانام درسہ وتر بیک سلام

۱۹۷۲ء، صفحات ۷۵، میانوالی

یہ رسالہ صلاۃ وتر ادا کرنے کے طریقے کے موضوع پر ایک تحریری مناظرہ ومکالمہ ہے۔ دراصل حضرت حافظ صاحبؒ کے ایک شاگرد مولانا فضل حق ہاشمی سلفی (میانوالی) نے محدث گوندلویؒ کی خدمت میں ایک دیوبندی عالم مولوی عطاء محمد صاحب کا ایک فتویٰ ارسال کیا جس میں احناف کے طریقہ وتر کو مسنون ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ حضرت حافظ صاحب گوندلویؒ نے اپنے تلمیذ مکرم حافظ عبدالمنان نور پوری کو اس فتویٰ کا جواب لکھنے کے لئے کہا، چنانچہ استاذ محترم حافظ نور پوری نے اس عریضے کا جواب لکھا، جس میں صلاۃ وتر کا مسنون طریقہ حدیث وسنت کی روشنی میں تحریر کیا اور احناف کے طریقہ وتر کے غیر مسنون ہونے پر مدلل بحث فرمائی، اور ساتھ ہی مولوی عطاء محمد صاحب کے جوابات و اعتراضات کا بھرپور جائزہ لیا۔ بعد ازاں یہ جواب حضرت حافظ صاحب گوندلویؒ کی تصویب وتصدیق کے بعد مولوی عطاء محمد صاحب کے پاس بھیج دیا گیا۔ مولوی عطاء محمد صاحب نے اس کا جواب لکھا تو حافظ نور پوری نے دوبارہ اس کا تعاقب کیا۔ جس میں مولوی صاحب موصوف کی مغالطہ انگیزیوں، ایرادات واعتراضات اور علمی اصول وقواعد کی خلاف ورزیوں کا بھرپور جائزہ لیا اور یہ جواب بھی حضرت حافظ صاحب گوندلویؒ کی تصحیح و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تائید کے بعد مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں بھیجا گیا لیکن وہ اس کا جواب دینے سے قاصر رہے۔

۱۷۔ اثبات التوحید فی ابطال التثلیث

پہلا ایڈیشن س ن، صفحات ۵۲، اسلامیہ سٹیم پریس لاہور

یہ کتاب پادری عبدالحق کی کتاب ''اثبات التثلیث'' کا مدلل جواب ہے۔اس کتاب میں حضرت حافظ صاحبؒ نے قرآن حدیث سے عقلی ونقلی دلائل کے ذریعے ان لوگوں کی نشاندہی فرمائی ہے جو اپنے قوت الفاظ کے بل بوتے پر معصوم عوام کی آنکھوں میں توحید کی حقیقت کے متعلق دھول جھونک رہے ہیں۔''اثبات التثلیث'' کے متعلق بعض عیسائی مشنری کا خیال تھا کہ مسلمان اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔

اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض احباب جماعت نے حضرت حافظ صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کے متعلق کچھ لکھیں۔

لہٰذا حضرت حافظ صاحبؒ نے اثبات التثلیث کا مطالعہ کیا اور احباب کی التجا کو منظور فرما کر عید الاضحیٰ کی تین رخصتوں میں اس کا جواب لکھ دیا۔ یہ کتاب آپ نے مدرسہ محمدیہ کے دور تدریس میں لکھی۔ حضرت حافظ صاحبؒ نے جب یہ جواب لکھا تو پادری عبدالحق نے اپنی کتاب ''اثبات التثلیث'' کے دوسرے ایڈیشن میں حافظ صاحبؒ کے ارشادات و تنقیدات کا جواب دینے کی کوشش کی۔ چنانچہ حافظ صاحبؒ نے پھر پادری عبدالحق کے جواب الجواب کی تردید میں اثبات التوحید کا دوسرا حصہ لکھا جو''مقالات محدث گوندلوی'' (جلد دوم) میں عنقریب ''ام القریٰ'' پبلی کیشنز گوجرانوالا سے شائع ہونے والا ہے۔

۱۸۔ خیر الکلام فی وجوب الفاتحہ خلف الامام

پہلا ایڈیشن صفحات ۵۷۳، اکتوبر ۱۹۵۶ء، سکول بک ڈپو، گوجرانوالا

دوسرا ایڈیشن صفحات ۶۱۵، ۲۰۰۲ء، مکتبہ نعمانیہ گوجرانوالا

یہ حضرت حافظ صاحبؒ کی مایہ ناز تصنیف ہے۔ حضرت کی یہ کتاب کسی خاص

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب کا جواب نہیں ہے، بلکہ اس کی مستقل حیثیت ہے۔ اس میں حنفی مکتب فکر کی طرف سے پیش کردہ دلائل کا خوب جائزہ لیا گیا ہے۔ ۱۹۵۵ء میں جب حافظ صاحب اس کتاب کی تصنیف میں مصروف تھے ان دنوں ''احسن الکلام'' چھپ کر مارکیٹ میں آگئی تھی۔ تو مولانا عطاء اللہ حنیفؒ نے توجہ دلائی کہ آپ اس کو بھی ذرا ایک نظر دیکھ لیں، تو بہت بہتر رہے گا۔ چنانچہ حضرت نے احسن الکلام کو دیکھ کر اس کے مندرجات کا بھی اپنی اس تصنیف میں جائزہ لیا ہے۔

اس کتاب کے بارے میں مولانا عطاء اللہ حنیفؒ بھوجیانی اس کی ''تقریب'' کے چند اقتباسات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

''یہ ایک سادہ سی بات ہے اور مذاہب اربعہ کے جن ارباب علم ونظر نے یہ نقطہ نظر سامنے رکھا اور اپنی اپنی فقہ کے معتد بہ حصے کو چھوڑنے پر مجبور ہوگئے۔

فبشر عبادالذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئك الذین هداهم اللّٰه واولئك هم اولو الالباب

ہمارے ملک میں (جواب برصغیر پاک وہند میں منقسم ہوگیا ہے) کے بعض علماء حنفیہ نے بھی اسی اصول کے تحت فقہ حنفیہ کے کافی مسائل کو احادیث صحیحہ کی وجہ سے ترک کر دیا، اور اس میں کوئی عار نہیں سمجھی اور نہ اسے فقہ حنفی سے بغاوت ہی خیال کیا کیونکہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا یہ ارشاد مسلم الثبوت ہے۔ **اذا صح الحدیث فهو مذهبی**

مزید لکھتے ہیں:

''اہل حدیث اور اہل تقلید میں اصل نزاعی مسئلہ اگرچہ وجوب تقلید شخصی ہے لیکن تفریعاً کئی مسائل زیر بحث آئے ہیں ان میں روزمرہ اور کثرت سے پیش آنے کی وجہ سے نماز کے چند مسئلوں...... قراءت خلف الامام، آمین بالجہر، رفع الیدین، بستیوں میں جمعہ کی از خود اہمیت حاصل ہوگئی۔ ان سنتوں کے حامل نماز غالباً فقہ حنفی کے مخالف ہونے کی بناء پر حنفی دوستوں کو ناگوار گزری۔ لہٰذا کہیں املاءات میں اس کے خلاف کئی کئی گھنٹے صرف فرمانے لگے تو کہیں ضخیم حجم کی کتابیں تصنیف کر ڈالیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا خدا کا یہ ہوا کہ ضلع گوجراں والا (مغربی پاکستان) کے ایک دیوبندی مولانا صاحب کو قراءت فاتحہ خلف الامام کی فرضیت کے متعلق ایک چھوٹا سا ''کتابچہ'' کہیں نظر آگیا وہ آپ کی طبع نازک پر بہت گراں گزرا ان کی مناظرانہ ذہنیت بھڑک اٹھی اور اس کی آڑ میں نہ جانے کس مصلحت سے ''تحقیق الکلام'' کے جواب کی ٹھان لی پھر شائد کیا خیال آیا۔ یک دم چھلانگ لگائی اور حضرت امام بخاریؒ تک جا پہنچے، اور نہ صرف حضرت امام ابوحنیفہؒ بلکہ اپنے ''اکابر'' کا مقلد ہو کر حضرت امام بخاریؒ ہی کا نہیں امام بیہقیؒ، حافظ ابن حجرؒ جیسے اساطین فن حدیث کا بھی مجتہدانہ جائزہ لینے بیٹھ گئے۔

حسن اتفاق سے ہمارے حضرت استاذ العلماء مشہور اہل علم محقق مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی مدظلہ العالی صدر المدرسین (جامعہ اسلامیہ گوجراں والا) اس مسئلہ پر علمی انداز میں ایک بلند پایہ کتاب لکھ رہے تھے کتاب تقریباً پایہء تکمیل کو پہنچ گئی تھی کہ مذکورہ بالا ادعائی کتاب بھی نمودار ہو گئی ہم خدام و متوسلین نے حضرت والا کی خدمت میں عرض کیا کہ ''احسن الکلام'' پر ایک نظر ڈالنے کی زحمت گوارا فرمائیے۔ اور گو اس میں زیادہ تر چبائے ہوئے نوالے ہی ہیں تاہم اس کے مندرجات کا جائزہ لینا مناسب ہے۔ حضرت ممدوح فیوضہ بازغہ نے ہماری درخواست کو شرف قبول بخشا۔''

''اس کتاب میں حضرت حافظ صاحب کا انداز خالص علمی، سنجیدہ اور محققین علماء اہل حدیث متقدمین و متاخرین کی شاندار روایات کے مطابق ہے۔ ممکن ہے یہ کتاب دلچسپ نہ ہو۔ زبان اور منظرانہ نوک جھونک کے چٹخارہ پسند حضرات اس سے محظوظ نہ ہو سکیں۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ یہ بلند پایہء تحقیقات پر ضرور مشتمل ہے۔ اس میں بہت سی نئی چیزیں ملیں گی۔ اور بہت جگہ اسلوب نیا ہو گا۔

دُعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری یہ کوشش قبول فرمائے۔ اپنے بندوں کے لئے اسے نافع بنائے اور ہم کو اخلاص کی نعمت سے نوازے۔ ورحم اللہ عبدا قال امینا''

۱۹۔ درس صحیح بخاری

ستمبر ۱۹۹۲ء، صفحات ۶۵۱، اسلامک پبلشنگ ہاؤس'' اردو بازار لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کتاب الجامع الصحیح البخاری کے ان دروس وتقاریر پر مشتمل ہے جن کا آغاز حضرۃ العلام شیخ الحدیث حافظ محمد گوندلویؒ نے الجامعۃ المحمدیہ۔ جی ٹی روڈ گوجرانوالا میں ۲۶ را کتوبر ۱۹۷۵ء کیا تھا اور کتاب الایمان کی حدیث الدین النصیحۃ جو اس سلسلہ تقاریر کی آخری حدیث ہے، کا درس ۵ دسمبر ۱۹۷۵ء اختتام پذیر ہوا۔

ان تقاریر میں حدیث، اصول فقہ، کتابت حدیث، معیار صحت حدیث، حجیت حدیث، مبحث حدیث، ظن ویقین، احادیث کی اصولی حیثیت، طبقات کتب احادیث، کلام کا انسان سے منفصل ہونا، جامع بخاری کی تالیف کے اسباب، صحیح بخاری کی خصوصیات، احادیث کی ابواب سے مناسبت، قرآن کا کلام الٰہی ہونا، الفاظ کی تفسیر کتاب وسنت سے یا لغت سے تصدیق شرعی اور تصدیق منطقی، کتاب الایمان، ایمان کے فرائض وشرائع، اسلام، ایمان اور دین ایک ہی چیز کے نام ہیں وغیرہ بہت سے مضامین ومباحث بیان ہوئے ہیں۔

یہ کتاب حضرت حافظ صاحب کے شاگرد مولانا محمد منیر احمد سلفی نے مرتب کی۔ انہوں نے حافظ صاحب کی صحیح بخاری پر مکمل تقاریر ریکارڈ کی تھیں۔ لیکن وہ صرف اس کا پہلا حصہ ہی شائع کر سکے بقیہ ریکارڈنگ ان کے پاس موجود تھی۔

۲۰۔ دوام حدیث (جلد اول)

مارچ ۲۰۰۸ء، صفحات ۶۰۰، ام القریٰ پبلی کیشنز گوجرانوالا

''یہ منکرین حدیث وسنت کے ان مضامین کے رد میں ہے جن کو غلام احمد پرویز نے مقام حدیث کے نام سے ۱۹۵۳ء میں شائع کیا تھا۔ یہ مجموعہ اسلم جیراج پوری، تمنا عمادی اور غلام احمد پرویز کی تحریرات اور تلبیسات پر مشتمل ہے۔ حضرت حافظ صاحب محدث گوندلویؒ نے مدلل اور تنقیدی جواب تحریر کیا جو مختلف اوقات میں ''الاعتصام''، ''رحیق'' اور ''ترجمان الحدیث'' میں قسطوں کی صورت میں شائع ہوتا رہا۔ حضرت حافظ صاحبؒ کے ان مقالات کو اس جلد میں یکجا کر دیا گیا ہے۔

۲۱۔ دوام حدیث (جلد دوم)

مارچ ۲۰۰۸ء، صفحات ۳۰۵، ام القریٰ پبلی کیشنز گوجرانوالا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس جلد میں ڈاکٹر غلام برق جیلانی کی انکار حدیث پر مبنی کتاب ''دو اسلام'' کا مکمل جواب تحریر کیا ہے۔ اور بعض ایسے منکرین حدیث کی تحریرات کا جائزہ بھی لیا گیا ہے جن سے حدیث رسول ﷺ میں شکوک وشبہات کی راہیں کھلتی ہیں۔ حافظ صاحب نے ثابت کیا ہے کہ حدیث وسنت کو بھی اسلامی شریعت میں بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔ انہوں نے حجیت حدیث، حفاظت حدیث اور کتابت حدیث جیسے اہم موضوعات پر بھی اپنی مجتہدانہ بصیرت سے خوب روشنی ڈالی ہے جس کے مطالعہ سے کوئی بھی صاحب الرائے اور سلیم الطبع حدیث کے بارے میں شکوک وشبہات میں مبتلا نہیں رہ سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دسواں باب

اساتذہ کرام

مولانا علاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹۲۱ء

مولانا علاء الدین کا تعلق برہمن چندربنسی خاندان سے تھا۔ نویں پشت سے آپ کے جد امجد غالب دین مسلمان ہوئے۔ آپ ۱۸۲۳ء کو موضع پنڈوریاں براستہ جاکے چھٹہ تحصیل وزیر آباد میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام عبدالواسع تھا۔ آپ دو بھائی تھے۔ الہ دین اور علم دین۔ مولانا کا نام الہ دین تھا جسے انھوں نے خود علاء الدین کر دیا۔ ابتدائی دینی تعلیم مولانا غلام رسول قلعویؒ سے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا غلام رسولؒ کے حکم سے عازم دہلی ہوئے۔ حضرت میاں نذیر حسینؒ دہلوی سے حدیث پڑھی اور دہلی میں ہی درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ پھر کچھ عرصہ بمبئی قیام کیا اور تقریباً ۵۲ سال کی عمر میں وطن واپس آئے۔

۱۸۷۰ء کو گوجرانوالا تشریف لائے اور مسجد کمہاراں والی میں امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ وہابی ہونے کے شبہ میں آپ کو مسجد سے نماز کی حالت میں ہی باہر پھینک دیا گیا۔ پھر آپ نے یہیں کسی میدان میں خطبہ دینا شروع کر دیا۔ یہ بات دیکھ کر پیٹ پرست ملاؤں میں آگ بھڑک اٹھی انہوں نے مولانا مرحوم کے راستوں میں بدمعاشوں کو بٹھانا شروع کر دیا۔ جب آپ مسجد سے گھر کی طرف جاتے تو راستے میں بدمعاش لوگ آپ کو طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار کرتے لیکن اللہ کا کرنا کہ مولانا کو محلہ حاجی پورہ کے چند معزز افراد کی رفاقت نصیب ہو گئی اور دشمنوں کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے۔

۱۸۷۲ء کو پیر سید میر حیدر شاہ خان پوری گوجرانوالا تشریف لائے تو انہوں نے اس تمام صورت حال کو دیکھتے ہوئے سائیں رنگ علی سے قبرستان کے دائرے سے کچھ جگہ لے کر مسجد کی بنیاد رکھی اور مولانا کو خطیب و امام مقرر فرمایا۔ آپ ۱۹۱۵ء میں بننے والی انجمن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث کے ممبر بھی رہے اور اس انجمن کے تحت ہونے والے تمام جلسوں میں بھی شمولیت اختیار کرتے۔اسی انجمن کے تحت ۱۹۲۰ء میں ایک مدرسے کا قیام بھی عمل میں آیا تھا۔مولانا حد درجہ متقی، متبع سنت، عامل حدیث اور رقیق القلب تھے۔آپ بڑے پیار سے سمجھاتے تھے۔طعنہ زنی سے بچتے۔حکمت و دانشمندی سے تبلیغ کرتے، وعظ میں پنجابی شعر عام پڑھا کرتے تھے۔

آپ کی وفات کے بعد شہر میں شور برپا ہوگیا کہ یہ مسجد حنفیوں کی ہے اور اہل حدیث جماعت کے افراد کی زبان پر یہ لفظ تھے کہ مولانا اہل حدیث تھے، اس لیے ان کے بعد مسجد کا خطیب اہل حدیث ہونا چاہیے۔لہٰذا مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کو اس مسجد میں خطیب مقرر کیا گیا۔
مولانا علاء الدین نے اپنے وصیت نامے میں یہی فرمایا تھا کہ

۱۔ میں اہل حدیث ہوں۔
۲۔ مجھے مولانا حکیم محمد عبداللہ اور مولانا فضل دین اونچی مسجد والے غسل دیں۔
۳۔ نماز جنازہ مولانا عبدالعزیز بن مولانا غلام رسول قلعوی پڑھائیں۔
۴۔ میرے جنازے پر بسم اللہ سمیت فاتحہ پڑھی جائے۔
۵۔ میری قبر پر پختہ اینٹ نہ لگائی جائے۔
۶۔ میری قبر پر قرآن خوانی نہ کی جائے۔

ان وصایا سے معلوم ہوتا تھا کہ مولانا مسلکاً پکے اہل حدیث تھے۔آپ نے ۶۔ستمبر ۱۹۲۱ء کو ۹۸ سال کی عمر میں گوجرانوالا میں وفات پائی اور بڑے قبرستان میں دفن ہوئے۔

حضرت الامام عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹۱۳ء

امام عبدالجبار بن عبداللہ غزنویؒ ۱۲۶۸ھ/۱۸۵۲ء کو غزنی (افغانستان) کے ایک مقام ''صاحبزادہ'' میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے برادر کبیر مولانا محمد غزنویؒ اور احمد غزنویؒ سے حاصل کی اور اپنے والد مکرم سے روحانی اور علمی فیض حاصل کیا۔پھر دہلی چلے گئے اور حضرت میاں نذیر حسین دہلویؒ سے تحصیل حدیث کی اور تکمیل علم کے بعد مدرسہ غزنویہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امرتسر میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

آپ کم عمری میں ہی علوم متداولہ سے فارغ ہو چکے تھے۔ بہت ذہین اور کثیر المطالعہ تھے۔ فہم وفراست سے حصہ وافر ملا تھا۔ امرتسر میں قرآن وحدیث کے شغل میں ہی منہمک رہتے۔ دنیا اور اہل دنیا سے الگ تھلگ اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے اور مخلوق کو اللہ کی طرف بلانے میں مشغول رہتے۔

امام صاحب ان خاصان خدا اور اہل اللہ میں سے تھے جو شعائر اللہ کی طرح ہوتے ہیں جن کے فیضان صحبت سے بگڑتے ہوئے نفوس کی اصلاح ہوتی ہو اور مضطرب دلوں کو سکون واطمینان میسر آتا ہو، جن کی توجہ سے ایمانی عقائد میں حرارت پیدا ہوتی اور عملی زندگی میں جوش وہیجان پیدا ہوتا ہو، امام صاحب مستجاب الدعوات اور سلف صالحین کے منہج پر تھے۔ آپ کا شمار علمائے ربانی میں ہوتا تھا۔ فتویٰ دیتے وقت کسی خاص فقہی مسلک کا التزام نہ کرتے لیکن آئمہ اربعہ میں سے کسی سے سوئے ظن نہ فرماتے۔ نماز ٹھیک اوّل وقت اور سنت کے مطابق ادا کرتے جس شخص کو بھی ان کے پیچھے نماز ادا کرنے کا اتفاق ہوا۔ اسے ایسا سرور آیا کہ پھر کبھی زندگی بھر کسی دوسرے عالم کے پیچھے نماز پڑھنے کا وہ لطف نہ آیا۔

مولانا امام خان نوشہروی آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

> ”مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ حدیث اور تفسیر میں بے بدل تھے۔
> اپنے ظاہری، باطنی صلاح وتقویٰ کی وجہ سے دوسروں نے آپ کو
> امام صاحب سے خطاب کیا اور بجا طور پر کیا۔“

(اہل حدیث کی علمی خدمات ص:۱۷۴)

حضرت سید امام صاحب کی ساری زندگی درس وتدریس، وعظ وتبلیغ اور تصوف وسلوک کی راہوں سے آتی ہوئی بدعات کی تردید اور صحیح اسلامی زہد وعبادت اور روحانیت کا درس دینے میں گزری۔ آپ نے تصنیف وتالیف کی طرف بھی کچھ توجہ فرمائی اور درج ذیل رسائل تصنیف فرمائے۔

۱۔ سبیل النجاۃ فی مباینتہ الرب عن المخلوقات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اثبات الهام والبيعة بادله الكتاب و السنة

۳۔ وجوب الزكوٰة فى اموال التجارة

٤۔ عقيده اهل السنة والجماعة فى مسئله الاستواء المبانية

۵۔ سوانح عمرى سيد عبدالله الغزنوى

٦۔ بستان المحققين بشارة السائلين معروف به مجموعة الفتاوىٰ ملقب به العروة الوثقىٰ

مؤخر الذکر کتاب میں مولانا اور بعض دیگر علمائے غزنویہ کی فتاویٰ ہیں۔ یہ مجموعہ فتاویٰ دو جلدوں پر محیط ہے۔ (اصحاب علم وفضل،ص:۱۶۲،۱۶۳)

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۶۳،۱۶۴ پر رقم طراز ہیں:

> ''دیار پاک وہند کے اس جلیل القدر عالم دین، رفیع المرتبت محدث، فقیہ اور صاحب دل بزرگ نے اپنی ۶۳ سالہ زندگی مسلمانوں کی روحانی وباطنی اصلاح میں اپنی عنان ہمت کو صرف کرنے کے بعد ۲۵ رمضان المبارک (یوم جمعۃ الوداع) ۱۳۳۱ھ ۲۹ اگست ۱۹۱۳ء امرتسر میں وفات پائی۔ نماز جنازہ بعد از نماز عصر پانچ بجے ادا کی گئی جو کہ آپ کے بھائی مولانا عبدالواحد غزنوی نے پڑھائی۔ پھر آپ کو میاں صمدو کے قبرستان واقع امرتسر میں دفن کیا گیا۔

(اہلحدیث امرتسر، ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء)

سید عبدالاوّل غزنوی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹۱۳ء

مولانا عبدالاوّل بن محمد بن عبداللہ الغزنوی علمائے فحول میں سے تھے۔ آپ نے ابتدائی دینی علوم کی تحصیل مدرسہ محمدیہ لکھوکے میں حافظ محمد لکھوی (م ۱۳۱۱ھ) مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی (م ۱۳۱۲ھ) سے کی۔

اس کے بعد مدرسہ غزنویہ امرتسر میں مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی، مولانا محمد غزنوی اور امام عبدالجبار غزنویؒ سے تحصیل علم کی۔ حدیث کی تحصیل وتکمیل دہلی میں حضرت میاں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نذیر حسین صاحب سے کی۔ فراغت کے بعد مدرسہ غزنویہ امرتسر میں تدریس پر مامور ہوئے اور ساری زندگی حدیث کی تدریس میں بسر کر دی۔

آپ نے مطبع القرآن والسنۃ کے نام سے امرتسر میں ایک پریس قائم کیا اور ان عربی اور اردو کتابوں کی نشر و اشاعت کی جن کا تعلق خالص مسلک اہل حدیث سے تھا۔ انہوں نے خود بھی ترجمہ و تصنیف کو اپنا نقطہ نظر ٹھہرایا۔

۱۔ نصرۃ الباری ترجمہ صحیح البخاری (صرف آٹھ پارے مکمل ہو سکے)

۲۔ انعام المنعم بترجمہ الصحیح المسلم

۳۔ حمائل غزنویہ از شاہ رفیع الدین (فوائد غزنویہ کے نام سے حواشی لکھے تھے)

٤۔ الرحمۃ المھدہ الی من بریر ترجمہ المشکوٰۃ (٤ جلد)

آپ کے مشہور تلامذہ میں سید داؤد غزنویؒ، حافظ عبداللہ روپڑیؒ، مولانا محمد حسین ہزارویؒ اور حافظ محمد گوندلویؒ قابل ذکر ہیں۔ آپ نے ۱۳۳۱ھ ۱۹۱۳ء کو امرتسر میں وفات پائی۔ آپ کی وفات کے متعلق امام خان نوشہروی کی کتاب ''اہل حدیث کی علمی خدمات'' میں ۱۳۱۳ھ رقم ہے جو کہ ۱۸۹۸ء بنتا ہے اور اس وقت حضرت حافظ صاحب کی عمر ایک سال تھی۔ بقول مولانا محمد اسحاق بھٹی یہ کتابت کی غلطی ہے جو اب تک چلی آ رہی ہے۔ بہر کیف ہم اس تاریخ کو وثوق کے ساتھ اس لئے لکھ رہے ہیں کہ حضرت حافظ محمد گوندلویؒ صاحب سے ایک انٹرویو میں پوچھا گیا کہ آپ کے اساتذہ کون کون سے ہیں؟ تو انہوں نے پہلے مولانا عبدالاوّل غزنوی کا ذکر فرمایا اور کہا کہ میں ان سے ترمذی پڑھ رہا تھا جب انہوں نے انتقال کیا۔ بعدازاں میں نے امام عبدالجبار غزنوی سے ترمذی پڑھنی شروع کر دی۔ تین چار ماہ گزرے کہ وہ بھی انتقال فرما گئے۔ اس طرح امام عبدالجبار غزنویؒ صاحب نے چونکہ اگست میں وفات پائی تو اس وجہ سے چند ماہ پہلے سے ۱۹۱۳ء ہی شمار کیا جائے۔

سید عبدالغفور غزنوی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹۳۵ء

مولانا عبدالغفور بن محمد بن عبداللہ الغزنوی سید عبدالاوّل غزنوی کے چھوٹے بھائی تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے آبائی مدرسہ غزنویہ امرتسر میں مولانا محمد عبداللہ بن عبداللہ غزنوی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام عبدالجبار غزنویؒ اور مولانا عبدالرحیم غزنوی سے حاصل کی۔ حدیث کی تحصیل شیخ الکل حضرت میاں نذیر حسین دہلوی صاحب سے کی اور تکمیل کے بعد مدرسہ غزنویہ امرتسر میں تدریس پر مامور ہوئے۔

۱۹۱۹ء میں مدرسہ غزنویہ سے علیحدگی اختیار کر کے مدرسہ سلفیہ غزنویہ (متصل کٹڑہ غزنویہ) امرتسر جاری کیا جو آپ کی رحلت کے بعد اپنے منبع یعنی مدرسہ تقویۃ الاسلام (مدرسہ غزنویہ) امرتسر میں مدغم ہو گیا۔ مولانا عبدالغفور غزنوی بڑی محنت سے پڑھایا کرتے اور طلباء کے ساتھ بڑی شفقت فرمایا کرتے تھے۔ جب تدریس سے فارغ ہوتے، مطالعہ میں مشغول ہو جاتے۔ امام ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کی تصانیف کے شیدائی تھے اور زیادہ تر انہی دونوں ائمہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے۔

مولانا عبدالغفور غزنویؒ نے مطبع نور الاسلام (امرتسر) قائم کیا تھا۔ آپ نے اس مطبع سے حدیث کی بڑی بڑی کتابیں شائع کیں جس سے مسلک اہل حدیث کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ قرآن پاک اور کتب احادیث کے بعض تراجم شائع کئے۔ حسب ضرورت دیگر کتب بھی شائع کیں۔ مشکوٰۃ المصابیح، ریاض الصالحین اور قرآن پاک تراجم شائع کئے اور ان کے حواشی پر توضیحی نوٹ بھی لکھے۔ مشکوٰۃ غزنوی اور حمائل غزنوی اب تک اہل علم کو یاد ہیں۔

آپ نے درج ذیل کتب لکھیں:

۱۔ **حمائل غزنویہ**

۲۔ **مشکوٰۃ الانوار تسہیل مشارق الانوار**

(اس کتاب میں فقہی ترتیب پر احادیث کو جمع کر دیا گیا ہے۔)

۳۔ **الحزب الاعظم**

آپ کے مشہور تلامذہ میں مولانا عبدالکریم فیروز پوری، مولانا فقیر اللہ مدراسی، مولوی حکیم عبدالرحمٰن (طبیہ کالج دہلی)، مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ اور حضرت حافظ محمد گوندلویؒ قابل ذکر ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالغفور غزنوی نے ۲۸ رجون ۱۹۳۵ء کو امرتسر میں وفات پائی۔

مولانا محمد حسین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹۲۵ء

مولانا محمد حسین ہزاروی کا تعلق ہری پور ہزارہ کے غیر معروف گاؤں موضع نونن سے تھا۔ والد کا نام عبدالستار تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ کے علماء سے حاصل کی۔ امام عبدالجبار غزنویؒ کے زہد و ورع، للّٰہیت، تقویٰ وطہارت، تبحر علمی اور مدرسہ غزنویہ (امرتسر) کی عظمت کی خبر پا کر امرتسر کا رخ کیا اور امام صاحب کی خدمت میں پہنچے اور ان کے مدرسے میں داخلہ لیا۔ امام صاحب کے علاوہ مولانا عبداللہ بن عبداللہ الغزنوی، مولانا عبدالاوّل غزنوی، عبدالرحیم غزنوی اور صوفی عبدالحق غزنوی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

مولانا محمد حسین ایک ذہین، محنتی اور نیک سیرت اور درویش صفت عالم تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدرسہ غزنویہ میں ہی مسند تدریس پر متمکن ہوئے اور ساری زندگی درس و تدریس میں گزار دی۔ امرتسر کی مسجد واقع شریف پورہ میں خطیب بھی تھے۔ بے شمار حضرات نے آپ سے اکتساب علم کیا۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم اسلامی میں اللہ نے آپ کو بڑی مہارت عطا فرمائی تھی۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں مولانا عبدالمجید دینانگری، مولوی عبدالغنی دینانگری، مولانا ابویحییٰ امام خان نوشہروی اور حضرت حافظ محمد گوندلویؒ قابل ذکر ہیں۔

تدریس کے ساتھ ساتھ اللہ نے آپ کو تصنیف کا بھی ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ کی تصانیف درج ذیل ہیں:

۱۔ تحفة الباقی علی الفیه العراقی ۲۔ شرح نخبة الفکر لابن الحجر

۳۔ تحفه اهل حدیث ٤۔ هدایة البلید فی رد التقلید

۵۔ تقلید النسیان فی ابطال الاعیان

استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان وزیرآبادی م ۱۹۱۶ء

استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان بن شرف الدین موضع کروٹی تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم میں ۱۲۶۷ھ (۱۸۵۱ء) کو پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں سکول داخل ہوئے لیکن دو سال بعد نزول الماء کی بیماری کی وجہ سے نظر ختم ہوگئی۔ اس کے بعد دینی تعلیم کے حصول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے دریائے جہلم کے قریب گاؤں احمد آباد میں مولانا قادر بخش سے صرف میر، صرف بہائی پڑھیں۔ بھلوال جا کر سید فاضل شاہ صاحب سے کنز، قدوری پڑھیں موضع سروچہ میں مولانا برہان الدین حصاروی سے مراح الارواح، شرح مائۃ عامل و ہدایت النحو، کافیہ، شافیہ، ملاں جامی اور کچھ منطق کے رسالے پڑھے۔ بعدازاں علاقہ بنوں کے موضع چکی شیخ میں مولوی قل احمد سے ملاحسن اور خیالی پڑھیں۔ فراغت کے بعد حج بیت اللہ کے ارادہ سے دریائے اٹک کے قریب قصبہ کالا باغ تشریف لائے اور وہاں دو ماہ قیام کیا اس کے بعد زمانے کی ستم ظریفیوں کا شکار ہوتے ہوتے مختلف علاقوں میں قیام کیا۔

آخر ۱۷ سال کی عمر میں حج بیت اللہ سے شرف یاب ہوئے۔ واپس آ کر بمبئی، حیدر آباد سے ہوتے ہوئے مدراس پہنچے۔ وہاں مختلف علمائے کرام سے ملاقاتیں کیں۔ قیام مدراس میں مولانا عبدالحق بنارسی سے استفادہ کیا اور ان سے سند الاجازہ حاصل کی۔

بعدازاں مولانا سلیمان جونا گڑھی سے جونا گڑھ میں اکتساب علم کیا۔ پھر بمبئی میں محلّہ ناگ پاڑہ میں بچوں کو قرآن پڑھانے پر مامور ہوئے۔ بھوپال میں ایک سال قیام کیا پھر دہلی کے لیے سفر پر نکلے۔ دہلی میں آپ ۱۲۸۸ھ تک میاں نذیر حسین صاحب سے علم حدیث حاصل کرتے رہے صحاح ستہ کی سند حاصل کر کے انبالہ اور گجرات سے ہوتے ہوئے اپنے گاؤں کرولی ضلع جہلم واپس آئے۔ کچھ عرصہ وہاں ٹھہرنے کے بعد لاہور چینیانوالی مسجد چلے گئے اور مولانا محمد حسین بٹالوی سے مشکوٰۃ المصابیح کا ایک سال تک درس لیا۔ پھر امرتسر میں سید عبداللہ غزنویؒ سے دو سال تک استفادہ کیا۔ اس کے علاوہ امرتسر میں بہت سے اہل علم بزرگوں سے ملاقاتیں کیں اور بمبانوالہ روانہ ہو گئے۔ وہاں سے وزیر آباد آ کر مدرسہ کی بنیاد رکھی اور وہاں مستقل سکونت اختیار کی۔ استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان بڑے عابد و زاہد، متوکل علی اللہ، مستجاب الدعوات اور صاحب کرامات بزرگ تھے۔ ان کے فیض یافتہ شاگردوں نے آج پورے پاکستان کو علم کے نور سے منور کر رکھا ہے۔

استاذ پنجاب سے جن وانس دونوں ہی حدیث کی تحصیل کرتے تھے۔ آپ کے تلامذہ کا شمار ناممکن ہے۔ تلامذہ میں مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ، مولانا محمد اسماعیل سلفی اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ثناء اللہ امرتسری کے اسمائے گرامی بھی شامل ہیں۔ حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ نے ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۶ء کو وزیر آباد میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

حکیم محمد اجمل خاں دہلوی م ۱۹۲۷ء

حکیم محمد اجمل خان بن محمد دین بن صادق بن شریف ۱۸۶۷ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم جن علمائے کرام سے حاصل کی ان میں مولانا صدیق احمد دہلوی، مولانا عبدالحق گمتھلوی (مفسر قرآن)، مولانا عبدالرشید رامپوری، مولانا عبیداللہ بیگ اور بعض دیگر حضرات شامل ہیں۔ آپ قرآن کے حافظ تھے۔ طب اپنے والد اور چچا سے پڑھی۔ بعد ازاں چچا کے مدرسے میں تدریس بھی فرمائی۔ پھر نواب حامد علی خان رامپوری کی دعوت پر رامپور گئے اور رئیس الحکماء کے منصب پر فائز ہوئے۔

کچھ عرصہ بعد دہلی واپس آئے اور تدریس طب شروع کر دی۔ ۱۹۰۵ء میں عرب ممالک کے اور ۱۹۱۰ء میں مغربی ممالک کے دورے کیے۔ ۱۹۰۷ء میں حاذق الملک کا لقب عطا ہوا جو بعد میں گورنمنٹ کو واپس کر دیا۔ اہل ہند نے آپ کو مسیح الملک کے خطاب سے سرفراز کیا۔ ہندوستان کی سیاست میں بے لوث کردار کی وجہ سے کانگرس، مسلم لیگ، مجلس خلافت، جمعیت علمائے ہند سمیت تمام جماعتوں میں آپ کی رائے کا احترام کیا جاتا تھا۔ ان کی قوم پروری اور وطن کی محبت شک وشبہ سے بالا تھی۔

حکیم محمد اجمل خاں پاک وہند کے بلند پایہ قومی وملی رہنما اور مایہ ناز تہذیبی وادبی شخصیت تھے۔ علم طب میں آپ کی خدمات لاثانی ہیں۔ آپ نے طب سے متعلق کچھ کتب بھی تصنیف کیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ القول المرغوب فی الماء المشروب

۲۔ ازالۃ المحن عن اکسیر البدن

۳۔ ایقاظ النعسان فی اغالیط الاستحسان وغیرہ

حکیم محمد اجمل خاں نے دسمبر ۱۹۲۷ء رامپور میں بوجہ زہر وفات پائی۔ جسد خاکی دہلی لایا گیا اور وہیں دفن ہوئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھی م ۱۹۴۳ء

مولانا احمد اللہ بن امیر اللہ موضع مبارکپور ضلع پرتاب گڑھ میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد شاہ محمد یعقوب دہلوی کے فیض یافتہ تھے۔آپ نے جن اساتذہ سے اکتساب علم کیا ان میں میاں پیر محمد وسید محمد امین نصیر آبادی، مولانا ہدایت اللہ جونپوری، مولانا لطف الرحمٰن بردوانی، شیخ حسین یمنی، مولانا سلامت اللہ جیراج پوری، مولانا احمد صاحب سندھی، قاضی ایوب بھوپالی، مولانا منیر الدین خان، مولانا محمد اسحاق منطقی (رامپوری) ڈپٹی نذیر احمد، مولانا تلطف حسین بہاری، مولانا عبدالرشید رامپوری، مولانا نظام الدین، مولانا محمد بشیر سہوانی اور شیخ الکل حضرت میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلویؒ شامل ہیں۔حج کے موقع پر شیخ محمد بن عبداللطیف نجدی سے سند اجازۃ الحدیث حاصل کی۔اسی طرح مولانا شمس الحق ڈیانوی سے بھی سند اجازۃ الحدیث حاصل کی۔قاضی شیخ محمد مچھلی شہری سے قیام بھوپال میں سند حاصل ہوئی۔اتنے اعلام وافاضل سے پڑھا مگر جو فائدہ علمی ودینی آپ کو مولانا بشیر سہوانی سے حاصل ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔تمام زندگی درس و تدریس کیلئے وقف فرمادی۔پورے بیس سال تو مدرسہ علیجان دہلی میں پڑھایا جہاں حدیث اور تفسیر کے علاوہ معقول ومنقول بھی پڑھاتے رہے پڑھاتے رہے۔اسی دوران میں دارالحدیث رحمانیہ کی تاسیس ہوئی اوراس میں تشریف لے گئے۔دارالحدیث رحمانیہ میں کتب حدیث، تفسیر، اصول فقہ اور اصول حدیث وغیرہ پڑھائیں۔جولائی ۱۹۲۲ء میں ایک ماہانہ رسالہ ''تبلیغ السنۃ'' مدرسہ علیجان سے جاری کیا جو ایک سال کے بعد بند ہوگیا۔دارالحدیث رحمانیہ کے دور تدریس میں ماہنامہ ''محدث'' دہلی کے نگران رہے۔آپ کی ساری زندگی درس و تدریس میں گزری۔آپ کے تمام تلامذہ کا احاطہ تو ممکن نہیں جن میں مولانا عبیداللہ پیغمبر پوری، مولانا عطاء اللہ گورداسپوری اور مولانا عبدالواجد عمر آبادی نمایاں ہیں۔

مولانا احمد اللہ کی تصنیفی خدمات قلیل مگر جامع ہیں:

۱۔ تخریج عسقلانی
۲۔ القول المتین فی بیان التامین
۳۔ برھان المھودۃ عن مسئلہ الزکاۃ
۴۔ القول المختصر فی زکوٰۃ العشر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ التامل فی الرد علی رسالۃ التوسل بسید الرسل ۶۔ تحفہ تبت من اہل سنت

۷۔ البرہان العجاب فی فرضیۃ ام الکتاب۔ مؤخر الذکر کتاب مولانا بشیر سہوانی کی تقریروں کی کتابی شکل ہے جو آپ نے مرتب فرمائی۔ (تراجم علمائے حدیث ہند ص: ۱۷۴تا۱۷۶)

مولانا احمد اللہ دہلوی پرتاب گڑھی نے چار روز درد گردہ میں مبتلا رہ کر سات/آٹھ مارچ ۱۹۴۳ء کی درمیانی شب کو بوقت تہجد داعی اجل کو لبیک کہا۔ اس دن دہلی کے تمام مدارس عربیہ اہلحدیث و احناف بند ہوگئے۔ شہر کے علماء اہل حدیث و احناف شریک جنازہ ہوئے۔ اور قبرستان مقام مشہدی پورہ میں حضرت میاں صاحب کے مزار کے قریب انہیں دفنایا گیا۔

مولانا عبدالرحمٰن پنجابی

مولانا عبدالرحمٰن بن فتح دین بن عبداللہ ۱۸۶۷ء میں موضع کٹھہ مصراں ضلع خوشاب میں پیدا ہوئے۔ آپ مولانا فقیر اللہ مدراسی (حضرت حافظ صاحب کے سسر) کے چھوٹے بھائی تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے برادر اکبر مولانا محمد بن فتح دین سے حاصل کی۔ اس کے بعد قرآن حفظ کیا اور دیگر علوم بھی حاصل کیے۔

اس کے علاوہ مولانا محمد یٰسین رحیم آبادی سے سراجی، میبذی، مولانا محمد اسحاق رامپوری (منطقی) سے منطق، ملاحسن، مولانا ڈاکٹر نذیر احمد خان دہلوی اور مولانا یوسف حسین ہزاروی سے ادب کی کتب پڑھیں۔ حافظ عبدالمنان وزیر آبادی اور شیخ الکل سید نذیر حسین دہلوی سے حدیث اور تفسیر کی تحصیل کی۔ تکمیل کے بعد دہلی کو افادہ علم کیلئے ممتاز ٹھہرایا۔ ۴۰ سال مدرسہ حاجی علیجان دہلی میں پڑھایا۔ بعد ازاں مدرسہ دارالسلام واقع مسجد صدر بازار دہلی میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ علم حدیث اور فن نحو کے ساتھ ساتھ علم ادب کے بھی عالم تھے۔ آپ سے بے شمار طلباء و علماء نے کسب فیض کیا جن کا شمار ممکن نہیں۔

مولانا محمد اسحاق رامپوری (منطقی)

مولانا محمد اسحاق رامپوری ثم دہلوی۔ فن منطق و حکمت میں آپ اپنے زمانہ کے نامور اساتذہ میں سے تھے۔ آپ رامپور شہر میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے، مولانا امیر احمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوران کے والد امیر حسن سہوانی سے علوم حاصل کر کے عازم دہلی ہوئے اور وہاں شیخ الکل سید نذیر حسین دہلوی سے علم حدیث حاصل کر کے شہر دہلی ہی میں درس وتدریس میں مشغول ہو گئے۔آپ کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔

جن میں مولانا فقیر اللہ مدراسی، مولانا عبدالرحمٰن پنجابی، مولانا احمد اللہ دہلوی، مولانا اسماعیل سلفیؒ، حافظ محمد گوندلویؒ جیسے اکابر علماء شامل ہیں۔ (نزہۃ الخواطر ج ۸ ص:۵۲)

مولانا عبدالرحمٰن ولایتی دہلویؒ

''محترم فاضل عبدالرحمٰن ولایتی دہلویؒ، آپ علوم آلیہ کے مشہور فاضلین میں سے تھے، سید نذیر حسین محدث دہلوی اور شیخ حسین بن محسن سبعی انصاری یمانی سے علم حدیث حاصل کیا۔اور دہلی کے صدر بازار پھر کشن گنج میں زمانہ دراز تک سبق پڑھایا۔پھر سید نذیر حسین دہلوی کے مدرسہ میں صدر المدرسین بنے۔ (نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۲۴۷)

مولانا عبدالرزاق پشاوریؒ

یہ معقولات کے ماہر تھے۔تمام مشہور متون ان کو زبانی یاد تھے۔مثلاً تہذیب، سلم العلوم، تلخیص المفتاح، شافیہ اور کافیہ وغیرہ جس طرح لوگ قرآن مجید حفظ کرتے اس طرح انہوں نے بہت سے متون یاد کیے ہوئے تھے، ہمیشہ سادہ لباس زیب تن کرتے، سخت گرمی میں بھی اپنے چہرے کو ڈھانپے رکھتے، آپ کی گفتگو میں بہت روانی تھی۔

مولانا عبدالرزاق سے حضرت حافظ صاحب نے

سبع شداد، بست ۲۰ باب، شرح اشارات، سلم حمد اللہ، میبذی، صدرا، میر زاہد، تصریح، چغمینی وغیرہ کتب پڑھیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیارھواں باب

حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ

حضرت حافظ محمد گوندلویؒ صاحب کے براہ راست شاگردوں کی تعداد یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ کتنے ہزار ہوگی، برصغیر پاک و ہند کے تمام صوبوں اور ریاستوں کے علاوہ افغانستان، ایران، اور عرب ممالک کے بھی ہزارہا طلباء نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے جن میں محدثین اور مفسرین بھی ہیں، فقہا اور متکلمین بھی، مبلغین وواعظین بھی، قاضی اور مفتیان کرام بھی ہیں، اور دینی اداروں کے بانی و منتظمین بھی، سیاسی زعماء بھی ہیں اور مدرسین و مصنفین بھی، غرض زندگی کے ہر شعبہ میں آپ سے استفادہ کرنے والے جلیل القدر علماء اطراف عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جہاں ان کی دینی ومعاشرتی خدمات مختلف شعبوں میں جاری وساری ہیں۔ انسانوں کے علاوہ جنات بھی حضرت حافظ صاحب سے حدیث پڑھا کرتے تھے۔

یہاں یہ بات بتانا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ تلامذہ☆ کے بارے میں حتمی تعداد چونکہ ممکن نہیں اور اس کے لئے الگ ایک کتاب کی ضرورت ہے جو کئی جلدوں پر محیط ہو۔ اس لئے اپنی کم علمی کی وجہ سے جتنے بھی تلامذہ میرے علم میں آسکے (مزید کی تلاش جاری ہے) ان سب کو ان کے مدارس کی ترتیب سے لکھا گیا ہے۔

☆ ممکن ہے ان میں سے کئی احباب اب وفات پا چکے ہوں کئی زندہ ہوں۔ جہاں تک ممکن ہوا اس کا پتا لگانے کی کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر کسی دوست یا بزرگ کو کسی شخصیت کے بارے میں کوئی علم ہو تو رہنمائی فرمائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹۶۸ء

مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ ۱۸۹۵ء کو تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالا کے ایک گاؤں ڈھونیکی میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام محمد ابراہیم تھا۔ کتابت میں مہارت رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کی۔ پھر مولانا عمر دین وزیر آبادی سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ سے تحصیل علم کیا۔ وزیر آباد سے فراغت کے بعد مرکز علوم وفنون دہلی کا عزم کیا۔ وہاں حافظ عبدالستار عمر پوری اور دوسرے علماء سے استفادہ کیا۔ امرتسر میں خاندان غزنویہ کے چشمۂ فیض سے مولانا عبدالغفور غزنویؒ اور مولانا عبدالرحیم غزنویؒ کے ذریعے اپنی علمی پیاس کو بجھایا۔

قیام امرتسر کے زمانے میں مفتی محمد حسن (بانی جامعہ اشرفیہ لاہور) سے بعض کتب پڑھیں۔ امرتسر سے سیالکوٹ تشریف لے گئے اور مولانا ابراہیم میر سیالکوٹیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر مزید استفادہ کیا۔ ۱۹۲۰ء میں مولانا میر سیالکوٹی کے حکم پر ان کی معیت میں بطور مدرس گوجراں والا تشریف لائے۔ پھر مولانا علاؤ الدین کی وفات کے بعد ان کی مسجد میں خطیب مقرر کیے گئے۔ سیاسی طور پر نیشنلسٹ (کانگرسی) تھے۔ جمعیت علمائے ہند کی مجلس عاملہ کے رکن تھے اور مولانا ابوالکلام آزاد سے بہت زیادہ متاثر تھے۔

آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس سے ہمیشہ وابستہ رہے۔ تقسیم ہند کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا قیام سید داؤد غزنوی، مولانا عطاء اللہ حنیف کی معیت میں مولانا سلفیؒ کا سب سے اہم کارنامہ ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے دوسرے ناظم اعلیٰ تھے۔ ۱۹۶۴ء سے ۱۹۶۸ء تک امیر جمعیت رہے۔ آپ جامعہ سلفیہ (فیصل آباد) کے بانیوں میں سے ہیں اور اس جدوجہد میں آپ کی کوششیں لازوال ہیں۔ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ تعلیم وتدریس، تبلیغ وخطابت، وعظ وتذکیر، دعوت وارشاد اور تقریر وتحریر میں یکساں مہارت رکھتے تھے۔ مولانا کی زندگی بے شمار قربانیوں اور تکلیفوں سے عبارت تھی۔

آپ کی تدریسی اور جماعتی زندگی اڑتالیس سال پر محیط ہے اس اثناء میں ان سے کتنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے استفادہ کیا ان کا شمار تو ممکن نہیں مگر چند ایک اصحاب علم جو اپنے استاذ کی بہترین نشانی ہیں، ان میں مولانا محمد حنیف ندویؒ، حافظ محمد احمد اللہ بڈھیمالوی، مولانا محمد عبداللہؒ، مولانا محمد خالد گرجاکھی، حافظ اسماعیل ذبیح، مولانا محمد اسحاق بھٹی، حافظ عبدالمنان نورپوری قابل ذکر ہیں۔

آپ نے تصنیفی میدان میں جو کارنامے سرانجام دیئے وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ سبع معلقہ کی تشریح
۲۔ مشکوٰۃ المصابیح کا ترجمہ وتشریح
۳۔ اسلامی نظام کا خاکہ
۴۔ امام بخاری کا مسلک
۵۔ رسول اکرم کی نماز
۶۔ مسئلہ حیات النبی ﷺ
۷۔ حجیت حدیث
۸۔ جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث
۹۔ تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی
۱۰۔ زیارتِ قبور

اس کے علاوہ ''الاعتصام'' لاہور میں فکر محدثین، فکر ولی اللہی پر ان کے متعدد مضامین تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی کے نام سے مرتب کر کے کتابی شکل میں شائع ہوئے۔

مولانا کی شخصیت بے شمار اوصاف کا مرکب تھی۔ جس کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے۔ اللہ ہمارے جماعتی احباب کو اس سعی کی توفیق مرحمت فرمائے۔ (آمین)

مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ نے ۲۰ فروری ۱۹۶۸ء کو گوجراں والا میں انتقال فرمایا اور مولانا علاؤالدینؒ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

۲۔ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹۸۷ء

مولانا عطاء اللہ بن صدرالدین ۱۹۰۹ء کو موضع بھوجیاں ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد گرامی سے حاصل کی۔ ترجمۃ القرآن والد گرامی سے پڑھا۔ مولانا فیض اللہ خان سے بلوغ المرام شروع کی۔ صرف ونحو فارسی کی ابتدائی کتابیں اور مشکوٰۃ المصابیح مولانا عبدالرحمٰن بھوجیانیؒ سے پڑھیں۔

صحاح ستہ، تفسیر جلالین، مولانا عبدالجبار کھنڈیلوی، تفسیر بیضاوی، مسلم، ملاحسن، حمداللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالہ تکلبیہ مع غلام یحییٰ، میبذی، شرح اشارات، مسلم الثبوت اور شرح العقائد وغیرہ کتب حضرت العلام حافظ محمد گوندلویؒ سے پڑھیں۔ موطا (نصف)، شرح نخبہ کامل، مولانا محمد شرف الدین دہلوی سے پڑھیں۔ اس کے بعد استاد پنجاب مولانا عطاء اللہ لکھوی سے صرف ونحو کی کتابیں شرح جامی، تک مسائل منطق مع قطبی، میر قطبی (تصورات) اور شرح وقایہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔

۱۳۵۰ھ ۱۳۷۰ھ تک مدرسہ محمدیہ گوجراں والا، کوٹ کپورہ (ریاست فرید کوٹ) مرکز الاسلام لکھوکے، فیروز پور، اوڈانوالہ، تقویۃ الاسلام لاہور میں مختلف علوم پڑھائے۔ قیام پاکستان کے بعد گوندلاں والا (ضلع گوجراں والا) میں قیام پذیر رہنے کے بعد سید داؤد غزنویؒ کی خواہش پر لاہور منتقل ہو گئے۔

سید داؤد غزنویؒ اور مولانا اسماعیل سلفیؒ کی معیت میں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے قیام میں حصہ لیا۔ ہفت روزہ الاعتصام کا اجراء کیا۔ مولانا مرکزی جمعیت اہل حدیث کی مرکزی درس گاہ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں اور اس کے پہلے شیخ الحدیث تھے۔ جمعیت کی تنظیم سے لے کر تا حیات مرکزی جمعیت لاہور کے صدر رہے۔ مولانا سلفیؒ کی نظر بندی کے دور میں دو دفعہ جمعیت کے ناظم اعلیٰ پاکستان رہے۔ مکتبہ سلفیہ کے نام سے اشاعتی ادارہ قائم کیا جو مختلف علوم وفنون میں متعدد معیاری اور وقیع کتب شائع کر رہا ہے۔ رؤیت ہلال کمیٹی، اسلامی مشاورتی کونسل اور وفاقی مجلس شوریٰ جیسے اہم حکومتی اداروں کے رکن رہے۔

جامع مسجد مبارک (ریلوے روڈ لاہور) میں قریباً ۱۰ سال خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرمایا، مولانا نہائت بردبار، منکسر المزاج اور سادہ عالم تھے۔ رہن سہن اور بود وباش میں آپ کی سادگی ضرب المثل تھی۔ مولانا کی زندگی مسلسل جدوجہد اور جماعتی خدمات سے بھر پور تھی۔

مولانا نے قریباً ۲۵ سال تک قرآن وحدیث اور دیگر علوم کی تدریس فرمائی۔ آپ کے تلامذہ کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔ جس میں بڑے بڑے نامور اور جید علماء کرام شامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند ایک اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

مولانا حافظ محمد اسحاق حسینویؒ ، پیر محمد یعقوب الہاشمیؒ ،مولانا محی الدین لکھویؒ،مولانا معین الدین لکھوی،سید ابو بکر غزنویؒ ،مولانا محمد اسحاق بھٹی اور حافظ صلاح الدین یوسف

مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ نے ۳/۲ اکتوبر ۱۹۸۷ء کی درمیانی شب کو لاہور میں انتقال فرمایا۔نماز جنازہ حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ نے پڑھائی اور ۳ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو یہ آفتاب علم و عمل لاہور کی سرزمین میں ہمیشہ کیلئے غروب ہوگیا۔

۳۔مولانا عبید اللہ رحمانی رحمۃ اللہ علیہ مبارکپوری م ۱۹۹۴ء

مولانا عبید اللہ مبارکپوری بن عبد السلام مبارکپوری ۱۹۰۹ء کو مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے ۔ابتدائی تعلیم اپنے والد مکرم سے حاصل کی ۔مولانا غلام یحییٰ کان پوری ؒ،مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھیؒ اور حافظ محمد گوندلویؒ سے دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں مختلف علوم اسلامیہ میں تحصیل کی ۔مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوریؒ سے حدیث کی تعلیم حاصل کی فراغت کے بعد دارالحدیث رحمانیہ (دہلی) میں مولانا احمد اللہ پرتاب گڑھیؒ کے بعد شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔

مولانا عبد الرحمٰن مبارکپوریؒ (صاحب تحفۃ الاحوذی) کے ساتھ بطور معاون دو سال مبارکپور میں رہ کر تحفۃ الاحوذی کی آخری دو جلدوں کی تکمیل کی جس کی وجہ سے فنون حدیث کا خاص ملکہ اور خاص ذوق پیدا ہوگیا۔اور تصنیف و تالیف کا سلیقہ بھی حاصل ہوا۔

اس کے علاوہ مشکوۃ المصابیح کی شرح مرعاۃ المفاتیح کتاب المناسک تک ۹ جلدوں میں لکھی اور دوسری تصنیفات میں رمضان المبارک کے فضائل و احکام شامل ہیں ۔مولانا عبید اللہ رحمانی نے ۴ جنوری ۱۹۹۴ء کو اپنے وطن مبارکپور میں ۸۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔

۴۔شیخ ابوالبرکات احمد مدراسی م ۱۹۹۱ء

مولانا ابوالبرکات احمد بن محمد اسماعیل مدراسی ۱۹۲۶ء کو موضع چمناڈ (جو مدراس کا ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصبہ ہے) میں پیدا ہوئے۔اس نواح کے علمی خاندان کے فرد تھے۔قرآن مجید والدہ سے پڑھا اور چند سورتیں بھی یاد کیں۔مقامی سکول سے آٹھ جماعتیں پاس کرنے کے بعد دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔اپنے قصبہ میں مولانا محمد عباس سے صرف ونحو کی ابتدائی کتب پڑھیں، علامہ محمد کانن کاڈی سے فقہ شافعی کی کتابیں اور تفاسیر میں جلالین اور خازن وغیرہ کا مطالعہ کیا۔علامہ الجاویری سے فتح المعین،شرح المحلی،جمع الجوامع پڑھیں۔

بعد ازاں مدرسۃ العالیہ اے کالج (مدراس) سے معانی، بیان، بدیع، منطق، فلسفہ اور ریاضی وغیرہ فنون میں تکمیل کی، کچھ انگریزی کی کتب بھی پڑھیں۔یہاں آپ نے علامہ محمد ابوالصلاح کے لیکچر خلاصۃ التفسیر سے خوب استفادہ کیا۔اسی دوران آپ نے ایک حنفی عالم سے فقہ حنفی کی بڑی بڑی کتابیں اور اصول فقہ کی کتابیں پڑھیں۔حیدرآباد دکن، بنگال، یوپی، سی پی، بہار وغیرہ صوبہ جات کی مطالعاتی اور معلوماتی سیر کے بعد دارالکتاب والسنہ دہلی میں قیام کیا۔وہاں مولانا عبدالستار دہلویؒ سے مروجہ نصاب کی کتابیں اور اردو زبان کی کتابیں پڑھیں اور اردو زبان میں مہارت حاصل کی۔تقسیم ہند کے فسادات کے دوران کسی طرح لاہور پہنچے اور چینیانوالی مسجد میں قیام کا ارادہ کیا مگر کوئی صورت نظر نہ آئی تو اوڈانوالہ میں تشریف لے گئے۔

۱۹۴۸ء میں فراغت کے بعد حضرت حافظ محمد گوندلویؒ کی خدمت میں (ٹاہلی والی مسجد) گوجراں والا حاضر ہو کر مزید اکتساب علم کیا۔۱۹۵۰ء میں حضرت حافظ صاحب کی سرپرستی میں جامعہ اسلامیہ گوجراں والا میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے اور پھر تاحیات ۱۹۹۱ء تک جامعہ اسلامیہ میں مسند تدریس پر جلوہ افروز رہے۔

مولانا ابوالبرکات احمد کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔آپ بہت اچھے مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ قناعت پسند، خوددار اور متحمل مزاج تھے۔مولانا کا حلقہ تلامذہ بہت وسیع ہے۔ اکتالیس سال میں کتنے علماء وفضلاء نے آپ سے شرف تلمذ حاصل کیا ہوگا؟ اس کا شمار ممکن نہیں راقم کو آپ کے قریباً ۲۵۰ تلامذہ کا علم ہوسکا ہے۔جن میں مولانا محمد اعظم، حافظ محمد الیاس اثری، قاضی مقبول احمد، مولانا فاروق اصغر صارمؒ، قاری سیف اللہ عادلؒ اور حافظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسعد محمود سلفی جیسے علمائے کرام شامل ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمد نے ۲۹ جولائی ۱۹۹۱ء کو گوجراں والا میں وفات پائی۔ اور بڑے قبرستان (گوجراں والا) میں حضرت حافظ صاحب کے پہلو میں دفن ہوئے۔

۵۔ مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ م ۲۰۰۱ء

مولانا محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن ۱۸ مارچ ۱۹۲۰ء کو چک نمبر ۱۶ جنوبی تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی سکول سے حاصل کی، ۱۹۳۳ء میں ورنیکولر فائنل کا امتحان پاس کیا۔ دینی تعلیم کے حصول کیلئے مدرسہ محمدیہ (چوک نیائیں) گوجراں والا کا رخ کیا۔ وہاں حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ سے تحصیل حدیث کی۔ ۱۹۳۸ء میں پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۴۰ء میں مدرسہ محمدیہ سے شہادۃ العالیہ حاصل کی۔ ۱۹۴۲ء میں جامع مسجد اہل حدیث دال بازار میں خطیب مقرر ہوئے اور درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا اور پھر مدرسہ محمدیہ میں مدرس کے فرائض سرانجام دیئے۔ ۱۹۶۱ء میں کوئٹہ ریفریشر کورس میں پاکستان بھر سے ۲۵ علماء کرام میں اوّل پوزیشن حاصل کی۔

۱۹۶۳ء میں جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم کے نام سے دال بازار میں مدرسہ کی بنیاد رکھی۔

۱۹۶۵ء میں اسے کنگنی والا (جی ٹی روڈ) میں منتقل کردیا گیا۔ ۱۹۶۸ء میں مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی وفات کے بعد اسے جامعہ محمدیہ میں مدغم کردیا گیا۔

تمام علوم دینیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ وسیر، اسماء الرجال، نعت وادب پر ان کی نظر تھی۔ تدریس کا خاص ملکہ حاصل تھا اور اچھے مناظر بھی تھے۔ قومی سیاسیات سے دلچسپی رکھتے تھے۔ جمعیۃ اہل حدیث (قائم کردہ علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ) کے امیر رہے۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب کا جماعتی کردار ناقابل فراموش ہے۔ ان کی دانشمندی ومعاملہ فہمی، ذہانت وبصیرت کے سب قائل تھے۔

مولانا نے ۲۸ اپریل ۲۰۰۱ء کو گوجراں والا میں انتقال فرمایا۔ نماز جنازہ پروفیسر ساجد میر (امیر مرکزیہ) نے شیراں والا باغ گوجراں والا میں پڑھائی اور آپ کو مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ حافظ محمد عبداللہ بڈھیمالوی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹۸۷ء

حافظ محمد عبداللہ بن مولانا عبدالکریم بڈھیمالوی یکم مارچ ۱۹۰۸ء (۲۷ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ) کو بڈھیمال تحصیل مکتسر ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے۔ قرآن پاک اپنے گاؤں میں حفظ کیا۔ ابتدائی کتب مثلاً فارسی کی پہلی کتاب، دوسری کتاب، گلستان، بوستاں، صرف ونحو وغیرہ اپنے والد سے پڑھیں۔ دوسال موضع ارائیاں والا (ریاست فرید کوٹ) میں مولانا محمد سلیم سے چند کتب پڑھیں۔ اس کے بعد لکھوکے میں استاد پنجاب مولانا عطاء اللہ لکھوی سے شرح وقایہ، شرح جامی، ابن ماجہ، ابوداؤد، ترمذی اور جلالین وغیرہ کتب میں استفادہ کیا۔

بعدازاں حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی رحمہ اللہ کی خدمت میں گوندلاں والا حاضری دی اور علوم آلیہ وعالیہ کی بعض کتابیں طلباء کے ساتھ پڑھیں اور بعض تنہا پڑھیں۔ جو کتابیں طلبا کے ساتھ پڑھیں ان میں ترجمۃ القرآن، تفسیر بیضاوی، سلم العلوم ملاحسن، حمد اللہ، صدرا، شرح اشارات، ارشاد الفحول، مسلم الثبوت، ہدیہ سعدیہ، توضیح وتلویح وغیرہ شامل ہیں۔ اور جو کتابیں تنہا پڑھیں۔ ان میں صحیح البخاری، صحیح مسلم، موطاء، ترمذی، ابوداؤد، دلائل الاعجاز، مطول، اقلیدس، نفیسی، مقامات حریری اور حماسہ جیسی بڑی کتابیں شامل ہیں جو کہ حافظ کی علمی پختگی اور ذہانت پر دلالت کرتی ہیں۔ حضرت حافظ صاحب سے تکمیل علم کے بعد موضع میر محمد میں قرأت وتجوید کا نصاب مکمل کر کے سند فراغت حاصل کی۔ پھر اپنے گاؤں واپس آگئے اور تدریس کا آغاز کیا۔ کچھ عرصہ کوٹ کپورہ (ریاست فرید کوٹ) اور ارائیاں والا میں بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔ اس کے علاوہ جھوک دادو، جامعہ تعلیم الاسلام (اوڈاں والا)، جامعہ محمدیہ اوکاڑہ جیسے علمی مراکز میں بھی تدریس پر مامور رہے۔

۱۹۶۲ء میں سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ کی دعوت پر جامعہ سلفیہ فیصل آباد تشریف لائے اور حضرت حافظ صاحب گوندلوی رحمہ اللہ کے بعد گیارہ سال جامعہ سلفیہ کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث رہے۔ اس کے بعد پھر صوفی محمد عبداللہ کی دعوت پر اوڈانوالہ تشریف لے گئے۔ ایک سال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہاں گزارا تھا کہ حضرت حافظ صاحب کے حکم اور جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ کے اصرار پر دوبارہ جامعہ سلفیہ (فیصل آباد) تشریف لے گئے۔ ۱۹۷۸ء میں چک نمبر ۴۰۵ گ ب کمیانہ شریف مسجد اور مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور تازندگی وہیں قیام پذیر رہے۔ آپ نے نصف صدی سے زیادہ عرصہ تدریسی حلقوں میں علم کی روشنی پھیلائی۔ آپ ہر وقت ذکر واذکار میں مشغول رہتے۔ انتہائی زاہد و عابد اور نیک دل عالم دین تھے۔ آپ کو حضرت حافظ صاحب سے قلبی لگاؤ تھا۔

حضرت حافظ صاحبؒ نے وفات سے دو سال قبل آپ کو بلوایا اور ارشاد فرمایا کہ

''عبداللہ تم میرے ایک فاضل اور ذہین شاگرد ہو۔''

یہ کلمات تین مرتبہ دہرائے اور پھر فرمایا:

ارجوا ان یفتح اللّٰہ علیہ ما اغلق علی غیرہ

حافظ عبداللہ بڈھیمالویؒ نے ۹ مئی ۱۹۸۷ء (۱۰ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ) کو وفات پائی۔ نماز جنازہ مولانا معین الدین لکھوی نے پڑھائی اور آپ کمیانہ شریف ضلع فیصل آباد میں مدرسہ کے پاس دفن ہوئے۔

۷۔ سید ابوبکر غزنوی رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹۷۶ء

سید ابوبکر بن مولانا سید محمد داؤد بن سید الامام عبدالجبار بن سید عبداللہ الغزنویؒ ۲۴ مئی ۱۹۲۷ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم امرتسر کے خزانہ گیٹ ہائی سکول میں حاصل کی۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد ایم۔ اے۔ او کالج امرتسر سے بی۔ اے کیا۔ ۱۹۵۰ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے ایم اے (عربی) میں پنجاب بھر میں اول آئے اور گولڈ میڈل حاصل کیا۔ پھر ایل۔ ایل۔ بی کا امتحان پاس کیا اور پھر اسلامیہ کالج لاہور میں عربی کے لیکچرار مقرر ہوئے۔

عربی ادبیات کے فاضل تھے، دینی تعلیم کے لیے اپنے والد سید داؤد غزنویؒ، حافظ محمد گوندلویؒ مولانا عبدالرحیم حسینوی، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ اور مولانا محمد عبدہٗ الفلاح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مختلف اوقات میں استفادہ کیا۔

۱۹۶۰ء میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں جا کر حضرت حافظ محمد گوندلویؒ صاحب سے تفسیر بیضاوی اور بعض کتب حدیث پڑھیں۔ اس کے علاوہ مولانا شریف اللہ خان سواتی سے صرف ونحو کی بعض کتابیں پڑھیں۔ اسی دوران پروفیسر غلام احمد حریری سے علم النحو کی کتاب الفیہ کی شرح ابن عقیل کا کچھ حصہ پڑھا۔ ۱۹۶۴ء میں وہ انجینئرنگ یونیورسٹی (لاہور) میں علوم اسلامیہ کے سربراہ مقرر کئے گئے۔ ۱۹۷۵ء میں انہیں اسلامیہ یونیورسٹی (بہاولپور) کا پہلا وائس چانسلر مقرر کیا گیا۔ آپ نے اس کی تعمیر وترقی کیلئے بڑی تگ ودو کی تھی۔

سید ابوبکر غزنویؒ کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ جہاں وہ علم وادراک، تقریر وخطابت اور درس وتدریس میں اپنا ایک مقام رکھتے تھے۔ وہاں حسن وخوبصورتی کی دولت بھی بارگاہِ الٰہی سے انہیں عطا کی گئی تھی۔ آپ اہل علم کا بہت احترام کیا کرتے، ہمیشہ علماء کی محفل میں انتہائی عاجزی سے دوزانو ہو کر بیٹھتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے اور یہ وہ چیزیں تھیں جو انہیں اپنے آباء واجداد سے ورثے میں ملی تھیں۔

۱۹۶۳ء میں سید داؤد غزنویؒ کی وفات کے بعد خاندان غزنویہ کا سربراہ آپ کو بنایا گیا۔ آپ نے ۲۴/اپریل ۱۹۷۶ء کو لندن میں ایک ٹریفک حادثہ میں وفات پائی۔ ۲۹/اپریل ۱۹۷۶ء کو جسد خاکی لاہور لایا گیا۔ نماز جنازہ مولانا معین الدین لکھوی نے پڑھائی اور میانی صاحب لاہور کے قبرستان میں سپرد خاک کیے گئے۔

۸۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ م ۱۹۸۷ء

حافظ احسان الٰہی بن شیخ حاجی ظہور الٰہی ۳۱/مئی ۱۹۴۵ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم جامعہ اسلامیہ (گوجرانوالا) سے حاصل کی۔ سند فراغت لینے کے بعد جامعہ سلفیہ (فیصل آباد) میں حضرت حافظ صاحب سے مزید تحصیل حدیث کی۔

پاکستان میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) تشریف لے گئے اور اعلیٰ نمبروں میں جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) کی ڈگری حاصل کی۔ پاکستان اور سعودی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرب میں آپ نے جن اساتذہ سے کسب فیض کیا ان میں حضرت حافظ محمد گوندلویؒ، شیخ عبدالعزیز بن باز، مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی، شیخ عبدالقادر شامل ہیں۔

مدینہ منورہ سے تعلیم مکمل کر کے لاہور تشریف لائے اور چینیانوالی مسجد میں خطیب مقرر ہوئے۔ علاوہ ازیں ''الاعتصام'' اور ''اہلحدیث'' لاہور کے مدیر بھی رہے اور بعد میں اپنا ماہنامہ ''ترجمان الحدیث'' جاری کیا اور ''الاسلام'' کے نام سے ایک ہفت روزہ گوجرانوالا سے شائع کیا۔

جماعت اہل حدیث کی تنظیم کے سلسلے میں آپ کی خدمات نہایت قابل قدر ہیں۔ آپ جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ رہے۔ سیاسی خدمات بھی قابل ستائش ہیں۔ تحریک استقلال میں شامل رہے، جیل بھی کاٹی۔

آپ نے اسلامی ممالک کے علاوہ یورپی ممالک کے دورے کیے۔ اشاعت اسلام میں ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ آپ ایک بین الاقوامی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ، عربی اور اردو کے شعلہ نوا خطیب تھے۔ علوم اسلامیہ کے بحر زخار تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ اور تاریخ پر ان کو عبور حاصل تھا۔ علامہ صاحب عربی کے ممتاز ادیب ہونے کے علاوہ بلند پایہ مصنف بھی تھے۔ آپ کو حضرت حافظ صاحب کا داماد ہونے کا شرف بھی حاصل ہے جو کہ آپ کے ذہین اور صاحب علم ہونے کی بڑی نشانی ہے۔ ۲۳ / مارچ ۱۹۸۷ء کو (قلعہ لچھمن سنگھ) لاہور کے ایک جلسہ میں دوران تقریر بم دھماکے سے شدید زخمی ہوئے اور ۳۰ / مارچ ۱۹۸۷ء کو ریاض (سعودی عرب) میں شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ پھر جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں ابدی نیند سو گئے۔

۹۔ حافظ محمد اسحاق حسینوی رحمۃ اللہ علیہ م ۲۰۰۲ء

حافظ محمد اسحاق حسینوی ۱۹۱۴ء کو حسین خان والا ضلع لاہور میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں مولانا حافظ بشیر احمد ملتانی سے حاصل کی۔ پھر استاد پنجاب مولانا عطاء اللہ لکھویؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ وہاں سے عازم دہلی ہوئے اور مولانا عبدالجبار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھنڈیلوی کی خدمت میں حاضری دی۔ دو سال ان سے استفادہ کرنے کے بعد حضرت العلام حافظ محمد گوندلویؒ کی خدمت اقدس میں گوندلاں والا حاضری کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں گوندلاں والا سے حضرت العلام حضرت حافظ محمد گوندلویؒ صاحب کے ساتھ جامعہ دارالسلام عمر آباد (مدراس) چلے گئے۔ ایک سال وہاں قیام پذیر رہا۔ اس دوران حضرت حافظ صاحب کے علاوہ دیگر اساتذہ کرام سے بھی حصول علم کیا۔

۱۹۳۴ء میں اورینٹل کالج لاہور سے مولوی فاضل کے امتحان میں اوّل آئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اوڈانوالہ ضلع فیصل آباد تشریف لے گئے۔ ۹ سال وہاں مدرسہ تعلیم الاسلام میں اتنی محنت اور تندہی سے کام کیا کہ جب وہاں سے واپس ہوئے تو یہ درس گاہ ایک خاص مقام حاصل کر چکی تھی۔

اس کے بعد پاکستان کے مختلف مرکزی دینی مدارس مثلاً مدرسہ اسلامیہ ڈھلیانہ (ساہیوال) میں چار سال، دارالعلوم تقویۃ الاسلام (لاہور) میں ۳۳ سال اور جامعہ اہل حدیث (چوک دالگراں لاہور) ۱۴ سال مسند شیخ الحدیث پر فائز رہے۔ تدریس میں آپ کو خاص مہارت حاصل تھی اور درسی کتابوں پر گہری نگاہ تھی۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تصنیف و تالیف کا بھی اعلیٰ ذوق اور سلیقہ عطا فرمایا تھا۔ بہت سی علمی کتب کے تراجم کیے۔ جن میں تذکرۃ الحفاظ، مختصر سیرۃ الرسولؐ، تعلیم الحج، تعلیم الزکوٰۃ وغیرہ قابل ذکر ہیں آپ نے حماسہ کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ اس کے علاوہ جماعتی رسائل و جرائد میں بھی آپ کے علمی اور تحقیقی مضامین شائع ہوتے رہے۔

حافظ محمد اسحاق حسینویؒ کے تلامذہ بے شمار ہیں جن میں سکولوں، کالجوں کے اساتذہ کرام اور دینی مدارس کے مدرسین اور اخبارات کے ایڈیٹر شامل ہیں۔ حافظ محمد اسحاق نے طویل علالت کے بعد ۴ر جولائی ۲۰۰۲ء کو جمعرات کے دن جامعہ اہل حدیث قدس (لاہور) میں وفات پائی۔ جمعۃ المبارک کو نماز جمعہ کے بعد حافظ ثناء اللہ مدنی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰۔ مولانا محمد اعظمؒ م ۲۰۱۱ء

مولانا محمد اعظم بن عمر دین مئی ۱۹۴۴ء کو باسونپوں تحصیل پسرور (ضلع سیالکوٹ) میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں مولانا احمد حسن ابنالوی سے حاصل کی۔مڈل کا امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۹۵۸ء کو جامعہ اسلامیہ (گوجراں والا) میں داخلہ لیا۔جملہ امتحانات آپ نے جامعہ اسلامیہ میں رہ کر پاس کئے۔اسی دوران آپ نے عربی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔مولانا محمد اعظم نے ۱۹۶۷ء میں حضرت العلام حافظ محمد گوندلویؒ سے صحیح بخاری شریف پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔

آپ کے اساتذہ میں حضرت العلام حافظ محمد گوندلویؒ۔ابوالبرکات احمد، قاری محمد یحییٰ بھوجیانیؒ اور مولانا فاروق احمد راشدی حفظہ اللہ شامل ہیں۔فراغت کے بعد جامعہ اسلامیہ کے ساتھ منسلک ہوگئے اور بطور مدرس خدمات بجالانے لگے۔شیخ ابوالبرکات احمدؒ کے بعد مولانا فاروق احمد راشدی کو شیخ الحدیث بنایا گیا تو مولانا کو نائب شیخ الحدیث مقرر کیا گیا۔کئی سال تک جامعہ اسلامیہ میں تقریب درس بخاری کے موقع پر سیرۃ البخاری آپ ہی بیان فرماتے تھے۔آپ نے ۴۵ سال کے طویل عرصہ تک جامعہ اسلامیہ میں قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند کیں۔آپ نے ۱۹۶۷ء کے قریب محلّہ فاروق گنج (گرونانک پورہ) کیمپ نمبر ۲ کے قریب جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث کی بنیاد رکھی۔اور مستقل خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرماتے تھے۔اس مسجد میں تعلیم القرآن کا مدرسہ بھی قائم کیا۔جامعہ اسلامیہ کے علاوہ آپ جامعہ تعلیم القرآن والحدیث للبنات (باجی ثریا والا) میں بھی شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز تھے۔آپ مدرس، خطیب اور مصنف بھی تھے آپ نے مختلف موضوعات پر چھوٹے بڑے کئی کتابچے لکھے۔جن میں معراج مصطفیٰ ﷺ، شان مصطفیٰ ﷺ، شب براءت، احکام اسلام، مسائل قربانی، فضائل رمضان، اتحاد امت، جہاد اسلامی، اہل حدیث کی دینی وملی خدمات، واقعہ کربلا، حج مسنون اور باہمی احترام کے اسلامی اصول شامل ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے علاوہ مختلف جماعتی رسائل و جرائد میں آپ کے مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔ جماعتی معاملات میں آپ شروع سے ہی کافی دلچسپی لیتے رہے اور ہر قسم کے جماعتی جلسے اور اجلاس میں شمولیت اختیار کرتے تھے۔ آپ جمعیۃ اہل حدیث پاکستان میں پہلے نائب ناظم پھر ناظم اعلیٰ جمعیۃ اہل حدیث صوبہ پنجاب کی ذمہ داری احسن طریقہ سے نبھائی۔ ۱۹۷۷ء کی نظام مصطفیٰ ﷺ کی تحریک میں بھی مولانا نے اہم کردار ادا کیا۔

آپ ناظم اعلیٰ مجلس علمائے اہل حدیث، مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلس شوریٰ کے رکن، ناظم تعلیمات مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان، مرکزی انتخابی بورڈ کے سینئر رکن اور ناظم امتحانات وفاق المدارس سلفیہ پاکستان کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد تھی۔ اس دوران آپ نے بے شمار ملکی و غیر ملکی جماعتی دورہ جات بھی کیے۔ مولانا مرحوم ایک سچے، نیک اور صاف گو انسان تھے، دل میں جماعت کا درد اور لگن رکھنے والے عالم دین تھے، آپ عالم باعمل اور ہمیشہ سنت نبوی ﷺ پر عمل پیرا رہنے والی شخصیت کے مالک تھے۔

"میں نے جب حضرت حافظ محمد گوندلویؒ کی سوانح مرتب کرنا شروع کی تو اس دوران مولانا سے کافی ملاقات رہتی تھی۔ تو انہوں نے اس سلسلہ میں بے شمار قیمتی مشوروں سے نوازا، اور حضرت حافظ محمد گوندلویؒ صاحب کے متعلق کافی معلومات بھی فراہم کیں۔"

فرمایا کرتے۔

"ناگی! یہ جو تم کام کر رہے ہو میں اس سے بہت خوش ہوں۔ اس طرح کا شوق اللہ تعالیٰ کم ہی کسی کو دیتا ہے۔ بیٹا اس میں خوب محنت کرو کیونکہ نئی نسل اپنے اسلاف اور جماعت کی تاریخ کو بھولتی جارہی ہے اللہ تمہیں کامیاب کرے۔"

مولانا محمد اعظم انتہائی صابر و شاکر طبیعت کے مالک تھے۔ آپ کئی سال تک ذیابیطس (شوگر) اور دل کے عارضہ میں مبتلا رہے۔ مگر جماعتی و تدریسی مصروفیات میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرتے، دو دفعہ آپ کو فالج کا حملہ بھی ہوا جس کی وجہ سے جسم کا بایاں حصہ کمزور ہو گیا تھا۔ علاج معالجہ جاری تھا۔ کہ ۱۵ مارچ ۲۰۱۱ء بروز منگل کو اچانک حرکت قلب بند

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے سے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

مدرسہ نصرۃ الاسلام گوندلاں والا

۱۔ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی لاہور

۲۔ حافظ محمد عبداللہ بڈھیمالوی۔

۳۔ حافظ محمد اسحاق حسین خانوالہ

۴۔ حافظ محمد بھٹوی۔: حافظ محمد بن حسین، آپ کا شمار پنجاب کے ممتاز علماء اور مدرسین میں ہوتا ہے، ماہر طبیب، انتہائی سادہ اور درویش منش انسان تھے، حضرت حافظ صاحب کے خاص تلامذہ میں سے تھے، دینی علوم کے علاوہ علم طب میں بھی حضرت حافظ صاحب سے کسب فیض کیا، بانی مدرسہ تدریس القرآن، سابق مدرس دارالحدیث (اوکاڑہ)، مدرسہ دارالعلوم ڈھلیانہ (ضلع اوکاڑہ)، جامعہ سلفیہ (فیصل آباد)، ۱۷؍ جولائی ۱۹۹۵ء کو وفات پائی۔

۵۔ مولانا علم الدین۔: مولانا علم الدین ۱۸۹۸ء میں قصبہ غازی پور (ضلع لاہور) میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم غازی پور میں مولوی سلطان محمد سے حاصل کی۔ ۱۸ سال کی عمر میں موضع بجلی آباد (ضلع شیخوپورہ) تشریف لیے گئے اور مولانا عبداللہ صاحب تلمیذ استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی سے تفسیر، حدیث، فقہ اور صرف ونحو کی تعلیم حاصل کی۔ حدیث میں آپ نے بلوغ المرام، مشکوٰۃ، ابن ماجہ، سنن نسائی اور جامع ترمذی کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے بعد آپ مولانا حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی کی خدمت میں گوندلاں والا حاضر ہوئے اور ان سے صحیحین، موطا امام مالک، سنن ابوداؤد کے علاوہ حجۃ البالغہ کا درس لیا۔

تکمیل تعلیم کے بعد موضع بھگیاڑی، تحصیل منڈی واربرٹن میں تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۹۵۲ء تک وہاں قیام پذیر رہے۔ پھر مولانا عطاء اللہ حنیف کی تحریک پر سوہدرہ تشریف لے گئے اور جولائی ۱۹۸۲ء تک جامع مسجد اہل حدیث (شرقی) سوہدرہ میں خطیب رہے۔ حدیث پر آپ کی گہری نظر تھی۔ کئی سال تک آپ مولانا عبدالمجید سوہدروی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخبار ”جریدہ اہل حدیث“ سوہدرہ میں فتاویٰ لکھتے رہے۔مولانا عبدالمجید آپ کے علمی تبحر کے معترف تھے۔مولانا علم الدین صحیح معنوں میں ایک درویش صفت انسان تھے۔ان کی درویشی اور علمیت کے ممتاز علماء کرام بھی معترف تھے۔مولانا نے ۲۶رفروری ۱۹۸۳ء بروز ہفتہ شیخوپورہ میں وفات پائی۔

۶۔مولانا محمد الیاس ندوی۔:ان کا تعلق گوندلاں والا سے تھا وہیں تعلیم حاصل کی اور وہیں وفات پائی۔

۷۔ مولانا حکیم محمد ابراہیم۔گوندلاں والا

۸۔ مولانا عبدالسلام کشمیری۔گوندلاں والا

۹۔ مولانا قادر بخش

۱۰۔ مولانا عبدالستار کشمیری

۱۱۔ مولانا حافظ محمد یوسف (سنت پوری) مارچ ۱۹۹۳ء کو گوجراں والا میں وفات پائی۔

دارالحدیث رحمانیہ دہلی

۱۔ مولانا عبیداللہ مبارکپوری۔مبارک پور

۲۔ مولانا نذیر احمد رحمانی۔اعظم گڑھ

۳۔ مولانا فضل الرحمٰن کلیم کشمیری۔:(گوندلاں والا) فاضل درس نظامی، فاضل عربی، مولوی فاضل، مصنف کتب کثیرہ، مناظر، سابق استاذ ایم بی ہائی سکول حافظ آباد، سابق خطیب مسجد ابراہیمیہ میانہ پورہ سیالکوٹ ۱۱رمئی ۲۰۰۱ء کو وفات پائی

۴۔مولانا ولی اللہ بھاگیوال۔:فاضل درس نظامی، سابق مدرس مدرسہ انوار القرآن والحدیث کھیاڑہ کلاں ضلع شیخوپورہ اگست ۱۹۸۶ء کو وفات پائی۔

۵۔ مولانا محمد اسحاق رحمانی۔:نامور خطیب، عالم دین، ۴رستمبر ۱۹۶۷ء کو وفات پائی۔

جامعہ دارالسلام (عمرآباد) مدراس

۱۔ مولانا عبدالسبحان اعظمی۔:عظیم محقق، حدیث، منطق اور فلسفہ کے ماہر استاد،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطیب و نائب ناظم جامعہ دارالسلام (عمر آباد) مدراس، جامعہ میں چالیس سال طبیب بھی رہے، جامعہ میں مولانا کی خدمات نصف صدی سے زیادہ مدت پر پھیلی ہوئی ہیں۔اس دوران انہوں نے ہر درجے کی کتابیں پڑھائیں اور مختلف اوقات میں مروجہ علوم وفنون کی تدریس فرمائی۔آپ نے ۲۷ر دسمبر ۱۹۹۰ء کو عمر آباد مدراس میں وفات پائی۔

۲۔ مولانا عطاء اللہ عمری سلفی۔:مولانا عطاء اللہ بن مولانا فقیر اللہ مدراسی تقریباً ۱۹۱۲ء کو پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے ماموں مولانا سید اسماعیل سے حاصل کی۔فراغت کے بعد جامعہ دارالسلام میں ہی تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔کچھ عرصہ جامعہ محمدیہ عربیہ (رائیڈرگ) میں بھی مدرس رہے۔مولانا عطاء اللہ سلفی حضرت حافظ محمد گوندلوی ؒ کے برادر نسبتی تھے۔آپ ایک بہترین مدرس ہونے کے علاوہ اچھے خطیب بھی تھے۔بڑے بے باک اور غیرت مند انسان تھے۔جب بھی شریعت کے خلاف کوئی بات دیکھتے،امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا دوہرا فریضہ انجام دینے کے لئے کمربستہ ہوجاتے۔حق گوئی کے معاملے میں کسی کی رورعائت مطلق نہیں کرتے تھے۔۲۵رمارچ ۱۹۸۴ء کو بنگلور میں انتقال فرمایا اور وہیں اپنے والد مولانا فقیر اللہ مدراسی کے پہلو میں سپرد لحد کئے گئے۔

۳۔ مولانا محمد یوسف کوکن عمری۔

۴۔ مولانا عبدالغنی سیفی عمری۔:۱۹۲۴ء کو رائیدرگ (مدراس) میں پیدا ہوئے۔عالم باعمل، مصنف کتب کثیرہ، معروف خطیب، مناظر اسلام، اعلی مدرس، شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ عربیہ رائیدرگ (مدراس) ہفتے کے روز ۱۴ر فروری ۲۰۰۹ء کو وفات پائی۔

جامعہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ

۱۔ مولانا محمد صادق خلیل۔: شیخ الحدیث، محقق، مفسر، مترجم کتب کثیرہ، ۶ر فروری ۲۰۰۴ء کو فیصل آباد میں وفات پائی۔

۲۔ مولانا عبدالقادر ندوی۔:فاضل ندوۃ العلماء لکھنوء، صدر منتظم جامعہ تعلیم الاسلام (ماموں کانجن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ مولانا محمد صدیق اعظمی۔ جھنگ

۴۔ مولانا محمد اسحاق چیمہ۔: شیخ الحدیث، مفکر، بانی ادارہ علوم الاثریہ، ناظم جامعہ سلفیہ فیصل آباد ۲۳؍مارچ ۱۹۹۳ء کو فیصل آباد میں وفات پائی۔

۵۔ مولانا محمد یعقوب ملہوی۔: ۱۹۲۱ء کو پیدا ہوئے۔ درس نظامی کا آغاز مدرسہ اوڈاں والا میں کیا اور بعض انتہائی کتب حضرت حافظ صاحب سے آکر پڑھیں۔ ۱۹۴۶ء سے اوڈاں والا مدرسہ سے اپنی تدریسی زندگی کا آغاز کیا، ۱۹۵۸ء سے اوڈاں والا کی جامع مسجد کی امامت وخطابت بھی ان کے سپرد کر دی گئی۔

۱۹۶۹ء میں دارالعلوم تقویۃ الاسلام اوڈاں والا کے شیخ الحدیث بنے، اور تا زندگی اسی مسند پر متمکن رہے، ۱۴؍نومبر ۱۹۸۱ء کو اوڈاں والا میں وفات پائی۔

۶۔ مولانا عبدالصمد رؤف۔: فاضل درس نظامی، مولوی فاضل، مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام اوڈاں والا ۲۷؍نومبر ۲۰۰۵ء کو اوڈاں والا چک نمبر ۴۹۳ گ ب میں وفات پائی۔

جامع مسجد مستری علم دین (ٹاہلی والی) گوجراں والا

۱۔ مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی۔ گوجراں والا

۲۔ حافظ محمد یحییٰ شرقپوری۔ شرقپور۔

۳۔ حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدی۔: عظیم مبلغ، بانی تبلیغی جماعت اہل حدیث، نمونہ سلف، جماعتی درد رکھنے والے، یکم نومبر ۲۰۰۸ء کو پھول نگر (ضلع قصور) میں وفات پائی۔

۴۔ حافظ عبدالغفور جہلمی۔: جامعہ علوم الاثریہ جہلم کے بانی، سابق امیر جمعیت پنجاب ۱۶؍اکتوبر ۱۹۸۶ء کو جہلم میں وفات پائی

۵۔ مولانا محمد علی مسلم چیمہ۔: فاضل درس نظامی، مدرس جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن ضلع فیصل آباد

۶۔ حافظ حفیظ الرحمٰن لکھوی۔: اوکاڑہ، فاضل مدینہ یونیورسٹی، بی اے، فاضل درس نظامی، منشی فاضل، سابق مدرس جامعہ محمدیہ گوجراں والا، خطیب جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۔ مولانا محمد علی۔حسین خانوالہ

۸۔ حافظ شفیق الرحمٰن لکھوی۔عالم باعمل،درس وتدریس کے ماہر،سابق مدرس جامعہ محمدیہ اوکاڑہ،حال مدرس مدرسہ محمدیہ رینالہ خورد (ضلع اوکاڑہ)

۹۔ مولوی عبیداللہ قصوری۔قصور

۱۰۔ سید مظہر عباس شاہ۔ بنگلہ دیش

۱۱۔ مولوی محمد صادق۔ حافظ آباد

۱۲۔ حافظ عطاء الرحمٰن

۱۳۔ مولوی محمد شفیق

۱۴۔ حافظ محمد مختار

۱۵۔ مولوی محمد اسماعیل

۱۶۔ مولوی محمد عباس مدراس

جامعہ اسلامیہ گوجراں والا

۱۔ مولانا ارشاد الحق اثری۔:فاضل درس نظامی،ناظم تحقیق وافتاء مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان،عظیم محقق،مصنف کتب کثیرہ،رفیق ادارۃ العلوم الاثریہ وخطیب جامع مسجد مبارک اہل حدیث منٹگمری بازار فیصل آباد۔

۲۔ مولانا محمد اعظم۔

۳۔ حافظ محمد الیاس اثری۔:فاضل درس نظامی،سابق مدرس جامعہ اسلامیہ گوجراں والا،مصنف کتب کثیرہ،امیر تبلیغی جماعت اہل حدیث گوجراں والا،شیخ الحدیث جامعہ علوم الاثریہ (مرکز الاصلاح) گوجراں والا۔

۴۔ قاری محمد ادریس عاصم۔:فاضل مدینہ یونیورسٹی،فاضل تجوید ودرس نظامی،صدر مدرس مدرسۃ العالیۃ تجوید القرآن مسجد لسوڑھے شاہ والی لاہور۔

۵۔ مولانا محمد بشیر سیالکوٹی۔:ایم اے عربی،فاضل درس نظامی،خطیب جامع مسجد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری زیرو پوائنٹ اسلام آباد۔

۶۔ مولانا بشیر احمد نعمانی۔: فاضل علوم اسلامیہ، بانی نعمانی کتب خانہ لاہور ۱۸ر جولائی ۱۹۹۵ء کو گوجراں والا میں وفات پائی۔

۷۔ مولانا ثناء اللہ سیالکوٹی: ۴ر اپریل ۱۹۴۸ کو پیدا ہوئے۔ ایم اے عربی اسلامیات، ایم او ایل، فاضل عربی و درس نظامی، اوٹی ڈپلومہ ان اسلامک لاء ریفریشر کورس (دینی تعلیمات پاک آرمی) (سیالکوٹ) خطیب جامع مسجد اہل حدیث سکاٹ لینڈ برطانیہ

۸۔ مولانا حفیظ الرحمٰن لکھوی۔: (اوکاڑہ) فاضل مدینہ یونیورسٹی، بی اے، منشی فاضل و درس نظامی، ناظم جامعہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ لاہور

۹۔ حافظ سیف الرحمٰن الفلاح۔: بی اے، فاضل درس نظامی و عربی، سابق مدیر مرکز الدعوۃ الاسلامیہ اوکاڑہ، ۳۰ر نومبر ۱۹۹۹ء کو وفات پائی

۱۰۔ مولانا محمد صدیق۔: فاضل درس نظامی، سابق شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ و خطیب جامع مسجد اہل حدیث امین پورہ بازار فیصل آباد، ۱۲ر ستمبر ۱۹۸۹ء کو وفات پائی

۱۱۔ قاری محمد طیب بھٹوی۔: فاضل حفظ و تجوید و درس نظامی گوجراں والا

۱۲۔ مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی۔: فاضل درس نظامی، فاضل عربی، سابق مدرس تعلیم الاسلام اوڈانوالہ، (خطیب جامع مسجد تعلیم الاسلام ماموں کانجن)، جامعہ عزیزیہ ساہیوال۔ حال مدرس دارالحدیث اوکاڑہ

۱۳۔ مولانا حافظ فتح محمد فتحی۔: ۱۹۳۰ء میں ضلع جہلم کی تحصیل چکوال کے نواحی گاؤں بھیر پور میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اوڈاں والا ماموں کانجن اور گوجراں والا کے اہل حدیث مدارس میں رہ کر درس نظامی کی تعلیم مکمل کی۔ اس کے بعد معہد الامام الدعوۃ (ریاض) میں پڑھا، اور جامعہ اسلامیہ (مدینہ یونیورسٹی) سے بھی سند فراغت حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ نے سعودی شیوخ سے بھی دینی علوم کی تحصیل کی۔ مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد سعودی حکومت نے آپ کو مسجد الحرام، مکۃ المکرمہ، میں مدرس مقرر کیا۔ آپ نہایت نیک، تقویٰ شعار، درویش صفت عالم دین تھے۔ آپ آنکھوں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نابینا اور دل کے بینا تھے۔آپ ۵۴ سال کی عمر میں ۳۱ راکتوبر ۱۹۸۴ء کو مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔

۱۴۔ سید عبدالشکور شاہ اثری۔: فاضل درس نظامی،خطیب جامع مسجد باغوالی،سانگلہ ہل۔

۱۵۔ مولانا عبدالستار حنیف۔: فاضل درس نظامی،استاد مدرسہ تعلیم الاسلام پکھی والہ ضلع بہاولنگر۔

۱۶۔ مولانا عبدالعزیز علوی۔: عظیم محقق،بلند پایہ مدرس،مصنف کتب کثیرہ،تخصص فی الحدیث والتفسیر (جامعہ اسلامیہ بہاولپور)،جامعہ تعلیمات (فیصل آباد)،سابق مدرس جامعہ تعلیم الاسلام (ماموں کانجن)،سابق مدرس دارالقرآن والحدیث جناح کالونی (فیصل آباد) شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد۔

۱۷۔ مولانا عطاء الرحمٰن اشرف۔: فاضل درس نظامی وعربی،خطیب جامع مسجد اہل حدیث مجید پورہ،نائب شیخ الحدیث وشیخ الادب جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ،آپ کا شمار پاکستان کے نامور اور ممتاز علمائے حدیث میں ہوتا تھا۔تمام علوم اسلامیہ پر ان کو یکساں قدرت حاصل تھی۔حدیث نبوی ﷺ ان کا پسندیدہ موضوع تھا۔فقہ،تاریخ وسیر پر بھی ان کا مطالعہ وسیع تھا ان کی ساری زندگی درس وتدریس میں بسر ہوئی۔۲۶ رجنوری ۲۰۱۱ء بروز بدھ سیالکوٹ میں وفات پائی۔

۱۸۔ مولانا عبدالرحمٰن عتیق۔: فاضل درس نظامی،مولوی فاضل،سابق خطیب جامع مسجد اہل حدیث (حافظ عبدالمنان والی) وزیرآباد۔

۱۹۔ مولانا عبدالعزیز۔: (جھوک داوو) سابق مدرس جامعہ محمدیہ اوکاڑہ،دارالحدیث رحمانیہ کراچی،دارالسلام برنس روڈ کراچی،بحر العلوم السعودیہ کراچی،۱۶ اراپریل ۱۹۹۲ء کو وفات پائی۔

۲۰۔ مولانا محمد عمر فاروقی۔: بی اے عربی،فاضل درس نظامی وفارسی،سابق خطیب جامع مسجد بلال اہل حدیث گوجراں والا۔

۲۱۔ مولانا محمود احمد میر پوری۔: ۶ رمارچ ۱۹۴۵ء کو پیدا ہوئے۔ایم اے عربی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

،فاضل درس نظامی ،فاضل فارسی ،فاضل جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ)،فراغت کے بعد مولانا میرپوری کا تقرر حکومت سعودیہ کی طرف سے برطانیہ کردیا گیا۔وہاں آپ نے مرکزی جمعیت اہل حدیث انگلستان کو بام عروج تک پہنچادیا۔آپ چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''صراط مستقیم'' برمنگھم،سیکرٹری اسلامک شریعت کونسل (برطانیہ)اور برمنگھم میں مرکز اہل حدیث کے خطیب بھی رہے۔۱۹/اکتوبر ۱۹۸۸ء برطانیہ میں ایک ایکسیڈنٹ سے شہادت ہوئی۔

۲۲۔ پروفیسر محمد مبارک۔:ایم اے اسلامیات،فاضل عربی و درس نظامی،مدرس ضیاء الدین میموریل کالج کراچی۔

۲۳۔ مولانا منیر احمد شاکر۔:فاضل درس نظامی،خطیب جامع مسجد اہل حدیث احمد پورہ سیالکوٹ۔

۲۴۔ پروفیسر قاضی مقبول احمد۔:مقرر،مصنف،محقق،ایم اے،ایل ایل بی،فاضل درس نظامی،فاضل عربی،سابق مدرس جامعہ شرعیہ(دال بازار) گوجراں والا،سابق رکن ماہنامہ ''ترجمان الحدیث'' لاہور،علامہ شہید کے رفیق کار بھی رہے،لیکچرار شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی (ریلوے روڈ)لاہور

۲۵۔ قاری محمد یحییٰ بھوجیانی۔:رکن جماعت المجاہدین ،مدرس جامعہ اسلامیہ گوجراں والا،۳۰/نومبر ۱۹۹۷ء کو گوجراں والا میں وفات پائی

۲۶۔ مولانا عبدالکبیر علوی ۔:شیخ الحدیث جامعہ تعلیمات فیصل آباد،سابق مدرس جامعہ محمدیہ شیخوپورہ،جامعہ سلفیہ(اسلام آباد)مدرسہ دارالحدیث (حافظ آباد)مدرسہ خیریہ (باغ آزادکشمیر) شیخ الحدیث دارالحدیث محمدیہ(عام وخاص ملتان)

۲۷۔ سید اکرم شاہ گیلانی۔:شیخ الحدیث جامعہ رحمانیہ(گوجراں والا)۲۳ستمبر ۲۰۰۴ء کو وفات پائی۔

۲۸۔ قاری سیف اللہ عادل۔:فاضل درس نظامی،عالم باعمل،روحانی علوم میں بھی حضرت حافظ صاحب کے شاگرد تھے،خطیب جامعہ اسلامیہ گوجراں والا۔

۲۹۔ حکیم محمود بن مولانا اسماعیل سلفی۔:فاضل طب والجراحت،مسلک اہل حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے داعی ،اور تڑپ رکھنے والے ۱۰/اگست ۱۹۹۴ءکو گوجراں والا میں وفات پائی۔

۳۰۔ مولانا منیر احمد سلفی ۔۱۹۴۲ءکو پیدا ہوئے۔فاضل درس نظامی ،ایم اے عربی ،ایم اے اسلامیات ،گوجراں والا ۔۴/جنوری ۲۰۱۰ءکو لاہور میں وفات پائی۔

۳۱۔ حافظ محمد صابر :۔ سابق مدرس جامع مسجد ربانی اہل حدیث گوجراں والا ،ناظم مدرسہ تعلیم القرآن اہل حدیث ،تحصیل میاں چنوں ضلع خانیوال

۳۲۔	قاری محمد یوسف	قصور
۳۳۔	حافظ غلام مصطفیٰ	گوجراں والا
۳۴۔	مولانا محمد اسماعیل	مان
۳۵۔	مولانا عبدالاحد کشمیری	گوندلاں والا
۳۶۔	مولانا سلیم اللہ اعوان قلعوی	قلعہ میاں سنگھ
۳۷۔	مولانا محمد ابراہیم	نورستان
۳۸۔	حافظ عبدالعزیز	ساہیوال
۳۹۔	حافظ عبدالشکور	کھڈیاں خاص
۴۰۔	مولانا محمد امین	گہلن اڈہار
۴۱۔	ماسٹر عبدالرشید	گوجراں والا
۴۲۔	خان محمد منیر	جھوک دادو
۴۳۔	مولانا عبدالمنان	لدھیوالہ
۴۴۔	حافظ عبدالرحمٰن	نبی پور پیراں
۴۵۔	مولانا محمد ایوب سیالکوٹی	سیالکوٹ
۴۶۔	مولانا محمد اسلم	ساہیوال
۴۷۔	سید نذیر احمد	ضلع سیالکوٹ
۴۸۔	مولانا جمیل الرحمٰن	ایبٹ آباد
۴۹۔	محمد سعید انصاری	گوجراں والا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۰۔	مولانا عبداللطیف	فیصل آباد
۵۱۔	عبدالنور بنگالی	بنگلہ دیش
۵۲۔	عبدالقادر بنگالی	بنگلہ دیش
۵۳۔	مولانا مقصود غوری	حافظ آباد
۵۴۔	مولانا قاری محمد ایوب	مرالی والہ
۵۵۔	قاری محمد اکرام	گوجراں والا
۵۶۔	مولانا ثناء اللہ	قصور
۵۷۔	مولانا جمال الدین	ساہیوال
۵۸۔	مولوی محمد شریف	فیصل آباد
۵۹۔	حکیم محمد انور	بہاولپور
۶۰۔	مولانا فضل الٰہی	
۶۱۔	مولانا سیف الرحمٰن	ساہیوال
۶۲۔	مولانا علی احمد	پاکپتن
۶۳۔	مولانا عبدالغفور	مظفر گڑھ
۶۴۔	حافظ رحمت اللہ	مظفر گڑھ
۶۵۔	مولانا محمد سردار	مظفر گڑھ
۶۶۔	مولانا عبدالرحمٰن	جڑانوالہ
۶۷۔	مولانا ثناء اللہ	سکردو
۶۸۔	مولانا عبدالخالق	سکردو
۶۹۔	مولانا محمد زکریا	ساہیوال
۷۰۔	مولانا مختار احمد	ٹوبہ ٹیک سنگھ
۷۱۔	مولانا رفیع الدین	فیصل آباد
۷۲۔	مولانا عبدالحفیظ	ساہیوال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۳۔	مولانا محمد ایوب بلتستانی	بلتستان
۷۴۔	مولانا محمد اسماعیل باقری بلتستانی	بلتستان
۷۵۔	مولانا محمد زکریا بن محمد علی	جھوک دادو
۷۶۔	حافظ عبدالغفار	خانیوال
۷۷۔	مولانا رشید احمد	رڑیالہ وڑائچ ضلع گوجراں والا
۷۸۔	مولانا محمد یونس	ساہیوال
۷۹۔	مولانا محمد مشتاق	تحصیل اوکاڑہ
۸۰۔	مولانا عطاء اللہ	تحصیل قصور ضلع لاہور
۸۱۔	مولانا ثناء اللہ بلتستانی	بلتستان
۸۲۔	مولانا محمد یوسف	جھوک دادو
۸۳۔	مولانا محمد عمر فاروق	تحصیل جڑانوالہ

۸۴۔ مولانا محمد اکرم جمیل ۔میٹرک ،فاضل درس نظامی ،سابق خطیب جامع مسجد مکی اہل حدیث کامونکی ،حال مدرس جامعہ علوم الاثریہ جہلم۔

۸۴۔ مولانا خلیل احمد۔علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد۱۹۶۹ء سے دارالعلوم تقویۃ الاسلام چک نمبر۴۹۳ اوڈاں والا تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں نائب شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔۲۴ فروری ۲۰۱۱ء کو وفات پائی۔

۸۴۔ مولانا عبدالمجید پردیسی۔مدرس دارالعلوم تقویۃ الاسلام اوڈاں والا (تحصیل سمندری)ضلع فیصل آباد۔

۸۶۔ مولانا عبدالرشید

۸۷۔ مولانا احمد دین

۸۸۔ مولانا نذیر احمد شاہ

۸۹۔ عبداللطیف بن محمد سلیمان

۹۰۔ مولانا عبدالجبار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۱۔ مولانا عبدالرحمٰن شبیر

۹۲۔ مولانا محمد علی

جامعہ سلفیہ فیصل آباد

۱۔ سید ابوبکر غزنوی۔لاہور

۲۔ علامہ احسان الٰہی ظہیر۔سیالکوٹ

۳۔ مولانا فاروق احمد راشدی۔:سابق مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد، جامعہ تعلیمات اسلامیہ فیصل آباد، جامعہ ثنائیہ سرگودہا، دارالحدیث رحمانیہ حافظ آباد، حال شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجراں والا۔

۴۔ قاری محمد اسماعیل اسد۔:فاضل درس نظامی، فاضل عربی، حکیم حاذق، روحانی و جسمانی علاج کے ماہر، سابق خطیب جامع مسجد اہل حدیث (پل ایک سیالکوٹ)، سابق خطیب جامع مسجد اہل حدیث ۱۹ بلاک سرگودہا، جامع مسجد رحمانیہ رنچھوڑ لائن (کراچی) حال خطیب جامع مسجد مبارک اہل حدیث حافظ آباد، صدرالمدرسین دارالحدیث محمدیہ (حافظ آباد) طویل علالت کے بعد ۱۱ر دسمبر ۲۰۱۱ء کو حافظ آباد میں وفات پائی۔

۵۔ مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی۔:واعظ، مبلغ، تصنیف تالیف کے شائق، مصنف کتب کثیرہ، پندرہ روزہ ''ضیائے حدیث'' سوہدرہ کے چیف ایڈیٹر تھے۔۵ جون ۲۰۱۰ء کو وفات پائی۔

۶۔ حکیم محمد ادریس خادم۔:فاضل درس نظامی، پھکی کھاریانوالہ، پنڈیانوالہ، بیگ پورہ لاہور، صدر بازار لاہور میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیئے، خطیب جامع مسجد اہل حدیث لدھیوالہ وڑائچ گوجراں والا

۷۔ مولانا شہباز احمد سلفی۔:مدرس مرکز الاصلاح، سابق مدرس جامعہ نصر العلوم، خطیب جامع مسجد مدینہ اہل حدیث ریل بازار گوجراں والا،

۸۔ مولانا محمد ادریس عتیق۔:نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث تحصیل وہاڑی۔

۹۔ حافظ محمد بنیامین طور۔:شیخ الحدیث جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن، سابق مدرس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ سلفیہ فیصل آباد، مدرسہ خادم القرآن والحدیث جھوک دادو، دارالحدیث اوکاڑہ، بانی و شیخ الحدیث سدرۃ الاسلام للبنات اور عمر بن خطابؓ اسلامک سنٹر (تاندلیاں والا) جولائی ۲۰۰۹ء کو وفات پائی۔

۱۰۔ حافظ عبدالسلام بن محمد بھٹوی۔: عظیم محقق، مصنف، سابق مدرس جامعہ محمدیہ، خطیب جامع مسجد الفتح گوجراں والا، شیخ الحدیث مرکز جماعۃ الدعوۃ مرید کے

۱۱۔ مولانا محمد علی جانباز۔: سابق امیر جمعیت اہل حدیث سیالکوٹ، ناظم طبع و تالیف جمعیت اہل حدیث پنجاب، رکن مجلس عاملہ وشوریٰ جمعیت اہل حدیث پاکستان، سابق شیخ الحدیث جامعہ رحمانیہ (سابق جامعہ ابراہیمیہ) سیالکوٹ، علوم اسلامیہ خاص کر حدیث اور متعلقات حدیث پر ان کی وسیع نظر تھی ان کے علمی اور تحقیقی مقالات مختلف جرائد ورسائل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ان کی تصنیفات علوم اسلامیہ کا بیش بہا ذخیرہ ہے۔مسائل کی تحقیق میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا، سنن ابن ماجہ کی شرح بزبان عربی ۸ جلدوں میں ان کا عظیم شاہکار ہے۔ان کے علاوہ متعدد کتب کے مصنف بھی تھے۔۱۳ر دسمبر ۲۰۰۸ء کو سیالکوٹ میں وفات پائی۔

۱۲۔ مولانا عبدالرشید اثاروی ۔: مدرس دارالعلوم تعلیم الاسلام ماموں کانجن یکم نومبر ۲۰۱۱ء کو وفات پائی۔

۱۳۔ حافظ محمد حنیف ۔فاضل درس نظامی ۔فاضل عربی، خطیب جامع مسجد مبارک اہل حدیث بھائی پھیرو، ضلع قصور۔

۱۴۔ مولانا رضی اللہ بڈھیمالوی۔: فاضل درس نظامی، فاضل عربی، مدرس جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی، استاذ جامعہ تعلیم الاسلام (ماموں کانجن)، ۱۰ر اگست ۲۰۰۲ء کو وفات پائی۔

۱۵۔ مولانا محمد رفیق سلفی ۔: فاضل درس نظامی، سابق خطیب جامع مسجد اہل حدیث دیپال پور، جامع مسجد اہل حدیث رائے ونڈ، جامع مسجد اہل حدیث (ڈھلے)، حال خطیب جامع مسجد سلفیہ اہل حدیث، گوجراں والا سابق مدرس دارالعلوم (منڈی چشتیاں) ریاست بہاولپور، مدرسہ فیض الاسلام (شیر نگر) ضلع اوکاڑہ، دارالعلوم ڈھلیانہ ضلع اوکاڑہ، قریبا دس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال حضرت حافظ صاحبؒ کی معیت میں جامعہ محمدیہ گوجرانوالا میں تدریس کے فرائض سر انجام دیئے اور آج تک جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالا میں مدرس ہیں۔

۱۶۔ مولانا محمد صدیق الحسن ۔: ایم اے، فاضل درس نظامی، فاضل فارسی، خطیب و مہتمم ادارہ تبلیغ الاسلام بھومن شاہ ضلع اوکاڑہ۔

۱۷۔ مولانا عبدالخالق قدوسی ۔: سابق مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالا، مدرسہ دارالحدیث چینیانوالی مسجد لاہور، مجاہد اہل حدیث، بانی مکتبہ قدوسیہ لاہور۔ آپ کا شمار حافظ کے ان شاگردوں میں ہوتا ہے جنہوں نے حضرت حافظ صاحب سے بہت زیادہ کتابیں پڑھیں۔ آپ حضرت علامہ شہید کے قریبی رفقاء میں سے تھے۔ اور حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کے ساتھ ہی ۲۳ ؍ مارچ ۱۹۸۷ء کو لاہور میں شہید ہوئے۔

۱۸۔ مولانا علی محمد حنیف ۔: فاضل درس نظامی، فاضل عربی، فاضل جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد۔

۱۹۔ مولانا مفتی عبیداللہ خاں عفیف ۔: امیر جمعیۃ اہل حدیث پاکستان، مصنف کتب کثیرہ، مفتی جماعت، مبعوث سعودی عرب جامعہ قدس اہل حدیث لاہور، فاضل درس نظامی، فاضل عربی، سابق مدرس جامع مسجد چینیانوالی لاہور، سابق مدرس دارالحدیث اوکاڑہ، سابق مدرس دارالحدیث محمدیہ عام خاص باغ ملتان، خطیب جامع امۃ العزیز (رحمت ٹاؤن فیصل آباد)۔

۲۰۔ مولانا عزیز الرحمٰن لکھوی ۔: سابق ناظم وفاق المدارس پاکستان، ناظم جمعیت طلبہ اہل حدیث، سابق خطیب و مدرس جامعہ محمدیہ (رینالہ خورد) اوکاڑہ ۲۲ ؍ ستمبر ۱۹۹۱ء کو وفات پائی۔

۲۱۔ مولانا عبدالحکیم سیف ۔: ایم اے عربی و اسلامیات، ایم او ایل، فاضل درس نظامی، فاضل عربی، ناظم جامعہ محمدیہ قدوسیہ (کوٹ رادھا کشن) لاہور۔

۲۲۔ مولانا عبدالقیوم سلفی ۔: فاضل عربی، فاضل وفاق المدارس سلفیہ پاکستان، مدرس گورنمنٹ ہائی سکول، خطیب جامع مسجد اہل حدیث رتہ جھول ضلع سیالکوٹ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۳۔ صوفی محمد اکبر۔: ۱۹۴۵ء میں چک ۸۸ گ ب۔روہڑہ ڈ چکوٹ ضلع فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں حاصل کی۔جامعہ سلفیہ میں تدریس کے دوران حضرت حافظ صاحب سے انتہائی قربت حاصل ہوئی۔لہٰذا ان کے ساتھ ہی گوجراں والا آ گئے اور حضرت کی وفات تک ساتھ ہی رہے۔آپ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی فریضہ پر ہمیشہ عمل پیرا رہتے، جامع مسجد ناصر خان (گوجراں والا) کے بانی اور خطیب تھے، آپ انتہائی نیک، متقی اور عالم باعمل انسان تھے، راقم نے آپ پر حضرت حافظ صاحب کی شخصیت کا گہرا اثر ان کی وفات تک دیکھا۔صوفی محمد اکبر نے ۲۰ر جولائی ۱۹۹۹ء کو گوجراں والا میں وفات پائی، اور اپنے آبائی گاؤں میں سپرد خاک کیے گئے۔

۲۴۔ پروفیسر غلام احمد حریری۔: ایم اے عربی و اسلامیات، ایم او ایل، فاضل درس نظامی فاضل عربی و فارسی و اردو، سابق لیکچرار اسلامیہ کالج فیصل آباد، مصنف کتب کثیرہ محقق عظیم سکالر، استاذ جامعہ سلفیہ فیصل آباد، خطیب جامعہ مسجد زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، لیکچرار (اسسٹنٹ پروفیسر) زرعی یونیورسٹی، ایسوسی ایٹ پروفیسر آف عربک جامعہ اسلامیہ بہاولپور، مبعوث سعودی عرب، ۷ر مئی ۱۹۹۰ء کو وفات پائی۔

۲۵۔ پروفیسر غلام نبی عارف۔: فاضل درس نظامی، فاضل عربی، ایم اے عربی و اسلامیات، پروفیسر صاحب کچھ عرصہ ریاض یونیورسٹی (سعودی عرب) میں بھی زیر تعلیم رہے۔تعلیم سے فراغت کے بعد محکمہ تعلیم سے منسلک ہو گئے۔آپ نے مختلف کالجز میں تدریسی فرائض سرانجام دیئے اور عرصہ دراز تک گورنمنٹ ڈگری کالج باغبانپورہ (لاہور) میں شعبہ علوم اسلامیات میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔

۲۶۔ مولانا قدرت اللہ فوق۔: فاضل عربی، فاضل درس نظامی، سابق شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد سابق مدیر مجلّہ ''الجامعہ'' فیصل آباد سابق خطیب جامع مسجد رام دیوالی (فیصل آباد) ۴ر جنوری ۲۰۰۴ء کو وفات پائی۔

۲۷۔ مولانا کرم دین سلفی فیروز پوری۔: سابق مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد، جامعہ محمدیہ اوکاڑہ، دارالحدیث رحمانیہ سولجر بازار کراچی، بحرالعلوم سعودیہ کراچی سابق مبلغ کلباء شارقہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متحدہ عرب امارات ۱۶ رفروری ۱۹۸۵ء کو وفات پائی۔

۲۸۔ مولانا محمود احمد غضنفر۔: فاضل درس نظامی، فاضل عربی، مبعوث دارالافتاء ریاض (سعودی عرب) سابق مدیر جامعۃ الفیصل الاسلامیہ لاہور، سابق مدیر ''البدر الاسلامیہ'' سابق مدیر ''تنظیم اہلحدیث'' لاہور، اس کے علاوہ ہفت روزہ ''اہلحدیث'' لاہور میں بھی خدمات سرانجام دیں، مصنف کتب کثیرہ، حدیث کے موضوع کے علاوہ صحابہ کرام، صحابیات، تابعین اور تبع تابعین کی سوانح حیات پر گیارہ ضخیم کتابیں سپرد قلم کیں، مولانا محمود احمد غضنفر نے بہت سے غیر ملکی سفر بھی کئے، چار مرتبہ برطانیہ، چار مرتبہ کویت، اور چار مرتبہ متحدہ عرب امارات گئے بارہ مرتبہ سعودی عرب جانے کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے اس کے علاوہ ہندوستان، فلپائن، اور افغانستان کے سفر کئے، آج کل شیخوپورہ میں مقیم ہیں اور بیمار ہیں دعا ہے کہ اللہ ان کی صحت، جان اور مال میں برکت عطا فرمائے (آمین)

۲۹۔ مولانا محمد حسین کلیم۔: ممتاز عالم و مبلغ، ایم اے اسلامیات، بی او ایل، ایم بی، فاضل درس نظامی و عربی خطیب جامع مسجد اہلحدیث سرکلر روڈ راولپنڈی، یکم مارچ ۱۹۹۶ء کو راولپنڈی میں وفات پائی۔

۳۰۔ مولانا نصر اللہ بھٹی۔: فاضل درس نظامی، سابق خطیب جامع مسلم اہل حدیث گوجراں والا۔

۳۱۔ مولانا محمد یوسف الکاظم۔: ایم اے، ایم او ایل اللیسانس، جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ) متخصص فی الادب العربی، دارالعلوم ندوۃ العلماء (لکھنوء ہند)، لیکچرار جامعہ اسلامیہ اسلام آباد۔

۳۲۔ حافظ محمد شاکر بڈھیمالوی

۳۷۔ مولانا محمد یوسف انور

۳۸۔ مولانا محمد یونس مجاہد اوکاڑوی

۳۹۔ مولانا محمد ادریس ضلع قصور

جامعہ شرعیہ مدینۃ العلم (دال بازار) گوجراں والا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ حافظ عبدالمنان نورپوری۔: مصنف، مدرس، محقق، عالم باعمل، مدرس جامعہ محمدیہ گوجرانوالا۔

۲۔ مولانا محمد داؤد سیف۔: فاضل درس نظامی، فاضل فارسی، خطیب و مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد۔

۳۔ مولانا محمد یوسف ضیاء۔: دینی اور سیاسی شخصیت کے مالک، ۲۰رمئی ۲۰۰۲ء کو قلعہ دیدار سنگھ میں وفات پائی۔

۴۔ مولانا محمد مدنی۔: مولانا عبدالغفور جہلمیؒ کے صاحب زادے تھے، ایل اے، ایم اوایل، فاضل مدینہ یونیورسٹی، فاضل عربی، تخصص فی الحدیث ادارہ علوم الاثریہ فیصل آباد، ممتاز عالم دین، رئیس جامعہ علوم الاثریہ ۱۸رفروری ۲۰۰۲ء کو جہلم میں وفات پائی۔

۵۔ صوفی نذیر احمد شاکر بھلروی۔: ان کا تعلق تحصیل ڈسکہ کے ایک گاؤں ''بھلر'' سے تھا۔ حضرت حافظ صاحب کے قریبی، خاص شاگرد اور خادم بھی رہے۔ حافظ صاحب کی ایام علالت میں صوفی صاحب ہسپتال میں ان کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ ۱۹۶۵ء سے وفات تک ٹاہلی والی مسجد میں بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے رہے، اکتوبر ۲۰۱۱ء کو اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات پائی۔

جامعہ اسلامیہ (مدینہ یونیورسٹی) مدینہ منورہ

۱۔ ڈاکٹر صہیب حسن بن مولانا عبدالغفار حسن۔: عالم عربی، فاضل عربی، ایم اے عربی، فاضل مدینہ یونیورسٹی، مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد سعودی حکومت کی طرف سے دعوت و تدریس کے لئے نیروبی (کینیا) میں تقرر ہوا، نو سال کے قریب وہاں یہ خدمت سرانجام دیتے رہے۔ اس کے بعد سعودی حکومت نے انہیں لندن بھیج دیا۔ وہاں کئی سال سے تبلیغ دین میں مصروف ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر عاصم عبداللہ القریونی۔ مدینہ منورہ

۳۔ شیخ محمد مجذوب بن مصطفیٰ۔ سابق مدرس مدنی یونیورسٹی۔ مدینہ منورہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ شیخ محمد ابراہیم شکری الاردنی۔اردن

۵۔ شیخ عطیہ محمد سالم۔قاضی محکمۃ المدینہ المنورہ، مدرس مسجد نبوی، علامہ محمد امین الشنقیطی کے بھی معروف شاگرد رشید تھے، ان کی کتاب تفسیر ''اضواء البیان'' کی تکمیل انہی نے کی، التمہید لابن عبدالبر کو فقہی ابواب پر مرتب کیا۔۱۹۹۹ء کو وفات پائی۔

۶۔ شیخ شیبۃ الحمد

۷۔ شیخ عمر فلاتہ۔: سابق رئیس مرکز السنۃ السیرۃ النبویہ بالجامعۃ الاسلامیہ، مدرس مسجد نبوی، موصوف خالص سلفی العقیدہ عالم تھے۔۱۹۹۹ء کو وفات پائی۔

مدرسہ وجامعہ محمدیہ گوجراں والا

۱۔ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ۔گوجراں والا

۲۔ مولانا محمد عبداللہؒ۔گوجراں والا

۳۔ مولانا معین الدین لکھوی۔: ممبر قومی اسمبلی، سابق امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان، سابق رکن مجلس شوریٰ، رکن قومی سیرت کمیٹی، مہتمم جامعہ محمدیہ اوکاڑہ، علمی اور روحانی اعتبار سے بڑے خاندان کے فرد، عالم دین اور اثر ورسوخ کے مالک تھے، طویل علالت کے بعد ۹ر دسمبر ۲۰۱۱ء کو اوکاڑہ میں وفات پائی۔

۴۔ مولانا محی الدین لکھوی۔: ممتاز عالم باعمل، ۲۸ر فروری ۱۹۹۸ء کو وفات پائی۔

۵۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی۔: سابق مدیر ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور، مؤرخ اہل حدیث، عظیم صحافی، مصنف کتب کثیرہ، علماء کے انتہائی قدردان، سابق ریسرچ فیلو ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ان کی خدمات کا اعتراف علمائے برصغیر کے علاوہ عرب علماء نے بھی کیا اور انہی خدمات کے پیش نظر ان کو کویت میں مؤرخ اہل حدیث کی شیلڈ پیش کی گئی۔ بعد ازاں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے بھی آپ کی خدمات کے اعتراف میں مؤرخ اہل حدیث کی شیلڈ پیش خدمت کی اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔

۶۔ مولانا محمد خالد گرجاکھی۔: امیر جماعت المجاہدین، عظیم محقق ومبلغ، مصنف کتب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کثیرہ، ۱۸ اپریل ۲۰۰۵ء کو گوجراں والا میں وفات پائی۔

۷۔ مولانا محمد صدیق۔: عالم، مفتی جماعت، ماہر تعلیم، صاحب تصنیف، رئیس شیخ الحدیث جامعہ علمیہ سرگودہا، رکن قومی اسمبلی برائے دینی مدارس پاکستان، خطیب جامع مسجد اہل حدیث سیٹلائیٹ ٹاؤن سرگودہا ۱۶ اپریل ۱۹۸۸ء کو سرگودہا میں وفات پائی۔

۸۔ حافظ محمد ادریس بڈھیمالوی

۹۔ مولانا ثناء اللہ ہوشیار پوری۔: محقق عالم دین، شیخ الحدیث، ۱۵ اپریل ۱۹۹۸ء کو فیصل آباد میں وفات پائی۔

۱۰۔ مولانا محمد داؤد۔: بی اے، فاضل درس نظامی، فاضل عربی، مدرس جامع ضیاء القرآن، لیکچرار کیڈٹ کالج قلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجراں والا۔

۱۱۔ مولانا رحمت اللہ راشد۔ فاضل درس نظامی، سابق استاذ جامعہ اسلامیہ گوجراں والا

۱۲۔ مولانا محمد رفیق البستانی۔ فاضل درس نظامی، فاضل وفاق المدارس السلفیہ پاکستان۔ خطیب جامع مسجد ابوبکر اہل حدیث قلعہ چند (ضلع گوجراں والا)

۱۳۔ مولانا شمس الحق ملتانی۔: ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے۔ فاضل درس نظامی، خطیب جامع مسجد اہل حدیث و شیخ الحدیث دارالحدیث الرحمانیہ ملتان ۲۹ اکتوبر ۲۰۰۵ء کو وفات پائی۔

۱۴۔ مولانا شمس الدین افغانی۔ فاضل عربی، فاضل فارسی، فاضل درس نظامی، بانی و رئیس جامعہ اثریہ پشاور۔ ۲۶ نومبر ۱۹۹۷ء کو وفات پائی۔

۱۵۔ مولانا احمد اللہ: ۱۹ فروری ۱۹۱۹ء کو بڈھیمال تحصیل مکتسر ضلع فیروزپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ مدرس جامعہ تعلیم القرآن جھوک دادوطور، دارالحدیث اوکاڑہ، جامعہ تدریس القرآن والحدیث راولپنڈی، دارالقرآن جناح کالونی فیصل آباد، نائب شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد، ۲۸ نومبر ۱۹۹۸ء کو بروز ہفتہ وفات پائی۔

۱۶۔ مولانا عبدالتواب ثاقب طور۔: فاضل درس نظامی، فاضل عربی، ضلع فیصل آباد

۱۷۔ مولانا محمد عارف۔: فاضل درس نظامی، فیصل آباد

۱۸۔ ڈاکٹر فضل الٰہی۔: برادر علامہ احسان الٰہی ظہیر محقق، مدرس عالم باعمل، سابق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرس ریاض یونیورسٹی (سعودی عرب) حال مدرس اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

۱۹۔ حافظ عبدالعلیم علوی۔: سابق مدرس جامعہ محمدیہ (شیخوپورہ) مدرسہ تدریس القرآن (راولپنڈی) دارالحدیث (عام و خاص باغ ملتان) اور مدرسہ اشاعۃ العلوم چک نمبر ۱۴۹ (عارف والہ) حال مدرس جامعہ اسلامیہ گوجرانوالا۔

۲۰۔ مولانا فاروق اصغر صارم۔: ممتاز عالم باعمل محقق، مصنف کتب کثیرہ، علم وراثت کے ماہر، مدرس جامعہ محمدیہ، خطیب جامع مسجد ٹاہلی والی گوجرانوالا۔ ۲۱ جولائی ۲۰۰۶ء کو ایک ٹریفک حادثہ میں جاں بحق ہوئے۔

۲۱۔ مولانا محمود احمد سیالکوٹی۔: فاضل درس نظامی، خطیب جامع مسجد نورالھدیٰ گوجرانوالا

۲۲۔ پیر محمد یعقوب قریشی۔: عظیم محقق، مصنف کتب کثیرہ، شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد، جامعۃ العلوم اثریہ جہلم، سابق مدرس جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن، ۲۱ر جولائی ۲۰۰۳ء کو وفات پائی۔

۲۳۔ مولانا عطاء اللہ ساجد۔: ایم اے، فاضل درس نظامی، خریج کلیۃ الحدیث جامعہ اسلامیہ (مدینہ منورہ)، استاد جامعہ ابی بکر اسلامیہ کراچی، حال مدرس جامعہ اسلامیہ گوجرانوالا

۲۴۔ مولانا فرید احمد۔ ۱۹۲۳ء کو موضع پیکولیا مسلم تحصیل ہریا بستی (نیپال) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر کے پاس ہی حاصل کی۔ پھر شکراوہ جا کر ۱۹۳۶ء میں دارالعلوم میں داخلہ لیا۔ بعد ازاں مدرسہ فیض عام میوء، دارالحدیث رحمانیہ دہلی، مدرسہ غزنویہ امرتسر سے اکتساب علم کرتے ہوئے گوجرانوالا پہنچے اور مدرسہ محمدیہ میں حضرت حافظ محمد گوندلویؒ سے ابوداؤد اور مسلم اور مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ سے ترمذی وغیرہ پڑھیں۔ ۴۷ء میں مشرقی پاکستان ہجرت کر گئے۔ بعد ازاں اعزہ واقرباء کے اصرار پر وطن واپس آ گئے۔ وطن پہنچ کر آپ نے گاؤں ہی میں ایک مکتب قائم کیا اور اس میں پانچ سالہ درس وتدریس کا سلسلہ قائم کیا اور اس کے انتظام وانصرام کی ذمہ داری باحسن خوبی نبھاتے رہے۔

۲۵۔ حافظ محمد زکریا بن میاں محمد باقر۔: ۱۹۱۴ء کو جھوک دادو، چک نمبر ۴۲۷ گ ب تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں پیدا ہوئے، فاضل درس نظامی، بانی ''مکتبہ عتیقیہ''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگست ۱۹۴۹ءکوتاندلیانوالہ میں وفات پائی۔

۲۶۔ مولانا نیاز اللہ خان۔:ان کا تعلق ضلع ہوشیار پور کی راجپوت برادری سے تھا۔ فراغت کے بعد بھی کئی سال تک حضرت سے استفادہ کیا، جماعتی طور پر جماعت اسلامی کے سرگرم رکن تھے۔تقسیم کے بعد فیصل آباد میں سکونت اختیار کی۔

۲۷۔ مولانا محمد افضل۔ضلع فیروز پور کی ریاست ممدوٹ کے گاؤں (چک مولوی والا) کے رہائشی تھے۔آزادی کے بعد بورے والا میں اقامت گزیں ہوئے،اور وہاں ایک سکول جاری کیا جس میں خود بھی ٹیچر ہیں۔

۲۸۔ حافظ عبداللہ۔:حضرت حافظ صاحب کے داماد تھے۔لدھیوالہ وڑائچ۔

۲۹۔ مولوی صلاح الدین عرف مولوی ترکی۔:روسی ترکستان کے رہنے والے تھے انقلاب روس کے بعد چلتے پھرتے گوجراں والا آگئے وہیں حضرت حافظ صاحبؒ سے اکتساب علم کیا اور وہیں رحلت فرمائی۔

۳۰۔ مولانا عبدالرحمٰن لکھوی۔:مولانا عبدالرحمٰن بن مولانا عطاء اللہ ۱۹۱۲ءکو لکھو کے میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب سے حاصل کی۔بعدازاں اچھرہ (لاہور) کے ایک مدرسہ،مدرسہ غزنویہ (امرتسر) میں تحصیل علم کیا۔فراغت کے بعد مدرسہ محمدیہ لکھوکے،دارالعلوم تعلیم الاسلام (اوڈاں والا)،پٹی (ضلع امرتسر) انجمن اہل حدیث ملتان کے مدرسہ،دارالحدیث اوکاڑہ،مدرسہ ڈھلیانہ (ضلع اوکاڑہ) جامعہ اسلامیہ گوجراں والا، دارالعلوم تقویۃ الاسلام لاہور،رینالہ خورد (ضلع اوکاڑہ)،سیالکوٹ،راولپنڈی،اور جہلم کے مدارس میں بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت اور ۱۹۷۴ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت میں بھی شامل رہے۔آپ نے ۸۹ سال کی عمر میں ۴ر مارچ ۲۰۰۱ءکو انتقال کیا۔

۳۱۔ مولانا محمد داؤد ارشد۔:فاضل درس نظامی،مولوی فاضل،بانی مدرسہ قمرالھدیٰ (کوٹلی رائے ابوبکر) ضلع لاہور ۹ر مئی ۱۹۶۶ءکو وفات پائی۔

۳۲۔ مولانا ذوالفقار احمد۔:یکم جنوری ۱۹۵۱ءکو پیدا ہوئے دینی تعلیم سے فراغت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد اپنے گاؤں میں دعوت و تبلیغ کا کام کرتے رہے ۔۱۲ر جنوری بروز اتوار ۲۰۰۸ کو سینسراہ گورائیہ میں وفات پائی۔

۳۳۔ مولانا محمد امین ۔: شیخ الحدیث دار العلوم تعلیم الاسلام اوڈاں والا

۳۴۔ مولانا محمد جمیل عبد الستار ۔: چک نمبر ۱۲۷ شمالی نزد سلاں والی ضلع سرگودہا

۳۵۔ حافظ عبد الغفار روپڑی ۔: فاضل عربی، محقق، خطیب و مدرس جامع مسجد قدس و جامعہ اہل حدیث لاہور، مدیر ہفت روزہ ''تنظیم اہل حدیث'' لاہور،

۳۶۔ مولانا محمد عبدہٗ الفلاح ۔: محقق، مفسر، صاحب تصانیف، مدرس دار الحدیث رحمانیہ دہلی، شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ فیصل آباد، ۳۰ر جون ۱۹۹۹ء کو وفات پائی۔

۳۷۔ حافظ افتخار الٰہی تنویر ۔: خطیب جامع مسجد اختر، سابق نائب امیر جمعیت اہل حدیث گوجراں والا، پرنسپل مسلم سائنس سکول گوجراں والا۔

۳۸۔ پروفیسر عبد الستار ساجد ۔: ایم اے اسلامیات، ایم اے عربی (پنجاب یونیورسٹی) لاہور بی ایڈ، فاضل درس نظامی وفاق المدارس، فاضل دورۃ القضاۃ (مدینہ یونیورسٹی) سعودی عرب، حال پروفیسر گورنمنٹ اسلامیہ کالج گوجراں والا۔

۳۹۔ مولانا حکیم محمد یعقوب طاہر ۔: فاضل علوم اسلامی، فاضل قانون مفرد اعضاء، رکن (تحریک تجدید طب صوبہ سندھ پاکستان)، جسمانی اور روحانی علاج کے ماہر، کراچی میں قیام پذیر ہیں

۴۰۔	مولانا برق التوحیدی	ٹوبہ ٹیک سنگھ
۴۱۔	مولانا حبیب الرحمٰن قصوری	قصور
۴۲۔	ماسٹر عبد الرشید	فیصل آباد
۴۳۔	ماسٹر عبد الغفور	فیصل آباد
۴۴۔	حافظ محمد بڈھیمالوی	
۴۵۔	مولانا محمد سرور شاہ	آزاد کشمیر
۴۶۔	مولانا فضل شاہ	آزاد کشمیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارہواں باب

حضرۃ العلام حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ملی اور جماعتی خدمات

حضرت حافظ صاحب کا مزاج طبعی طور پر سیاسی نہ تھا اور نہ آپ نے سیاست کو اپنا محور عمل بنایا، چونکہ سیاست بھی خدمت کا ایک اہم شعبہ ہے اور اس شعبہ میں بھی مسلمانوں کی اجتماعی بہبود کی فکر ایک عالم دین اور داعی حق کے پروگرام میں شامل ہے۔ اس لئے جب کبھی مسلمانوں کی کوئی شدید ضرورت داعی ہوئی تو آپ نے سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا، تحریک پاکستان جب زوروں پر تھی اور کانگرس متحدہ قومیت کا نعرہ لگا رہی تھی تو اس دور میں حضرت حافظ صاحب مسلم لیگ کے دوقومی نظریہ کے حامی تھے اور مسلم لیگ کے سیاسی پروگراموں میں بھی حصہ لیتے تھے۔ آپ گوجراں والا کی مسلم لیگ کے صدر بھی رہے۔ اسی صدارت کی وجہ سے آپ کے چند مسلم لیگی رفقاء آپ کو گھنٹہ گھر کے قریب جامعہ رشیدیہ میں بطور خطیب لے گئے آپ نے وہاں تقریباً ۳ سال خطبہ ارشاد فرمایا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے لیڈر مسٹر محمد علی جناح کے متعلق حضرت حافظ صاحب کا خیال یہ تھا کہ

"پاکستان بنانا ہی ان کا جنت میں جانے کا ذریعہ بن جائے گا"

تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ سیاسی پروگراموں میں شمولیت کے باوجود آپ کبھی سیاسی شخصیت کے طور پر معروف نہیں ہوئے آپ چونکہ پرسکون زندگی بسر کرنا اور ہنگاموں سے دور رہنا پسند کرتے تھے۔ اس لئے قیام پاکستان کے بعد سیاسی سرگرمیوں کو موقوف کر کے اپنے آپ کو درس وتدریس اور خدمت دین کے لئے وقف کر دیا۔

مگر اکثر اوقات ملکی حالات کے پیش نظر اپنے خطبات اور دروس میں ملک کو درپیش مسائل کا تذکرہ کرتے اور حکومت کو قیام پاکستان کے مقصد کی یاددہانی کرواتے رہتے تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں ہم حضرت حافظ صاحب کے خطبات کے چند اقتباسات نقل کرتے ہیں۔

۱۹/نومبر۱۹۷۱ء کو عیدالفطر کے خطبہ میں ملکی حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

پاکستان اس وقت نہائت پرآشوب دور سے گزر رہا ہے ہمارا ازلی دشمن بھارت پاکستان کو ختم کرنے کے لئے خطرناک عزائم رکھتا ہے۔آپ یہ بات یاد رکھیں کہ جب تک مسلمانوں میں قربانی کا جذبہ موجود ہے اس وقت تک دینا کی کوئی طاقت اسے مٹا نہیں سکتی اور نہ ہی اس کے مقابل ٹھہر سکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ

"ایسا وقت آئے گا کہ جب کفار مسلمانوں کو آپس میں تقسیم کرلیں گے۔صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا اس وقت مسلمان تھوڑے ہوں گے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں! اس وقت مسلمان موت سے خوفزدہ ہوں گے،اس لئے ان کی حالت کوڑا کرکٹ کی ہوگی۔"

آپ نے برصغیر پاک وہند میں اہل حدیث کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

"اہل حدیث اگرچہ فوری طور پر انگریز کی حکومت کو ختم نہ کرسکے مگر انہوں نے انگریزوں کو ورطہ حیرت میں ڈال رکھا تھا کہ اس قدر مختصر سی جماعت حکومت کے ایوانوں میں کس طرح زلزلہ برپا کر دیتی ہے۔انگریز حکومت کے آقاؤں نے کہا کہ اس جماعت کو دولت کا لالچ دے کر خرید لیا جائے اس کے ایجنٹوں نے جواب دیا کہ"یہ لوگ جنت کے خریدار ہیں انہیں دولت سے نہیں خریدا جاسکتا۔"

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

آپ نے کہا کہ بدروحنین کی داستانیں آج بھی دہرائی جاسکتی ہیں صرف جذبہ جہاد پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔شکست کفار کا مقدر بن چکی ہے،آپ یاد رکھیں کفار کو غلبہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب مسلمان اسلام سے دور ہوجاتے ہیں،اور استقلال و ایثار کا دامن چھوڑ دیتے ہیں اس وقت ضرورت ہے کہ پوری قوم میں جذبہ ایثار بیدار کیا جائے۔کیونکہ مسلمان لڑائی کے وقت بھاگا نہیں کرتا۔زندہ قومیں تو لڑائی کے وقت ہر گھر کو قلعہ بنا دیتی ہیں۔

اس وقت پاکستان طاغوتی طاقتوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے سفید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامراج ہو یا سرخ، ہنود ہوں یا یہود سبھی یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان کو نقشہء عالم سے محو کر دیا جائے مگر پاکستان اسلام کا حصار بننے کے لئے معرض وجود میں آیا ہے اسے مٹایا نہیں جاسکتا۔

۲۶ رجنوری ۱۹۷۲ء کو صغیر شہید پارک گوجراں والا میں عید الاضحیٰ کے موقع پر فرمایا:

حال ہی میں پاکستان جس عظیم المیے سے دو چار ہوا ہے، اس کی وجہ سے یہاں ایسے لوگوں کی اکثریت ہوگئی ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اگر پاکستان میں نیک اور صالح لوگ زیادہ ہو جائیں تو آج بھی ہمیں اللہ تعالیٰ کی امداد میسر آسکتی ہے۔

مزید فرمایا:

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے یہاں شراب پر مکمل پابندی عائد ہونی چاہیے۔ چوبیس سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر شراب کی لعنت اب بھی موجود ہے، عورتیں رقص و سرور کی محفلیں سجاتی ہیں۔ فحاشی کے اڈے، سینما گھر بدستور کھلے ہیں۔ ایک طرف تو ہم علی الاعلان احکام خداوندی کی خلاف ورزی کر رہے ہیں تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی نصرت کے کس طرح مستحق ہو سکتے ہیں؟

درحقیقت ہم نے قرآنی احکامات کو پس پشت ڈال دیا ہے اسی لئے ذلت وخواری سے دو چار ہوئے ہیں۔ اسی طرح جب یہود نے تورات کو یکسر فراموش کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے احکامات سے اعراض کیا، تو کافروں نے تورات کو جلا ڈالا، یہودیوں کی عورتوں کو پکڑ کر لے گئے، بے شمار آدمی قتل کر دیے گئے۔ یہودی، موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کی امت تھے۔ یہ نسبت انہیں کسی ذلت ورسوائی سے محفوظ نہ رکھ سکی۔ اب یہاں بھی حالت یہ ہے کہ محمد عربی ﷺ کی امت ہوتے ہوئے اسلام کو ترک کر چکے ہیں۔ اور بہت سے مسلمان ہی اسلام کی مخالف قوتوں کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔

۷ رنومبر ۱۹۷۲ء کو صغیر شہید پارک گوجراں والا میں نماز عید الفطر کے اجتماع سے کا خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

کہ پیپلز پارٹی اور نیب نے نام نہاد بنگلہ دیش کو تسلیم کرنے کے لئے سمجھوتا کر رکھا ہے حالانکہ مغربی پاکستان کے عوام اور مشرقی پاکستان میں محبّ وطن عناصر اسے ہرگز تسلیم کرنا نہیں چاہتے اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ قیام پاکستان کی تحریک میں مشرقی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کا بڑا حصہ ہے مشرقی پاکستان تو بھارت اور روس کی جارحیت سے الگ ہوا ہے اس لئے ہمیں رائے عامہ کو ہموار کرنے کی کوشش کرنا چاہیے، اور حکومت سے پر زور مطالبہ کرنا چاہیے کہ ''بنگلہ دیش'' کو ہرگز ہرگز تسلیم نہ کیا جائے حکمران طبقہ صرف اپنے اقتدار کو دوام دینے کے لئے اسے تسلیم کرنا چاہتا ہے، حالانکہ اس کا تسلیم کرنا دوقومی نظریہ کی نفی اور نئے مسائل کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

اس اجتماع میں ''بنگلہ دیش'' کو تسلیم نہ کرنے کی قرارداد بھی متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

۱۶ر جنوری ۱۹۷۳ء کو عیدالاضحیٰ کا خطبہ میں آپ نے ارشاد فرمایا:

آج سے ربع صدی قبل ہم نے یہ ملک اس لئے حاصل کیا تھا کہ یہاں اسلام کی حکمرانی ہوگی۔ مگر افسوس کہ ہم نے اسلام کو اپنی زندگی کا محور نہیں بنایا، بلکہ ہماری حالت یہ ہے کہ نماز جیسے اہم رکن کو ترک کرتے جارہے ہیں۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ ''جو شخص نماز ترک کرتا ہے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں'' اس لئے نماز کی ادائیگی میں پوری پابندی لازم ہے نماز کے بعد زکوٰۃ کی ادائیگی بھی فرض ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان میں موجودہ سرمایہ کی ۹ ارب روپے زکوٰۃ بنتی ہے، اگر یہ ادا کردی جائے تو کیا کوئی مسلمان ضروریات زندگی سے محروم رہ سکتا ہے؟ یہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ لوگوں نے سوشلزم کو اپنی مشکلات کا حل سمجھ رکھا ہے اور اسے اصلاحی پروگرام سے تعبیر کیا جاتا ہے، حالانکہ ان کی بنیاد انتقامی جذبے پر ہے۔ یہ اجیر کو آجر کے خلاف اکساتا ہے پھر دونوں کے حقوق و فرائض پر زور نہیں دیتا، بلکہ انتقامی جذبات کو ابھارتا ہے اس کے برعکس اسلام کی تحریک ایک اصلاحی پروگرام کی داعی ہے اسلام تمام لوگوں کے حقوق فرائض کا تعین کرتا ہے اور ہر مسلمان کی ضروریات زندگی کا ضامن ہے اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ اگر کوئی مسلمان سرمایہ دار زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو اس کا آدھا مال بحق سرکار ضبط کرلینا چاہیے۔ اگر دوسرے سال بھی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو باقی آدھا مال بھی ضبط کرلیا جائے۔

مزید فرمایا:

آج کل ہمارے ملک کا آئین زیر ترتیب ہے کسی دستور کو اسلامی آئین کہہ دینے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اسلامی نہیں بن سکتا جب تک اس میں اسلام کی روح کارفرما نہ ہو، حرام افعال کے ارتکاب پر حد جاری کرنے کا قانون بھی نافذ ہونا چاہیے۔ اگر کوئی شخص شراب پیتا ہے تو اسے درے لگائے جائیں، دوسری طرف مسلمانوں کو خود بھی اسلامی احکامات کی پابندی کرنی چاہیے تاکہ صحت مند معاشرہ تشکیل پا سکے۔

آج کل مسلمان زندگی کے عجیب موڑ پر کھڑا ہے اس لئے کہ وہ موت سے خائف ہے اور اس نے جہاد ترک کر دیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے **ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین**، اگر تم مومن ہو تو ساری سرفرازیاں تمہارے لئے ہی ہیں۔ آج پاکستان کا مشرقی حصہ ہنود کے قبضہ میں ہے، کشمیر کا بڑا حصہ پہلے ہی اس کی ہوس کا نشانہ بن چکا ہے اسی طرح یہود نے قبلہ اول پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے۔ مسلمانوں کے عظیم ثقافتی مراکز تاشقند و بخارا میں ایک عرصہ سے قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں خاموش ہو چکی ہیں۔

ان خطبات سے اس بات کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت حافظ محمد (گوندلوی) صاحب جیسی بلند پایہ شخصیت درس و تدریس کے ساتھ ساتھ عالمی اور ملکی حالات پر گہری نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں اور بالخصوص حکمرانوں کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت گزاری، اقدار اسلامی کو اپنانے اور شعائر اسلام پر زندگی گزارنے کو ملک و قوم کی کامیابی پر منحصر فرماتے تھے۔

جماعتی خدمات

تعلیم سے فراغت کے بعد جب حضرت حافظ صاحب گوندلاں والا تشریف لائے تو درس و تدریس کے ساتھ ساتھ مقامی جماعتی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے تھے۔ بعد ازاں حضرت حافظ محمد گوندلوی صاحب جماعت اہل حدیث گوندلاں والا کے صدر بھی رہے۔

۱۵/اپریل ۱۹۱۵ء کو مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے انجمن اہل حدیث گوجرانوالا کی بنیاد رکھی۔ جس کے امیر مستری اللہ رکھا، سیکرٹری مولانا حکیم محمد عبداللہ، اسسٹنٹ سیکرٹری غلام محمد ڈار، خازن منشی قائم دین اور سفیر بابا عبداللہ اہل حدیث کو مقرر کیا۔ اس انجمن کے تحت ہر سال

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جلسہ کا انعقاد ہوتا تھا۔ جس میں ہندوستان بھر سے اکابرِ جماعت شرکت فرماتے تھے۔

۱۴/مارچ ۱۹۲۴ء کو اہل حدیث کانفرنس گوجراں والا میں منعقد ہوئی، جس کی مجلس استقبالیہ کے صدر حضرت حافظ محمد گوندلویؒ تھے۔ آپ نے اس میں ایک خطبہ استقبالیہ ارشاد فرمایا اس خطبہ میں اس دور کی گوجراں والا کی تاریخ اہل حدیث اور اس کی جماعتی کارکردگی کا مختصر مگر جامع انداز میں ذکر فرمایا، وہ خطبہ ہفت روزہ ''اہل حدیث'' امرتسر کی ۲۱/شعبان ۱۳۴۲ھ (۲۸/مارچ ۱۹۲۴ء) کی اشاعت میں شائع ہوا۔

۲۴/جولائی ۱۹۴۸ء کو تنظیم جماعت کے لئے تاسیسی اجلاس دارالعلوم تقویۃ الاسلام (شیش محل روڈ) لاہور کی بلڈنگ میں ہوا۔ اس اجلاس میں ملک بھر سے جید علمائے کرام نے شرکت کی۔ جن میں مولانا سید داؤد غزنویؒ، سید اسماعیل غزنویؒ، مولانا شرف الدین دہلویؒ، مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ، حافظ محمد گوندلویؒ اور مولانا عبدالمجید سوہدرویؒ وغیرہم شامل تھے۔ اس اجلاس میں تنظیم کا نام مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان رکھا گیا۔ اس کی مجلس عاملہ ۲۱ ارکان پر مشتمل تھی جن میں حضرت حافظ صاحبؒ سرفہرست رکن تھے۔

۱۱/اکتوبر ۱۹۵۶ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں آئندہ تین سال کے لئے عہدے دار منتخب کئے گئے۔ جن کی تفصیل یوں ہے:

صدر: سید داؤد غزنویؒ — نائب صدر اول: حافظ محمد گوندلویؒ

نائب صدر ثانی: خان مہدی زمان خانؒ — ناظم اعلیٰ: مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ

ان کے علاوہ چار عہدے دار اور بھی تھے۔

۲/اپریل ۱۹۵۵ء کو سید داؤد غزنویؒ کی صدارت میں ایک تعلیمی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مغربی پاکستان کی جماعت اہل حدیث کے عربی مدارس کے ارباب اہتمام، صدر مدرسین اور دیگر بہت سے اہل علم اور اصحاب رائے افراد نے شرکت فرمائی اس کانفرنس میں جامعہ سلفیہ (فیصل آباد) کے تعلیمی معاملات کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کیلئے بعض امور پر بحث کی گئی۔ ان امور پر مزید غور وفکر کرنے کیلئے ایک تعلیمی سب کمیٹی قائم کی گئی جو کہ سات ارکان پر مشتمل تھی ان میں بھی حضرت حافظ صاحبؒ کی شخصیت سب سے نمایاں تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مارچ ۱۹۶۸ء کو مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی وفات کے بعد جمعیت اہل حدیث کے امیر کے انتخاب کیلئے برکت علی ہال (لاہور) میں مجلس شوریٰ کا اجلاس منعقد ہوا اس اجلاس میں حضرت حافظ محمد گوندلویؒ کو امیر جمعیت منتخب کیا گیا۔ گو کہ جماعت کے بعض افراد نے اس کی مخالفت بھی کی تھی مگر اکثریت نے انہیں ہی امیر منتخب کیا۔

۱۴؍ جولائی ۱۹۷۲ء کو ہفت روزہ ''اہلحدیث'' لاہور میں حضرت حافظ صاحب نے امیر مرکزیہ کی حیثیت سے اراکین مجلس شوریٰ کے نام ایک پیغام دیا۔ جس میں ارکین شوریٰ کو عام انتخابات کروانے اور اس بارے میں مشاورتی اجلاس کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔

(اس پیغام کو یہاں تحریر کرنے کا مقصد اس وقت کی جماعتی صورت حال سے آگاہ کرنا ہے)

حضرت الامیر کا پیغام...... اراکین شوریٰ کے نام!

عرصہ دس سال سے جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان کے عام انتخابات عمل میں نہیں آ سکے جس کی وجہ سے جماعتی حلقوں میں ایک اضطراب اور عدم دلچسپی کی فضاء بڑھ رہی ہے اور ہر فرد یہ محسوس کرتا ہے کہ جماعت میں حرکت و عمل کا فقدان ہے۔ نتیجتاً جماعت کے پروگراموں کا متاثر ہونا ایک فطری امر ہے۔ انہیں حالات کے پیش نظر ۲ جولائی کو لاہور میں مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس بلایا گیا جس میں بہت سے اصلاحی و تنظیمی مسائل پر غور و خوض ہوا اور طے پایا کہ جماعت سے تعطل اور جمود کی کیفیت بدلنے کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کے عام انتخابات کا پروگرام طے کیا جائے اور رکن سازی کی مہم شروع کی جائے۔ تا کہ جماعت میں ایک قوت، ایک حرکت اور نئی روح پیدا ہو سکے اور یہ قافلہ توحید اپنے نصب العین کی سمت ایک جذبہ نو کے ساتھ رواں دواں ہو سکے۔

جمہوری اداروں اور جماعتوں میں عام انتخابات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس عمل سے جماعتوں میں نیا خون، نیا ولولہ اور نئی امنگیں پروان چڑھتی ہیں اور اگر یہ عمل رک جائے تو عوام سے رابطہ کٹ جاتا ہے اور قیادت کا محاسبہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر جماعت کے عام افراد کو وقتاً فوقتاً اپنی رائے استعمال کرنے کا موقعہ ملتا رہے، تو پھر وہ سمجھتے ہیں کہ جماعت عام افراد سے عبارت ہے اور جماعت کی تعمیر و ترقی میں ان کا ایک حصہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوام کی ہمدردیاں حاصل کرنے اور ان سے رابطہ قائم رکھنے کے لئے جماعتیں اپنے اپنے اوقات میں زرِ کثیر خرچ کر کے اپنے افراد کو پسندیدہ نمائندے منتخب کرنے کے مواقع مہیا کرتی ہیں تاکہ تطہیر اور ردوبدل کا عمل آئینی طریقہ سے جاری رہے۔ اگر قیادت جماعت کے پروگرام کو عملی رنگ دینے میں حسن عمل کا ثبوت دیتی ہے تو جماعت کے افراد دوبارہ انہی پر اعتماد کی مہر ثبت کر دیتے ہیں۔ بصورت دیگر نئی قیادت کو سامنے لے آتے ہیں۔ درحقیقت انتخابات جماعتی زندگی میں حرکت جدید اور نئی روح کے پیامبر ہوتے ہیں۔

دور نہ جایئے سابق صدر ایوب کے زوال کی داستان آپ کے سامنے ہے کہ اس نے بلا واسطہ انتخابات کی بجائے محدود جمہوریت اور بلا واسطہ انتخابات کا طریقہ رائج کیا جس سے عوام میں یہ تاثر پیدا ہوا کہ یہ قیادت عوامی کی صحیح نمائندہ نہیں ہے اور یہ قیادت عوام کو اس کے حقوق سے محروم رکھنا چاہتی ہے۔ اسی چیز نے اس قیادت کے خلاف عدم اطمینان اور عدم اعتماد کا اظہار کیا اور پوری قوم اپنے حقوق کے لئے سڑکوں پر نکل آئے۔ آخر کار اسے حکومت چھوڑنا پڑی اور نئی قیادت بھی عام انتخابات کی راہ میں حائل نہ ہو سکی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی مجلس عاملہ نے ایسے ہی احساسات اور حقائق کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا ہے کہ جماعت کو نچلی سطح سے لے کر اوپر تک رکن سازی اور انتخابات کے ذریعے منظم کیا جائے۔ تاکہ جماعت کا ہر فرد یہ محسوس کرے کہ جماعت کی تعمیر و ترقی میں اسے بھی اپنا فرض ادا کرنا ہے۔

چنانچہ ۲۳ر جولائی (۱۹۷۲ء) کو ۹ بجے صبح شوریٰ کا اجلاس جامعہ سلفیہ (لائل پور) میں منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں جمعیت کے آئندہ عام انتخابات کو پروگرام طے ہوگا، اور نئی رکن سازی کے لیے لائحہ عمل مرتب کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی جماعت کا تبلیغی و اصلاحی خاکہ ترتیب دیا جائے گا۔ اس لئے مجلس شوریٰ کے تمام اراکین سے میں پرزور اپیل کروں گا کہ وہ اس اجلاس میں شریک ہو کر جماعتی وابستگی کا ثبوت دیں۔ ناظم اعلیٰ کی طرف سے جملہ اراکین شوریٰ کے نام ایجنڈا جاری ہو چکا ہے۔ اگر کسی وجہ سے یہ اطلاع آپ تک نہ پہنچ سکے تو اسی اعلان کو دعوت تصور فرمائیں اور اجلاس میں شرکت فرمائیں۔ (العبد محمد گوندلوی)

۲۳ر جولائی ۱۹۷۲ء کو جامعہ سلفیہ (لائل پور) میں حضرۃ العلام مولانا حافظ محمد گوندلوی صاحب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان نے ”تمام اہل حدیث علم و عمل کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ پیش کریں'' کے عنوان سے جو صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا وہ جماعتی اعتبار سے تاریخی اہمیت کا حامل ہے اسی اہمیت کے پیش نظر اس خطاب کو ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔

خطبہ مسنونہ کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

یا ایھا الذین امنوا اطیعو اللہ واطیعوا لرسول واولی الامر منکم

''ایمان دارو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری کرو اور اپنے میں سے صاحب امر کا حکم مانو۔''

آپ نے فرمایا کہ اہل حدیث کسی فرقے کا نام نہیں بلکہ وہ ایک تحریک ہے۔ شروع میں اہل حدیث کا نام فرشتہ صفت انسان کے مترادف تھا، اغیار بھی اہل حدیث کے تقویٰ، زہد اور بزرگی کے معترف تھے، مگر اب افسوس کہ وہ بات ہم میں نظر نہیں آتی۔ علم کے ساتھ ساتھ عمل میں بھی کوتاہیاں پیدا ہو چکی ہیں، میرا مقصد یہ نہیں کہ اہل حدیث ہی صرف عملی کوتاہی کا شکار ہیں غیر اہل حدیث اس سے بڑھ کر اس مرض میں مبتلا ہیں، مگر مجھے صرف اہل حدیث سے خطاب کرنا ہے اور میری یہ ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ اہل حدیث کی کمزوریوں کی نشاندہی کروں اور انہیں علم و عمل کی ترغیب دوں تاکہ وہ دوسروں کے لئے نمونہ پیش کریں اور دنیا میں مثالی حیثیت سے زندگی بسر کریں، آپ نے طلبہ پر خصوصاً زور دیا کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور علم کے حصول اور عمل کی ادائیگی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں۔

آپ نے جامعہ سلفیہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ نے تجویز پیش کی کہ جامعہ سلفیہ میں طلبہ کے لئے درجہ تخصص کا اجراء کیا جائے۔ چنانچہ مولانا مرحوم نے بے حد کوششوں سے جامعہ سلفیہ کے لئے میری خدمات حاصل کرلیں، بعد میں تجویز ہوا کہ درجہ ابتدائیہ ختم کر دیا جائے اور صرف دو اساتذہ میں اور مولانا شریف اللہ صاحب ہی کام کریں، ابتدائی جماعتوں کے خاتمہ سے مدرسہ کے خاتمے کا اندیشہ ہوا، چنانچہ دوبارہ ابتدائی جماعتیں شروع کی گئیں اور درجہ تخصص ختم کر دیا گیا، پھر کچھ عرصہ بعد ۵۰ طلبہ فارغ التحصیل ہوئے اور باقاعدہ سندات تقسیم کی گئیں، اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت جامعہ میں مسجد نہیں تھی ہم کمروں میں نماز ادا کرتے تھے۔ چنانچہ ہم نے مسجد بنوائی اگر ہم اس وقت جامعہ پر اس قدر محنت نہ کرتے تو جامعہ ترقی کے منازل طے نہیں کر سکتا تھا۔

بحمد للہ جامعہ سے فارغ طلبہ ملک بھر میں درس وتدریس اور خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور قال اللہ وقال الرسول کی آواز اطراف واکناف میں پہنچا رہے ہیں۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے اپنی علمی خدمات اور اپنے اساتذہ کے علمی کارناموں کا بھرپور تذکرہ فرمایا اور بتایا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کی امارت کیوں قبول کی تھی؟

آخر میں آپ نے فرمایا کہ

"میں ایک فقیر آدمی ہوں اور امارت کا ہرگز خواہش مند نہیں ہوں۔ مجھے صرف بعض احباب کے اصرار پر یہ کلمات کہنے کی ضرورت محسوس ہوئی ورنہ میں اپنے متعلق کچھ کہنا پسند نہیں کرتا۔"

("اہلحدیث" لاہور ۲۸ جولائی ۱۹۷۲ء)

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت حافظ صاحبؒ نے ہر قسم کی جماعتی وسیاسی سرگرمیاں ترک کر کے اپنے آپ کو درس وتدریس کیلئے وقف فرمالیا تھا۔ لہذا اس ضمن میں اس حقیقت کو بھی ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ مسلک اہل حدیث اور جماعت اہل حدیث کے قیام وفروغ میں برصغیر پاک وہند میں جو مساعی بھی عمل میں آئیں۔ وہ سب حضرت حافظ محمد گوندلویؒ صاحب ہی کہ بالواسطہ یا بلاواسطہ شاگردوں کی کاوشیں اور کارنامے ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ ،مولانا عطاء اللہ حنیفؒ بھوجیانی،،مولانا محمد عبداللہؒ ،مولانا ابوالبرکات احمدؒ، علامہ احسان الہی ظہیرؒ اور مولانا معین الدین لکھوی وغیرہم جیسے اکابر و اسلافِ جمعیت جو جماعتی ومسلکی اور ملی وسیاسی خدمات سرانجام دے چکے یا دے رہے ہیں وہ سب حضرت حافظ محمد گوندلویؒ ہی کی صحبت وفیض کا ثمرہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیرھواں باب

معاصرین علمائے کرام

ا۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

ابوالوفاء مولانا ثناء اللہ امرتسری بن خضر جو ۱۸۶۸ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم امرتسر میں مولانا غلام رسول قاسمیؒ، مولانا احمد اللہ امرتسری سے حاصل کی۔ پھر وزیر آباد میں استاذ پنجاب حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ سے کتب حدیث پڑھیں اور ۱۸۸۹ء میں سند فراغ لی۔ وزیر آباد سے دہلی کا عزم کیا اور مولانا سید نذیر حسین دہلوی کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی خدمت میں استاد پنجاب سے حاصل کردہ سند پیش کی۔ انہوں نے یہ سند ملاحظہ کی اور چند احادیث سنیں اور اپنی سند عطا فرمائی۔ وہاں سے دیوبند کا قصد کیا اور شیخ الہند مولانا محمود الحسن سے کچھ کتابیں پڑھیں اور سند فراغت حاصل کی۔ پھر مدرسہ فیض عام (کان پور) گئے اور وہاں مولانا احمد حسن سے استفادہ کیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد کچھ عرصہ مولانا نے امرتسر اور مالیر کوٹلہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ پھر تصنیف و تالیف اور مناظرات و مباحث میں مشغول ہو گئے۔

مولانا بڑے خوش بیان مقرر اور فن مناظرہ کے امام تھے۔ آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

مولانا نے ہندوؤں، عیسائیوں، مرزائیوں، آریوں، شیعوں، بریلویوں کے خلاف بارہا مباحثے کئے اور ان کے افکار و خیالات کا اپنی تصانیف میں تجزیہ کیا۔ عربی اور اردو میں قرآن مجید کی تفسیریں لکھیں۔ کم و بیش تینتالیس سال ان کا اخبار ہفت روزہ ''اہل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث" باقاعدہ امرتسر سے شائع ہوتا رہا۔اسلام کے بارے میں مولانا ثناء اللہ صاحب بے حد نازک احساسات رکھتے تھے۔جس شخص نے کسی صورت میں بھی اسلام اور اس کے کسی حکم کو موضوع تنقید بنایا وہ اس کے جواب کے لئے تیار ہو گئے۔

۱۹۰۶ء میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی تشکیل کے بعد کانفرنس کے تعارف اور اسے منظم کرنے کی غرض سے مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی اور مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کی معیت میں پورے ہندوستان کا دورہ کیا۔

ملکی سیاسیات سے بھی تعلق تھا۔آپ ہر مکتب فکر اور تمام سیاسی حلقوں میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔جمعیت علمائے ہند انہی کی تجویز و تحریک سے ۱۹۱۹ء کے آخر میں امرتسر میں قائم ہوئی۔

۱۴/ تا ۱۶/ مارچ ۱۹۲۴ء کو ایک کل ہند اہل حدیث کانفرنس گوجراں والا میں منعقد ہوئی تھی، جس کی مجلس استقبالیہ سے صدر حضرت حافظ محمد گوندلوی تھے۔آپ نے جو خطبہ استقبالیہ اس کانفرنس میں ارشاد فرمایا تھا۔وہ مولانا کے ہفت روزہ اخبار "اہل حدیث" امرتسر میں ۲۸/ مارچ ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔

اس جلسہ کے حوالے سے مولانا نے اپنے تاثرات ان الفاظ میں تحریر فرمائے:

> "آج تک جتنے جلسے ہوئے کلکتہ میں سب سے زیادہ حاضری تھی اس سے کم بنارس میں گوجراں والا کی حاضری کلکتہ کے برابر نہیں تو بنارس سے کم نہ تھی۔اہائی گوجراں والا کی فیاضی سے طعام و قیام کا انتظام مفت تھا۔جزاھم اللہ"

مولانا ثناء اللہ امرتسری کو اللہ تعالیٰ نے علم و کمال کے ساتھ دنیوی دولت بھی عطا فرمائی تھی اور ان کا شمار امرتسر کے رؤسا میں ہوتا تھا۔تقسیم ملک کے بعد گوجراں والا چلے گئے تھے اور وہاں سے جنوری ۱۹۴۸ء میں سرگودھا تشریف لے گئے۔اس عظیم مصنف و مفسر اور عدیم النظیر مناظر نے ۱۵۔مارچ ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں وفات پائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

مولانا محمد ابراہیم میر بن قادر بخش اپریل ۱۸۷۴ء کو سیالکوٹ کے محلّہ میانہ پورہ میں پیدا ہوئے۔مولانا نے قرآن مجید گھر میں پڑھا۔اس کے بعد مشن ہائی سکول سے ۱۸۹۵ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ابتدائی دینی تعلیم مولانا غلام حسن سے حاصل کی۔میٹرک کے بعد سیالکوٹ کے مرے کالج میں داخلہ لیا۔اس میں علامہ اقبال ان کے ہم جماعت تھے۔دونوں نے مولانا میر حسن سیالکوٹی سے بھی استفادہ کیا۔اس کے بعد استاد پنجاب مولانا حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ سے تفسیر،حدیث،فقہ،اصول اور دیگر علوم کی تعلیم مکمل کی۔پھر عازم دہلی ہوئے اور کچھ عرصہ حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ کے حلقہ درس میں گزارا اور سندواجازہ سے بہرہ مند ہوئے۔

فراغت کے بعد سیالکوٹ میں ہی درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔سیالکوٹ میں تدریس کے دوران بے شمار تلامذہ نے آپ سے علمی پیاس بجھائی۔جن میں مولانا محمد اسماعیل سلفی اور مولانا عبدالمجید سوہدروی قابل ذکر ہیں۔کچھ عرصہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں بھی تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔یہ تدریسی سلسلہ مولانا کی مختلف مصروفیات کی وجہ سے کئی دفعہ بند اور کئی دفعہ جاری ہوا۔درس و تدریس کے دوران ایک ماہنامہ ''الھدیٰ'' جاری کیا اور ایک رسالہ ''الہادی'' نکالا۔

متحدہ ہندوستان میں جماعت اہل حدیث کے نظم ونسق کے لئے مولانا سیالکوٹی نے بڑی تگ ودو کی۔آپ کا شمار آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے بانیوں میں ہوتا ہے۔۱۹۱۹ء میں ''جمعیت علمائے ہند'' کے قیام کے بعد آپ نے ملکی سیاست میں عملی طور پر حصہ لینا شروع کیا۔۱۹۴۵ء میں ''جمعیت علمائے ہند'' علیحدگی اختیار کر کے مولانا شبیر احمد عثمانی کے ساتھ مل کر ''جمعیت علمائے اسلام'' قائم کی اور اس کے پہلے نائب صدر مقرر ہوئے۔

یوں تو ہر فقہی مسلک کے جلسوں میں انہیں دعوت شرکت دی جاتی تھی۔لیکن جماعت اہل حدیث کے اجتماعات میں خاص طور پر ان کی شمولیت کا اہتمام کیا جاتا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے مولانا کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔آپ شروع سے ہی بہت ذہین اور ہونہار تھے۔جو پڑھتے ازبر فرما لیتے۔مولانا نے اپنی والدہ کے حکم پر رمضان المبارک کے تیس دنوں میں قرآن پاک حفظ کیا۔

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کا شمار ہندوستان کے ممتاز اور نامور علماء میں ہوتا ہے۔آپ بیک وقت مصنف، محقق، مقرر، مناظر اور بلند درجہ مدرس بھی تھے۔آپ بارعب اور جلالی طبیعت کے مالک تھے۔اسلام اور احکام اسلام کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

آپ نے چھوٹی بڑی ۸۴ کتابیں تصنیف کیں جو خالص علمی نوعیت کی ہیں۔

جامعہ اسلامیہ (گوجراں والا) کی افتتاحی تقریب کے موقع پر حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے بڑی مسرت کا اظہار کیا اور حاضرین جلسہ سے فرمایا کہ

''آپ بڑے خوش قسمت لوگ ہیں کہ آپ کو حضرت حافظ محمد صاحب جیسی علمی شخصیت اس مدرسہ کے لئے مل گئی اور اس دوران مولانا میر سیالکوٹی نے حضرت حافظ محمد گوندلوی کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور حاضرین سے فرمایا کہ ہماری پوری جماعت میں علم وفضل میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے'' مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ ۸۲ سال عمر پا کر ۱۲/جنوری ۱۹۵۶ء کو جمعرات کے روز سفر آخرت پر روانہ ہوئے۔۱۳۔جنوری کو نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ پڑھی گئی اور سیالکوٹ میں ہی سپرد خاک کئے گئے۔

۳۔مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی

مولانا شرف الدین بن چوھدری امام الدین قریباً ۱۸۷۵ء میں گجرات (پنجاب) میں پیدا ہوئے۔بچپن ہی میں آپ کی والدہ ماجدہ کے وفات پا جانے کی وجہ سے آپ کی خالہ محترمہ آپ کو اپنے پاس شاہ پور لے گئیں تھیں۔چنانچہ انہوں نے آپ کی ابتدائی تربیت و پرورش وہیں کی۔

بدو شعور سے پڑھنے کا آغاز کر دیا تھا مختلف اساتذہ سے مبادیات پڑھنے کے بعد جن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اساطین علم سے استفادہ کیا ان میں مولانا عبدالحق محدث ملتانیؒ، ان کے والد مولانا سلطان محمودؒ، مولانا خلیل الرحمٰن مظفر گڑھی شامل ہیں۔

اس کے بعد دہلی تشریف لے گئے اور بے شمار اہل علم سے استفادہ کیا۔ جن میں مولانا بشیر احمد سہسوانی، حضرت شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ، مولانا شمس الحق محدث دہلویؒ، خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان کے علاوہ حضرت شیخ حسین بن محسن انصاریؒ سے حدیث کی سند اور اجازت بھی حاصل کی۔

تحصیل و تکمیل علوم کے بعد دہلی ہی میں قیام فرما ہو گئے، وہیں شادی کی اور وہاں مدرسہ ''ریاض العلوم'' میں تدریس کا آغاز کیا۔ حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی صاحب کی وفات کے بعد ان کی مسند تدریس پر بھی کچھ عرصہ جلوہ افروز رہے۔

ربیع الاول ۱۳۵۰ھ میں مولانا شرف الدین نے پل بنگش دہلی کے قریب خود اپنا مدرسہ جاری کیا جو مدرسہ ''سعیدیہ عربیہ'' کے نام سے معروف ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد تک یہ مدرسہ بہت اچھے انداز سے چلتا رہا۔

قیام پاکستان سے کچھ عرصہ بعد مولانا پاکستان تشریف لے آئے اور مختلف مدارس اسلامیہ میں تدریس فرماتے رہے، چنانچہ پیر جھنڈا، حیدر آباد سندھ، مدرسہ محمدیہ ملتان، تاندلیاں والا ضلع فیصل آباد، مدرسہ تقویۃ الاسلام لاہور، میں تشنگان علوم دینیہ کو سیراب کرنے کے بعد بالآخر کراچی میں جا مقیم ہوئے اور آخر عمر تک وہاں طالبان دین کی خدمت و تدریس میں مشغول رہے۔

مولانا شرف الدین محدث دہلویؒ ان سلفی علماء میں سے ہیں جنہوں نے ساری زندگی اپنے آپ کو علوم دینیہ کی تعلیم و تدریس کے لئے وقف کئے رکھا۔ تحقیق کا بہت عمدہ ذوق اور تدریس کا انتہائی دلنشین انداز رکھتے تھے، تصنیف و تالیف مضمون نگاری اور فتویٰ نویسی کی صلاحیت بھی قابل تعریف تھی۔

مولانا شرف الدین کم گو، منکسر مزاج، متواضع، اہل علم کے قدردان اور سادہ طبیعت کے مالک تھے، امراء کی مجلسوں سے دور رہتے تھے، اسلام کا صحیح ترین نمونہ تھے، لباس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہائت سادہ پہنتے تھے، ان عادات نے ان کی شخصیت کو بہت چمکا دیا تھا، اور ان کی رفعت و عظمت میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔

مولانا شرف الدین کی طویل تدریسی خدمات کی وجہ سے ان کا حلقہ تلمذ بہت وسیع تھا۔ تاہم ان میں مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ، مولانا عبدالجبار کھنڈیلویؒ، مولانا عبدالعزیز میمنؒ، مولانا علی محمدؒ سعیدی، مولانا محمد داؤد راز دہلویؒ، مولانا عبدالعزیز ملتانیؒ، حافظ فتح محمد جہلمیؒ مکی اور مولانا محمد صدیق فیصل آبادیؒ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مولانا شرف الدین محدث دہلویؒ نے ۷/صفر ۱۳۸۱ھ ۲۱/جولائی ۱۹۶۱ء کم و بیش ۸۶ سال کی عمر میں کراچی میں وفات پائی۔

ایک موقع پر مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلوی نے حضرت حافظ محمد گوندلویؒ کے بارے میں فرمایا کہ

> ''ہر علم و عمل میں وہ ہم سے بہت آگے ہیں۔ پاک و ہند کی پوری جماعت میں ان کے پائے کا کوئی عالم نہیں۔''

۴۔ مولانا ابوالقاسم سیف بنارسیؒ

آپ یکم شوال ۱۳۰۷ھ (۲۱/مئی ۱۸۹۰ء) کو بنارس میں پیدا ہوئے۔ سات سال کی عمر میں ناظرہ قرآن مجید ختم کیا۔ پھر قرآن حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں قاضی محمد مچھلی شہری سے کچھ کتابیں پڑھیں۔ پھر علی الترتیب مولانا سید عبدالکبیر بہاری، سید نذیر الدین احمد جعفری اور حکیم عبدالمجید بنارسی سے اخذ علم کیا۔ تفسیر و حدیث کے لئے اپنے والدگرامی مولانا محمد سعید، علامہ شمس الحق ڈیانوی، شیخ حسین بن محسن یمنی، حضرت حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ اور سید نذیر حسین دہلوی کے حضور زانوئے تلمذ تہہ کیا۔

تمام مروجہ علوم کی کتابیں سولہ سال کی عمر میں مکمل کر لی تھیں اور اپنے والد ماجد کی جاری کردہ ''مدرسہ سعیدیہ'' (بنارس) کی مسند درس پر متمکن ہو گئے تھے۔ سریع الفہم اور تیز ذہن عالم تھے۔ اپنے عہد کی سیاسی تحریکوں میں بھی حصہ لیا اور آزادی ملک کے لئے جدوجہد کی پاداش میں کئی بار جیل گئے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تصنیف وتالیف میں بھی بڑا نام پایا۔قرآن وحدیث،مجادلہ ومناظرہ اور اپنے مسلک کی مدافعت کے سلسلے میں پچاس سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں جو اہل علم میں مقبول ہوئیں۔

اللہ نے ان کو بہت سے اوصاف سے نوازہ تھا۔انہوں نے اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا۔تقریر میں،تحریر میں،مناظرے میں،تدریس میں،سیاست میں،آزادیٔ ملک کی جدوجہد میں آپ اعلیٰ مقام رکھتے تھے

مولانا مرحوم یگانہ روزگار عالم،شیوہ بیان مقرر اور نکتہ سنج مناظر تھے،حدیث وفقہ کی جزئیات پر گہری نگاہ رکھتے تھے۔مولانا مرحوم نے ۲۵؍نومبر ۱۹۴۹ء کو جمعہ کے روز وفات پائی۔

۵۔حافظ محمد عبداللہ روپڑیؒ

حافظ محمد عبداللہ بن میاں روشن دین موضع کمیر پور ضلع امرتسر میں ۱۸۸۷ء میں پیدا ہوئے۔انہوں نے موضع ڈوبہ تحصیل چونیاں ضلع لاہور میں تعلیم کا آغاز کیا۔مولانا عبداللہ (ساکن چھانگا مانگا) سے حفظ کر کے مدرسہ غزنویہ امرتسر چلے گئے،جہاں مولانا عبدالجبار غزنویؒ سے استفادہ کیا۔

۱۹۱۰ء میں دہلی چلے گئے اور درس نظامی کی بعض آخری کتابیں مولانا محمد اسحاق منطقی سے پڑھیں۔دواڑھائی سال بعد مدرسہ عالیہ رامپور چلے گئے۔وہیں سے سند فراغت حاصل کی اور رامپور کے زمانہ قیام میں مولوی فاضل کی امتحان پاس کیا۔

۱۹۱۴ء میں امرتسر آئے اور ایک سال بعد روپڑ(ضلع انبالہ)میں سکونت اختیار کی۔روپڑ میں مسلک اہل حدیث کی ترویج واشاعت میں مصروف رہے۔مدرسہ اہل حدیث قائم کیا،اور ایک اخبار ''تنظیم اہل حدیث'' جاری کیا۔روپڑ میں قیام کی وجہ سے روپڑی ان کے نام کا لاحقہ بن گیا۔حالانکہ وہ مولداً کمیر پوری تھے اور خود امرتسری کی صفت نسبتی لکھتے تھے۔

دارالحدیث رحمانیہ دہلی کے قیام ۱۹۲۱ء سے ۱۹۴۷ء تک اس کے ممتحن رہے۔۱۹۳۴ء کے لگ بھگ روپڑ میں اپنے برادر زادہ حافظ عبدالقادر روپڑی کو تبلیغی اور تدریسی کام سپرد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر کے خود امرتسر آ گئے۔

قیام پاکستان کے بعد لاہور آ گئے۔ چوک دالگراں میں "جامع مسجد قدس" اور "جامعہ اہل حدیث کی بنیاد رکھی۔ خطابت و تدریس کے فرائض کے ساتھ تصنیف و تالیف بھی کرتے تھے۔ حافظ صاحب نے مختلف موضوعات پر ۵۰ کے قریب کتابیں لکھیں۔

حافظ محمد عبداللہ روپڑی اپنے علم و فضل کے اعتبار سے ممتاز عالم دین تھے۔ علوم اسلامیہ کے بحر ز خار تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، لغت ادب، تاریخ و سیر، اسماء الرجال، منطق وفلسفہ وغیرہ تمام علوم میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ مسائل کی تحقیق و تدقیق میں ان کو مہارت تامہ حاصل تھی۔ حافظ عبداللہ روپڑیؒ بیک وقت امام، مجتہد، مفتی اور عمدہ مدرس و معلم بھی تھے۔ آپ اخلاق ستودہ اور اوصاف حمیدہ کے حامل تھے۔

حافظ محمد عبداللہ صاحب روپڑی نے حضرت حافظ صاحب کے بارے میں فرمایا تھا کہ

"ہماری جماعت میں یہ شخص علم کے ایسے سمندر ہیں جس کا کوئی کنارہ نہیں اور علمی میدان میں اتنی اونچی پرواز پر چلے گئے ہیں جہاں تک کسی دوسرے کی رسائی نہیں۔"

حافظ عبداللہ روپڑی نے ۱۱ر ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ ۲۰ر اگست ۱۹۶۴ء کو لاہور میں انتقال کیا حافظ عبداللہ روپڑی صاحب کی نماز جنازہ حضرت حافظ محمد گوندلوی صاحب نے پڑھائی اور گارڈن ٹاؤن کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔

۶۔ مولانا محمد داؤد غزنویؒ

مولانا داؤد غزنوی بن مولانا عبدالجبار بن سید عبداللہ ۱۸۹۵ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے ان کے جد امجد سید عبداللہ غزنوی (م ۱۲۹۸ھ) اپنے دور کے بلند پایہء عالم اور ولی اللہ تھے۔ شیخ حبیب اللہ قندھاری کے فیض یافتہ اور میاں سید نذیر حسین دہلویؒ کے حلقہ درس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کافی عرصہ اپنے مولد قلعہ بہادر خیل (نزد غزنی) میں رہے بعد میں امرتسر آ گئے۔ اور توحید و سنت کی خدمت میں مصروف رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید عبداللہ غزنویؒ کے فرزند اور مولانا داؤد غزنوی کے والد مولانا سید عبدالجبار (م ۱۳۳۱) بھی جید عالم اور ذاکر و شاغل بزرگ تھے۔ مولانا داؤد غزنوی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد اور مولانا عبدالاول غزنوی سے حاصل کی۔ مدرسہ غزنویہ امرتسر میں مولانا گل محمد سے اردو اور حساب کی تعلیم پائی، بعد میں دہلی گئے۔ مولانا عبداللہ غازی پوریؒ سے حدیث پڑھی۔ اور مدرسہ مسجد فتح پوری کے مولانا سیف الرحمٰن کابلی سے علوم عقلیہ کی تحصیل کی۔ تعلیم سے فارغ ہو کر مدرسہ غزنویہ میں حدیث و تفسیر کی تدریس شروع کی۔ تدریسی ذمہ داریوں کے ساتھ تبلیغ و اشاعت اسلام اور تحریک آزادیِ وطن میں دلچسپی لی۔ کمال خطابت اور سیاسی بیداری کی بناء پر برصغیر پاک و ہند کی سطح پر اپنا ایک مقام پیدا کر لیا۔ تحریک خلافت میں سیاسی اسٹیج پر آئے اور تحریک میں سرگرمی سے کام کیا۔ اس کے ساتھ جمعیت علمائے ہند کی تاسیس و تشکیل میں موثر کردار ادا کیا ابتداء میں مجلس عاملہ کے رکن تھے پھر مدتوں تک نائب صدر رہے۔ ۱۹۲۱ء میں تین سال کے لئے قید ہوئے۔ رہا ہوئے تو پہلے سے زیادہ سرگرمی سے تحریک آزادی میں حصہ لیا۔ ۱۹۲۵ء میں دوسری بار گرفتار ہوئے سائمن کمیشن کے بائیکاٹ کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ اور تیسری بار قید و بند کی آزمائش سے دوچار ہوئے۔

"مجلس احرارالاسلام" کے بانی ارکان میں سے تھے اور پہلے سیکرٹری بھی، دو اڑھائی سال تک اسی عہدے پر فائز رہے۔ مجلس احرارالاسلام کی تحریک کشمیر میں حصہ لیا اور گرفتار ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں انڈین نیشنل کانگرس کی تحریک ہندوستان چھوڑ دو میں شریک رہے اور گرفتار ہوئے۔ پنجاب کانگرس کے صدر رہے۔ اور کانگرس ہی کے ٹکٹ پر پنجاب اسمبلی کے رکن چنے گئے۔ ۲ اگست ۱۹۴۶ء کو کانگرس سے مستعفی ہوئے اور کچھ عرصے بعد آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل ہوئے۔ مسلم لیگ کی تحریک سول نافرمانی میں حصہ لیا اور گرفتاری دی۔

قیام پاکستان کے بعد سیاسی طور پر بہت زیادہ فعال نہ رہے تاہم دینی اہمیت کے حامل مسائل میں قوم کی رہنمائی فرماتے رہے۔ "مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان" کی تنظیم کی اور اس مقصد کے لئے ملک کا طویل دورہ کیا۔ لاہور میں مدرسہ غزنویہ کا احیاء کیا۔ تحریک ختم نبوت کے سرکردہ راہنماؤں میں سے تھے اور تمام مذہبی جماعتوں کی متحدہ مجلس عمل کے ناظم اعلیٰ تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جناب محمد ایوب خاں نے فوجی انقلاب کے بعد ایک دستور ساز کمیشن بنایا تھا جس نے ایک سوال نامہ جاری کیا۔ مولانا غزنوی نے ملک کے سربرآوردہ علماء کو جامعہ اشرفیہ لاہور میں ۵،۶ رمئی ۱۹۶۰ء کو جمع کیا اور کمیشن کے سوال نامے کا متفقہ جواب دیا۔ مئی ۱۹۶۲ء میں مدینہ یونیورسٹی کی مشاورتی کونسل کے رکن نامزد ہوئے۔ مولانا ہر مکتب فکر کے علماء کرام کا احترام کرتے تھے۔ اسی لئے مولانا کو بھی برصغیر کے اہل علم میں ایک نمایاں مقام ومرتبہ حاصل تھا۔

مولانا داؤد غزنوی کی زندگی کا بڑا حصہ سیاسی ہنگاموں اور جماعت اہل حدیث کی تنظیم میں گزرا۔ تاہم جب بھی انہیں فرصت ملتی مطالعہ میں مصروف ہو جاتے تھے۔ یکم اپریل ۱۹۲۷ء کو امرتسر سے ہفت روزہ توحید جاری کیا تھا۔ جو دو سال ایک ماہ جاری رہا۔ اس میں مولانا کے علمی اور تحقیقی مضامین شائع ہوتے تھے۔

مولانا داؤد غزنوی دل کے عارضے میں مبتلا تھے دو سال کی علالت کے بعد ۱۶ ردسمبر ۱۹۶۳ء کو لاہور میں وفات پائی۔ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبرستان میانی صاحب میں دفنائے گئے۔

۷۔ قاضی عبدالرحیمؒ

قاضی عبدالرحیم بن قاضی عبداللہ بن قاضی نظام دین ۱۷ ردسمبر ۱۸۸۴ء کو ضلع گوجراں والا کے معروف قصبہ ''کوٹ قاضی'' میں پیدا ہوئے۔ ان کے خاندان کے بعض افراد گلاب سنگھ اور رنبیر سنگھ والیان کشمیر کے ہاں معزز عہدوں پر فائز تھے۔ قاضی نظام الدین کو سید امیر حیدر شاہ خان پوری ہزاروی سے عقیدت تھی اور ان کے توسط سے مولانا عبداللہ غزنوی سے متعارف ہوئے دونوں بزرگوں کے زیر اثر اہل حدیث ہو گئے تھے اور اسی طرح قاضی خاندان میں تحریک اہل حدیث عام ہوئی۔ قاضی عبدالرحیم نے ابتدائی درسی کتب گھر پر پڑھ کر ۱۸۹۵ء میں حافظ عبدالمنان محدث وزیرآبادی کے حلقہ درس میں شمولیت اختیار کی۔ سات سال بعد ان سے سند فراغت حاصل کی۔ ۱۹۰۵ء میں مولانا عبدالجبار غزنویؒ سے صحیح بخاری کا اعادہ کیا، اسی طرح مولانا عبدالاول غزنوی سے ابوداؤد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی۔ مدرسہ تقویۃ الاسلام امرتسر کے مدرس مولانا محمد معصوم ہزاروی سے منطق، معانی اور دوسرے علوم کی کتابیں پڑھیں۔ ۱۹۰۶ء تا ۱۹۰۸ء دہلی کے طبیہ کالج میں زیر تعلیم رہے۔ حصول تعلیم سے فارغ ہو کر گوجراں والا میں مطب شروع کیا اور آخر دم تک خلق خدا کو فیض پہنچاتے رہے۔ پیشہ ورانہ سرگرمیوں کے ساتھ ملک کی دینی اور سیاسی تحریکوں میں حصہ لیتے رہے۔ تحریک مجاہدین کے ہمدردوں میں سے تھے۔ مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی سے تعلق ارادت تھا اور دامے درمے تحریک کا تعاون کرتے رہے۔ جماعت اہل حدیث گوجراں والا کی تنظیم سازی میں اہم کردار ادا کیا۔ گوجراں والا کی خلافت کمیٹی کے سیکرٹری جنرل بھی رہے۔ ۲۷ فروری ۱۹۷۱ء کو وفات پائی۔

۸۔ مولانا محمد حنیف ندویؒ

مولانا محمد حنیف ندویؒ ۱۹۰۸ء کو گوجراں والا میں پیدا ہوئے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ سے علوم اسلامیہ میں استفادہ کے بعد مولانا سلفیؒ کے حکم پر ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل ہوئے اور پانچ سال ندوہ میں رہ کر علوم اسلامیہ کی تکمیل کی۔ فراغت کے بعد لاہور آئے اور جامع مسجد مبارک اہل حدیث (اسلامیہ کالج) ریلوے روڈ میں خطیب مقرر ہوئے۔ یہاں آپ نے درس قرآن کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ ان کے درس قرآن میں تعلیم یافتہ طبقہ کی اکثریت ہوتی تھی۔ اسی دوران آپ نے قرآن مجید کی تفسیر بنام سراج البیان تصنیف کی۔

اس کے علاوہ مطالعہ قرآن، مطالعہ حدیث، مسئلہ اجتہاد، افکار ابن خلدون، افکار غزالی، عقلیات ابن تیمیہ اور لسان القرآن کا شمار ان کی عمدہ اور بہترین تصانیف میں ہوتا ہے۔

مولانا محمد حنیف ندوی کو تمام علوم اسلامیہ میں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔

تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، کلام اور فلسفہ پر ان کو مکمل دسترس حاصل تھی۔ اور ان تمام علوم پر ان کا مطالعہ کافی وسیع تھا۔ مولانا محمد حنیف ندوی ایک بلند پایہ ادیب، دانشوار، نقاد صحافی ہونے کے علاوہ ممتاز عالم دین بھی تھے۔ ان کے علمی و تحقیقی، دینی و مذہبی، ادبی وتنقیدی اور تاریخی مقالات ''اہل حدیث'' امرتسر، ''مسلمان'' سوہدرہ، ''الاعتصام'' لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ماہنامہ ''ثقافت'' لاہور کے علاوہ کئی ادبی رسائل میں بھی شائع ہوئے۔

آپ ملکی سیاسیات سے بھی پوری طرح باخبر رہتے۔سیاسی اور قومی وملی تمام تحریکات کے قیام کے پس منظر سے مکمل طور پر آگاہ تھے۔

مولانا محمد حنیف ندویؒ نے مولانا داوٗد غزنوی، مولانا اسماعیل سلفی اور مولانا عطاء اللہ حنیف کی معیت میں جماعت اہل حدیث کو فعال اور منظم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کیا۔اور جماعت اہل حدیث کی ترقی اور اس کو مجتمع کرنے میں آپ کی خدمات نمایاں ہیں۔جامعہ سلفیہ (فیصل آباد) کا نام بھی آپ ہی نے تجویز کیا۔

آپ کو مولانا ابوالکلام آزاد، قاضی سلیمان منصور پوری، سید سلیمان ندوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد اسماعیل سلفی، حافظ محمد گوندلوی اور مولانا عطاء اللہ حنیف (رحمہم اللہ اجمعین) سے بے پناہ محبت تھی۔

حضرت حافظ محمد گوندلوی کے بارے میں مولانا حنیف ندویؒ نے فرمایا:

''گزشتہ ڈیڑھ صدی میں یہاں حضرت گوندلویؒ جیسی ہمہ گیر شخصیت پیدا نہیں ہوئی جو تمام اسلامی علوم وفنون میں یکساں دسترس رکھتی ہو۔''

آپ ہفت روزہ ''الاعتصام'' کے پہلے مدیر تھے۔اس کی ادارت سے علیحدگی کے بعد ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کی دعوت پر ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور سے منسلک ہو گئے۔اور آخر عمر تک اس ادارہ سے وابستہ رہے۔آپ نے ۱۳؍جولائی ۱۹۸۷ء کو لاہور میں انتقال کیا۔

۹۔حافظ محمد یوسف گکھڑویؒ

حافظ محمد یوسف بن محمد دین غالباً ۱۹۱۱ء کو گکھڑ میں پیدا ہوئے۔آپ خاندانی طور پر مسلکاً حنفی، بریلوی تھے۔اور کافی متعصب قسم کے بریلوی تھے۔مولانا سلطان احمد انصاری (نت کلاں) ضلع گوجرانوالا کی کاوش سے مسلک حق قبول کیا اور ان سے دینی علوم میں کسب فیض حاصل کیا۔

پھر کچھ عرصہ مناظر اسلام مولانا احمد دین گکھڑوی کی خدمت میں حاضر ہو کر تحصیل علم کیا۔

بعد میں جامع مسجد لسوڑیاں والی (لاہور) سے قرآن پاک حفظ کیا۔مولانا سید داوٗد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزنویؒ سے بھی حدیث کے اسباق پڑھے۔

جماعت المجاہدین میں بھی باقاعدہ شمولیت اختیار کی، امیر المجاہدین مولانا فضل الٰہی وزیر آبادی ہاتھ پر بیعت کی اور جماعت کے سرگرم رکن رہے۔

۱۹۴۰ء کے قریب لاہور میں مشہور پبلشر شیخ محمد اشرف (کشمیری بازار) کے ہاں ملازمت اختیار کی اور کچھ عرصہ بعد گوجراں والا میں سکول بک ڈپو کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ جو علمائے اہل حدیث کی کتب شائع کرتا تھا۔

لاہور میں مغلپورہ کے علاقہ میں جامع مسجد توحید اہل حدیث تعمیر کروائی اور خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔

گکھڑ میں آپ نے باقاعدہ تدریس کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ بے شمار علمائے کرام نے آپ سے تحصیل علم کیا جن میں مولانا محمد رفیق سلفی (راہوالی)، سید اکرم شاہ گیلانیؒ اور خواجہ محمد قاسمؒ قابل ذکر ہیں۔

۱۹۶۷ء میں مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کے حکم پر مستقل طور پر گکھڑ سے گوجراں والا میں رہائش اختیار کی۔ اور جامع مسجد الفاروق اہل حدیث (باغبان پورہ) گوجراں والا میں خطیب مقرر ہوئے۔ فروری ۱۹۶۸ء میں مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی وفات ہوئی تو ان کی وصیت کے مطابق ان کی نماز جنازہ آپ نے پڑھائی۔

کچھ عرصہ جامع مسجد نور رحمانیہ اہل حدیث (گلشن آباد) گوجراں والا میں بھی خطیب رہے، ۱۹۷۶ء کو جامع مسجد اختر اہل حدیث (لکڑ منڈی حافظ آباد روڈ) کی تعمیر ہوئی تو آپ کو وہاں خطیب مقرر کیا گیا۔ پھر آپ اپنی وفات تک یہیں خطابت کے جوہر دیکھاتے رہے۔ حافظ محمد یوسف صاحب نہائت نیک اور پرہیزگار بزرگ تھے۔ صاف دل اور پاکیزہ خصال انسان تھے۔ حدیث رسول ﷺ سے آپ کو کافی شغف تھا۔ حدیث کے معاملے میں کسی قسم کی نرمی کے قائل نہ تھے۔ کسی کو بھی خلاف شرع کام کرتا دیکھتے تو فوراً ٹوک دیتے تھے۔

حافظ محمد یوسف صاحب کے حضرت حافظ صاحب کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے۔ اکثر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاقات رہتی اور مختلف دینی مسائل کے علاوہ ذکر واذکار کے حوالے سے گفتگو ہوتی تھی۔ حافظ یوسف صاحب حضرت حافظ صاحب کا انتہائی احترام کرتے تھے۔

حافظ صاحب بلاشبہ ایک ولی اللہ اور صاحب کرامت شخصیت تھے۔آپ نے ۷/ مئی ۱۹۸۰ء کو گوجراں والا میں وفات پائی، اور نماز جنازہ مولانا عبدالرشید مجاہد آبادی نے پڑھائی۔

۱۰۔مولانا محمد چراغؒ

مولانا محمد چراغ ۱۸۹۸ء کو موضع دھکر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حافظ کرم دین تھا۔ابتدائی تعلیم مولانا سلطان محمود صاحب کے مدرسہ میں حاصل کی۔اس کے بعد موضع انی ضلع گجرات میں مولانا ولی اللہ صاحب سے کسب فیض کیا۔

مختلف مقامات پر تعلیم حاصل کرنے کے بعد لاہور میں اپنے بڑے بھائی مولانا محمد سراج کے پاس چار سالہ قیام کے دوران مدرسہ نعمانیہ (اچھرہ) لاہور میں حصول تعلیم کے ساتھ ساتھ خطاطی اور خوشنویسی بھی سیکھی۔انہی دنوں مدرسہ مظاہرالعلوم (سہارن پور) اور دیوبند کی علمی بہاروں کے چرچے سن کر مدرسہ مظاہرالعلوم (سہارنپور) پہنچے۔ اور مولانا محمدالیاس (بانی تبلیغی جماعت) سے فقہ کی مشہور کتاب ''کنزالدقائق'' پڑھی اور ان کے ممتاز شاگردوں میں شمار ہوئے۔پھر تکمیل کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور مولانا انورشاہ کشمیری سے فیض علمی حاصل کیا۔چنانچہ شاہ صاحب سے ترمذی، میاں اظہر حسین سے ابوداود، مفتی عزیزالرحمٰن سے طحاوی اور مولانا اعزاز علی صاحب سے ادب عربی کی کتب حماسہ، متنبی اور مقامات وغیرہ پڑھیں۔لیکن خصوصی کسب فیض مولانا انورشاہ کشمیری سے ہی حاصل کیا۔دیوبند سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ میرٹھ تشریف لے گئے۔جہاں کے مدرسہ کے ارباب حل وعقد کی جانب سے ایک لائق استاد کی طلب پر حضرت شاہ صاحب نے آپ کا انتخاب کیا تھا۔وہاں آپ نے ایک سال تدریس کا کام کیا۔میرٹھ سے واپسی پر لاہور میں جامعہ فتحیہ (اچھرہ) میں کچھ عرصہ پڑھایا۔

بعدازاں مدرسہ انوارالعلوم (شیراں والا باغ) گوجراں والا میں ۱۹۲۴ء سے ۱۹۳۶ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک ۱۲ سال تدریس علم دین کا کام کیا۔

یکم جنوری ۱۹۳۶ء کو مسجد ارائیاں (بیرون کھیالی گیٹ) میں جامعہ عربیہ کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۶۷ء تک اسی مدرسہ کو رونق بخشی۔ طلبہ کی روز بروز کثرت اور جگہ کی قلت کے باعث مسجد ارائیاں میں مدرسہ کی عمارت مکتفی نہیں تھی۔ چنانچہ ۱۹۶۷ء میں جی ٹی روڈ پر بطرف لاہور وسیع وعریض قطعہ زمین پر جامعہ عربیہ کو منتقل کیا۔ جہاں آپ تادم آخر تشنگان علم کو فیض یاب فرماتے رہے۔

مولانا محمد چراغ مدرسہ، منبر ومحراب کی دنیا میں رہ کر بھی ملی تقاضوں سے غافل نہ رہے۔ جب یہ سمجھا کہ انگریز مسلمانوں کا دشمن ہے، تو اس کے خلاف آزادی کی تحریکوں میں بھر پور حصہ لیا۔ تحریک خلافت میں سرگرم رہنے کے علاوہ مہاراجہ کشمیر کے خلاف تحریک میں اکابرین کی گرفتاری کے بعد تیسرے یا چوتھے ڈکٹیٹر آپ ہی بنے۔

مولانا محمد چراغ کا انداز تدریس انتہائی دلنشیں تھا۔ دوران درس عصری تقاضوں کا شعور اور تحریک اسلامی کی اہمیت اس طرح سمو دیتے کہ ان کے طلبہ علم حاصل کرنے کے بعد دین کے متحرک سپاہی بن کر نکلتے۔ طلبہ کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آتے کہ طلبہ خود کو گھریلو ماحول میں محسوس کرتے۔

مولانا محمد چراغ نے بھر پور علمی تحریکی اور تدریسی زندگی گزاری۔ آپ ۱۴ ررمضان المبارک۔ ۲۱ راپریل ۱۹۸۹ء کو اپنے ہزاروں شاگردوں اور نیاز مندوں کو سوگوار چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت گوندلویؒ معاصرین کی نظر میں

☆ حکیم محمد اجمل خانؒ

''اس جیسا ذہین شاگرد میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔ جب مجھے ان کے سامنے لیکچر دینا ہوتا ہے تو مجھے بہت زیادہ تیاری کر کے آنا پڑتا ہے''

☆ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

''ہماری پوری جماعت میں ان کے علم و فضل کا کوئی ثانی نہیں ہے''

☆ مولانا ابوسعید شرف الدین محدث دہلویؒ

''ہر علم و عمل میں وہ ہم سے بہت آگے ہیں۔ پاک و ہند کی پوری جماعت میں ان کے پائے کا کوئی عالم نہیں۔''

☆ مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ

''میری نظر میں پاکستان کے جملہ اہل علم حضرات میں کوئی بھی حافظ صاحب جیسا عالم اور تجربہ رکھنے والا نہیں ہے''

☆ مولانا حافظ محمد عبداللہ روپڑیؒ

''ہماری جماعت میں یہ شخص علم کے ایسے سمندر ہیں جس کا کوئی کنارہ نہیں اور علمی میدان میں اتنی اونچی پرواز پر چلے گئے ہیں جہاں تک کسی دوسرے کی رسائی نہیں۔''

☆ مولانا حافظ عنایت اللہ اثریؒ

''جماعت اہل حدیث کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا جوہر عطاء فرمایا ہے جن کو تمام کتابوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے متون کے علاوہ ان کے حواشی اور شروحات بھی پوری کی پوری حفظ ہیں یہ سعادت صرف جماعت اہل حدیث کے حصہ میں آئی ہے۔"

☆ شیخ محمد امین الشنقیطیؒ

"میں نے روئے زمین پر آج تک ان سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔"

☆ مولانا محمد عبداللہ صاحب

"اس صدی میں اگر کوئی شیخ الحدیث ہوا ہے تو وہ حضرت العلام حافظ محمد گوندلویؒ تھے۔"

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

- الاصلاح حصہ اوّل — حضرت حافظ محمد گوندلویؒ
- خیر الکلام فی وجوب فاتحہ خلف الامام — حضرت حافظ محمد گوندلویؒ
- النبراس (الاصلاح حصہ سوم) — حضرت حافظ محمد گوندلویؒ
- تنقید المسائل — حضرت حافظ محمد گوندلویؒ
- زبدۃ البیان فی تنقیح حقیقۃ الایمان — حضرت حافظ محمد گوندلویؒ
- اہداء ثواب — حضرت حافظ محمد گوندلویؒ
- التحقیق الراسخ — حضرت حافظ محمد گوندلویؒ
- ختم نبوت — حضرت حافظ محمد گوندلویؒ
- دوام حدیث — حضرت حافظ محمد گوندلویؒ
- نقوش عظمت رفتہ — مولانا محمد اسحاق بھٹی
- بزم ارجمنداں — مولانا محمد اسحاق بھٹی
- صوفی محمد عبداللہ — مولانا محمد اسحاق بھٹی
- میاں فضل حق اور ان کی خدمات — مولانا محمد اسحاق بھٹی
- قافلہ حدیث — مولانا محمد اسحاق بھٹی
- دبستان حدیث — مولانا محمد اسحاق بھٹی
- گلستان حدیث — مولانا محمد اسحاق بھٹی
- ہفت اقلیم — مولانا محمد اسحاق بھٹی
- میاں عبدالعزیز مالواڈہ — مولانا محمد اسحاق بھٹی
- تراجم علمائے حدیث ہند — ابو یحییٰ امام خانؒ نوشہروی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات	ابو یحییٰ امام خانؒ نوشہروی
○ علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے	مولانا محمد میاں
○ تذکرہ علمائے اہلحدیث ج دوم سوم	پروفیسر محمد یوسف سجاد
○ علمائے اہلحدیث بستی و گونڈہ	بدرالزماں شفیع نیپالی
○ مولانا عبدالغفار حسنؒ حیات و خدمات	صہیب حسن۔ سہیل حسن
○ ارباب علم و فضل	حاجی محمد ادریس بھوجیانی
○ مولانا محمد جوناگڑھی حیات و خدمات	ڈاکٹر محمد مجیب الرحمٰن
○ خاندان غزنویہ	عبدالرشید عراقی
○ تذکرۃ النبلاء فی تراجم علماء	عبدالرشید عراقی
○ چالیس علمائے اہل حدیث	عبدالرشید عراقی
○ اصحاب علم و فضل	محمد تنزیل الصدیقی الحسینی
○ نذرانہ اشک	محمد ثناء اللہ عمری
○ نزہۃ الخواطر، ج ۸	سید عبدالحی حسنیؒ
○ سوانح ثلاثہ	عطاء الرحمان اختر
○ تذکرہ علمائے بھوجیاں	عبدالعظیمؒ انصاری
○ تاریخ اہل حدیث (شہر گوجراں والا)	بابا عبداللہؒ اہلحدیث
○ تاریخ سوہدرہ	کامران اعظم سوہدروی
○ درس بخاری	منیر احمد سلفیؒ
○ مشاہیر کے خطوط	بشیر انصاری
○ تذکرہ واجدیؒ	محمد ثناء اللہ عمری
○ علامہ ابن بازؒ	محمد منیر قمر سیالکوٹی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسائل

○ ہفت روزہ ''الاعتصام'' لاہور	اشاعت خاص ۱۹۸۶ء
	بیاد محدث عصر حافظ محمد گوندلویؒ
	اشاعت خاص ۲۰۰۵ء
	بیاد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ
○ ماہنامہ ''ترجمان السنہ'' لاہور	حافظ محمد محدث گوندلویؒ نمبر
○ ہفت روزہ ''اہلحدیث'' لاہور	اشاعت خاص مولانا محمد عبداللہ
○ ہفت روزہ ''الاسلام''	لاہور
○ ہفت روزہ ''اہلحدیث''	امرتسر
○ سہ ماہی ''نداء الجامعہ''	لاہور
○ مجلّہ ''مہک'' گوجرانوالا نمبر	گوجرانوالا ۱۹۸۶ء
○ پاکوڑ کانفرنس یادگار نمبر	دہلی ۲۰۰۴ء

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مکتبہ قدوسیہ کی خدماتِ حدیث

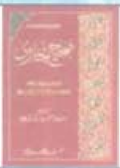

صحیح بخاری

حضرت مولانا محمد داود راز

سنن ابی داود

ریاض الصالحین

صحیح بخاری وصحیح مسلم کی متفق علیہ احادیث کا مجموعہ

اللؤلؤ والمرجان

الشیخ محمد فواد عبدالباقی

مولانا محمد داود راز ۔ مولانا عبدالرشید تونسوی

المتجر الرابح

احادیثِ صحیحہ (اردو)

مشکاۃ المصابیح

مکتبہ قدوسیہ

2-37230585, 0321-4460487
il: maktaba_quddusia@yahoo.com